دوست دشمن سب ترے مجذوب قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے کوئی قائل دل میں ہے
مجذوب

انوار الرشید

امیر المتکلمین، امام العارفین، سیف اللہ المسلول
حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم
کے
نصیحت آموز و بصیرت افروز حالات و ارشادات

جلد ثالث

نقش اول: مولانا احتشام الحق آسیا آبادی
ترتیب و اضافہ: جناب احمد نور المقتدی

نظر ثانی و اضافات
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب
نائب رئیس جامعۃ الرشید

فہرست

انوار الرشید جلد ثالث

عنوان	صفحہ
شانِ اِصلاح وتربیت	۹
اپنی اِصلاح کی فکر	۱۰۶
تجدیدی کارنامے	۱۱۶
تلامذہ	۱۱۷
تصانیف	۱۲۰
مُبشّراتِ منامیہ	۱۲۵
وارداتِ قلبیہ	۲۰۱
روافض کی رُسوائی	۲۲۱
وصیت نامے	۲۶۵
مغرب کی وادیوں میں	۲۸۵
اللہ کے باغی مُسلمان	۳۶۱
خلفاءِ مجازینِ بیعت	۴۹۹
تنبیہات	۵۰۳
ضمیمہ	۵۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۳/۱۵۹

وہ مستِ ناز آتا ہے ذرا ہشیار ہو جانا
یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

کہیں مُدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ مے خانہ

شانِ اِصلاح و تربیت

اللہ تعالیٰ جب کسی سے اپنے بندوں کی اصلاح و تربیت کا کام لیتے ہیں تو
اسے اس کے طریقے بھی القاء فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت
اقدس دامت برکاتہم کو حق گوئی و بے باکی کے ساتھ دلجوئی کا بھی ایسا ملکہ عطاء
فرمایا ہے کہ اَحباب تو کُجا خدّام و مُریدین اور تلامذہ بلکہ اَغیار کو بھی سخت
سے سخت تنبیہ پر بھی ناگواری کا اِحساس تک نہیں ہوتا گویا حضرت
اقدس شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مصراع کا مصداق ہیں ع
چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

شادِ اصلاح وتربیت

عنوان	صفحہ

شانِ اصلاح و تربیت

اللہ تعالیٰ جب کسی کو نیابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر فائز فرماتے ہیں تو اس کے قلب میں اصلاحِ امت کے درد کے ساتھ حسبِ موقع اصلاح کی تجاویز و تدابیر بھی القاء فرماتے رہتے ہیں۔ ایسی مقبول ہستیوں کی فہرست میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو خصوصی امتیاز بخشا ہے' جس طرح فکرِ اصلاح میں اعلیٰ مقام عطاء فرمایا ہے اسی طرح طریقِ اصلاح میں بھی امتیازی شان سے نوازا ہے۔

حضرتِ والا منکرات کو دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں، بالخصوص اس دور کے علماء و مشائخ کو مبتلائے معاصی دیکھ کر تو بے اختیار رونے لگتے ہیں اور بہت ہی درد سے یہ شعر پڑھتے ہیں:

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغزِ استخوان سوزد

"میرے دل میں ایسا درد ہے کہ کہوں تو زبان جل جائے،
اور روکتا ہوں تو ہڈیوں کا مغز جلا جاتا ہے۔"

فکرِ امت و اصلاحِ منکرات کے درد و کرب کی ٹیسیں بسا اوقات ایسی شدت اختیار کر جاتی ہیں کہ نیند اڑ جاتی ہے، شب و روز مسلسل بے خوابی اور سخت اضطراب و بے قراری۔ وعظ میں اصلاحِ منکرات پر بیان کے دوران فرماتے ہیں:

"میرے دل میں درد اٹھتا ہے جو مجھے خاموش نہیں بیٹھنے دیتا۔"

کبھی یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اگر یہ حلق کے ذریعہ اندر اتارنے کی کوئی چیز ہوتی تو لوگوں کو چت گرا کر ان کے سینہ پر بیٹھ کر زبردستی حلق میں انڈیل دیتا، مگر کیا کروں؟ کانوں میں ڈالنا میرا کام ہے، یا اللہ! تو اپنی قدرتِ کاملہ و رحمتِ واسعہ سے دِلوں میں اتار دے، کسی کو کیا معلوم کہ میرے دل میں کیسے کیسے درد اٹھ رہے ہیں ؎

زباں بے دل ہے اور دل بے زباں ہے ہائے مجبوری
زباں پر کس طرح وہ آئے جو دل پر گزرتی ہے
گزرتی ہے ہماری جان پر جو کچھ گزرتی ہے
کِسی کو کیا خبر دل پر ہمارے کیا گزرتی ہے

یہ درد اے بدگماں کچھ دیکھنے کی چیز گر ہوتی
میں رکھ دیتا ترے آگے کلیجا چیر کر اپنا"

دورانِ وعظ یہ مصراع بھی بکثرت پڑھتے ہیں ع

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

حضرتِ والا کے خلوص اور سوزِ محبت کی برکت ہے کہ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دل کی ایسی گہرائی سے آتا ہے کہ سامعین کے قلوب کی گہرائی میں جاگزیں ہوتا ہے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

از دل خیزد و بر دل ریزد
"دل سے اٹھ کر دل پر گرتی ہے"۔

آپ کی داستانِ درد کی تحریر جولانیِ قلم سے بالاتر ہے، یہ چند سطور اس لئے پیش کر دی ہیں کہ شاید دُور اُفتادگان کو کچھ اندازہ ہو جائے ورنہ ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

"سُنی ہوئی باتیں چشم دید حالات کی طرح نہیں ہو سکتیں۔"

قریب سے حالات کو دیکھنے والے بھی حقیقت رسی سے بہت بعید ہیں، مع ھٰذا جو بھی مجلس میں ایک بار پہنچ جاتا ہے وہ اپنے قلب میں انقلابِ عظیم لے کر اٹھتا ہے ؎

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تیری
تری نظروں کے صدقے اک ہجوم شوق ہے دل میں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

ایسے انقلاباتِ عظیمہ کی چند مثالیں عنوان "بابُ العبر" میں دیکھی جا سکتی ہیں، بلکہ لازماً دیکھا کریں، اس میں سے کچھ حصہ روزانہ غور سے پڑھنے کا معمول بنائیں ع

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توفیق عطاء فرمائیں اور نافع بنائیں، ذریعۂ عبرت بنائیں اور چشم بصیرت عطاء فرمائیں، آمین۔

امدادِ غیبی:

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم سے اصلاحِ امت کی جو خدماتِ جلیلہ لے رہے ہیں اس سلسلہ میں امدادِ غیبی کے طور پر بہت ہی عجیب و غریب واقعات پیش آ رہے ہیں، جن کی چند مثالیں تحریر کی جاتی ہیں:

① فراستِ مؤمن:

کئی حضرات اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ مجلس وعظ میں حاضر ہوئے تو ان کے کسی مرض پر بیان ہوا اور فوراً علاج ہوگیا ★ ذہن میں کوئی اشکال تھا جو بیان سننے سے حل ہوگیا ★ بیان سننے سے ایسے مرض پر تنبہ ہوا جس کا پہلے علم ہی نہ تھا ★ حضرتِ والا میرے ہی امراض بتا رہے تھے، میں حیران تھا کہ آپ کو ان کا علم کیسے ہوا۔

اس قسم کی اطلاعات بہت زیادہ آ رہی ہیں ۔

اے لقاءِ تو جواب ہر سؤال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

"آپ کی ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے، آپ سے پوچھے بغیر ہی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔"

② اللہ نے تباہی سے بچا لیا:

"مجھے ایک بہت بڑے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہونے کا بہت سخت خطرہ تھا، ابتلاء کے سب اسباب مہیّا تھے، اس کٹھن مرحلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خاصہ سے یوں دستگیری فرمائی کہ میں جیسے ہی اس گناہ کا ارادہ کرتا فوراً حضرتِ اقدس کی صورتِ مبارکہ بکمالِ جلال و جمال میرے سامنے آ جاتی جو میری حفاظت کا ذریعہ بن جاتی۔ پس یہ حضرت اقدس کی کرامت ہے ورنہ میں تباہ ہو گیا ہوتا۔"

③ ضربِ مؤمن:

"میں کوشش کے باوجود تہجّد کے لئے نہیں اٹھ پاتا تھا، ایک رات بوقتِ سحر حضرتِ اقدس خواب میں تشریف لائے اور میری بہت

پٹائی لگائی، اس وقت سے تہجد میں کبھی ناغہ نہیں ہوا، الارم لگائے
بغیر ہی بالکل صحیح وقت پر از خود ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔"

④ لطیفۂ رحمت:

"مجھے پچھلی رات سوتے میں ٹیلیفون کی گھنٹی سنائی دی، ساتھ ہی
دل میں یہ بات آرہی تھی کہ دار الافتاء سے کال آرہی ہے، گھنٹی کی آواز
سے میری آنکھ کھل گئی تو بھی گھنٹی بج رہی تھی، میں نے اپنے شوہر
کو جگا کر ان کو بتایا کہ دار الافتاء سے فون آرہا ہے، ہم دونوں بیداری کی
حالت میں خوب اطمینان سے کچھ دیر گھنٹی کی آواز سنتے رہے اور حیرت
سے سوچتے رہے کہ ہمارا دار الافتاء سے تو کچھ بھی تعلق نہیں، دور ہی سے
صرف نام سن رکھا ہے، پھر ریسیور اٹھایا تو اس میں کوئی آواز نہیں، ہم سمجھ
گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری ہدایت کا سامان ہے، ہم دونوں
نے اسی وقت سب گناہوں سے سچی توبہ کرلی، میں نے مکمل شرعی پردہ
کا فیصلہ کرلیا اور شوہر نے ڈاڑھی رکھنے کا فیصلہ کرلیا۔ ٹی وی، وی سی آر
اور فوٹو وغیرہ جیسی سب لعنتوں سے مکمل توبہ کا اعلان کردیا۔"

⑤ لطیفۂ رحمت:

"روزانہ تہجد کے وقت خواب میں فون کی گھنٹی سنائی دیتی ہے جس
سے آنکھ کھل جاتی ہے، اس لئے اب ہمیں الارم کی ضرورت نہیں رہی۔"

حضرتِ والا کا طریقِ تربیت:

حضرتِ والا کسی کو بھی جلدی بیعت نہیں فرماتے، بیعت کی درخواست
کرنے والوں کو مندرجۂ ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے:

۱ــــ حضرتِ والا کے وعظ سے متاثر ہو کر کوئی بیعت کی درخواست کرتا ہے تو اسے

تحریری درخواست دینے کی ہدایت کی جاتی ہے، زبانی درخواست کو قابلِ سماعت نہیں سمجھا جاتا۔

۲۔۔۔ تحریری درخواست کے جواب میں لکھا جاتا ہے :

"بہشتی زیور حصۂ ہفتم میں شیخِ کامل کی علامات غور سے پڑھیں، اس کے بعد جس شیخ پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ مناسبت بھی ہو، اس سے تعلق قائم کریں۔"

۳۔۔۔ پھر علاماتِ شیخ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بھی اگر وہ حضرتِ والا ہی کی طرف رجوع پر اصرار کرتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے :

① سنت کے مطابق استخارہ کریں۔
② ہفتہ وار مجالسِ وعظ میں شریک ہوا کریں، کم از کم سات مجالس میں شرکت کریں۔ یہ شرط صرف مقامی لوگوں کے لئے ہے۔
③ تمام مطبوعہ مواعظ تین بار غور سے پڑھیں۔
④ "انوار الرشید" کا اول سے آخر تک پورے غور سے مطالعہ کریں۔

۴۔۔۔ ان ہدایات کی تعمیل کی تحریری اطلاع آتی ہے تو جواب میں ارشاد ہوتا ہے :

بیعت خود مقصود نہیں، اصلاح مقصود ہے، آپ کو اصلاحی مکاتبت کی اجازت ہے، امورِ ذیل کی پابندی کریں :

① "بہشتی زیور" کا مطالعہ روزانہ بقدرِ فرصت۔
② مواعظ اور "انوار الرشید" کا جتنا حصہ ہو سکے روزانہ۔
③ ممکن ہو تو ہفتہ وار مجلسِ وعظ میں حاضری کی پابندی۔
④ رات کو سونے سے قبل دن بھر کے حالات کا محاسبہ اور مراقبۂ موت۔
⑤ ہر ماہ ایک بار اطلاعِ حالات کا پرچہ، یعنی محاسبہ میں منکراتِ ظاہرہ

وباطنہ میں سے کسی کا احساس ہوتو اس کی اطلاع اور اس پر جو نسخۂ
اصلاح تجویز کیا جائے اس کا اتباع۔

۵ ــــ اصلاحی تعلق قائم کرنے کے بعد بشرائطِ ذیل بیعت کی اجازت دی
جاتی ہے:

① اوپر اصلاحی مکاتبت کی اجازت میں جو پانچ ہدیات تحریر کی گئی ہیں
کم از کم چھ ماہ تک ان کی پوری پابندی کی ہو۔

② بیعت سے مقصد اور اس مقصد کی تحصیل کا طریقہ بخوبی سمجھ گیا ہو۔

③ تحصیلِ مقصد میں رواں دواں ہو۔

④ منکراتِ ظاہرہ سب چھوٹ گئے ہوں اور منکراتِ باطنہ سے
نجات کی فکر پیدا ہوگئی ہو۔

جب طالب سے متعلق امورِ مذکورہ کا خوب اطمینان ہوجاتا ہے تو
اسے بیعت کرلیا جاتا ہے۔

بیعت کے بعد:

جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے امراضِ ظاہرہ کا علاج تو بیعت سے پہلے
ہی ہوجاتا ہے، بلکہ عموماً اصلاحی تعلق سے بھی پہلے صرف مواعظ کیمیا تاثیر ہی
سے ظاہری گناہوں سے نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان گناہوں سے
بھی جن کو آج کے مسلمانوں بلکہ اس دور کے علماء و مشائخ نے بھی گناہوں
کی فہرست ہی سے نکال دیا ہے۔ جیسے اقارب سے شرعی پردہ نہ کرنا، تصویر
کھنچوانا، بلاضرورتِ شدیدہ تصویر رکھنا، تصویر والے مقام میں بلاضرورتِ شدیدہ
جانا، سٹا، بنک اور انشورنس جیسی حرام ملازمت کرنا، حرام آمدنی والوں کی دعوت
اور ہدیہ قبول کرنا، ایسی تقریبات میں شریک ہونا جہاں منکرات ہوں۔ سوئم چہلم،

برسی جیسی بدعات کرنا یا ان میں شریک ہونا وغیرہ۔ ایسی تمام بدعات منکرات اور خرافات سے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے سے پہلے ہی زندگی پاک و صاف ہو جاتی ہے۔

اب بیعت ہونے کے بعد امورِ ذیل میں تربیت و اصلاح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے:

① امراضِ باطنہ یعنی حبِّ مال، حبِّ جاہ، عجب، کبر، ریاء اور حسد و بخل وغیرہ کا علاج۔

② فضائلِ باطنہ یعنی اخلاص، صبر، شکر، توکّل، قناعت اور زہد وغیرہ کی تحصیل۔

③ آدابُ المعاشرۃ۔

④ صفائی معاملات۔

⑤ اعمالِ ظاہرہ و احوالِ باطنہ میں استقامت و ترقی۔

⑥ دین میں ایسا تصلّب اور اتنی استقامت و مضبوطی کہ اعزّہ، اقارب، احباب اور برا ماحول و معاشرہ غرضیکہ دنیا کی کوئی طاقت بھی دین پر استقامت میں بال برابر بھی لچک پیدا نہ کرسکے اور حال یہ ہو جائے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جاناں نہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

⑦ دوسروں کو بھی حسبِ موقع دعوت و تبلیغ کے ذریعہ منکرات و فواحش سے روک کر انہیں دنیا و آخرت کی رسوائی اور جہنم سے نکالنا اور پُرسکون زندگی میں لانا۔

⑧ عبادات بالخصوص نماز میں خشوع و خضوع اور آدابِ ظاہرہ و باطنہ کا اہتمام۔

⑨ نظافتِ ظاہرہ و باطنہ۔

اس کی تفصیل عنوان "نظافت و نزاکتِ ظاہرہ و باطنہ" کے تحت گزر چکی ہے۔

⑩ حفاظتِ وقت اور نظم و ضبطِ اوقات، یعنی نظام الاوقات کی تعیین اور اس کی پابندی۔

⑪ ہر چیز کو اس کے موقع، محل اور سلیقہ سے رکھنا۔

مقاصدِ مذکورہ کی تحصیل کے لئے تعلیم و تلقین کے ساتھ تعمیل و تمرین پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔

ایک طرف تشجیع، تطییبِ خاطر، دل جوئی، ہمت افزائی، خوب خوب پُرتپاک "شاباش" کی بھرمار اور دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والی پُراثر دعائیں۔

دوسری جانب بجبوری گھسائی، رگڑائی، انجکشن اور آپریشن پھر مرہم پٹی سے

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

رشتے کرنے کی شرائط:

① فاسق نہ ہو۔
② علماء دیوبند سے کم از کم اتنا تعلق رکھتا ہو کہ ان کی کتابیں دیکھتا ہو، ان کے وعظ سنتا ہو اور ان سے مسائل پوچھتا ہو۔
③ علماء دیوبند میں سے کسی سے اصلاحی تعلق یا خصوصی عقیدت رکھتا ہو۔
④ جہاد کی مخالفت نہ کرتا ہو۔

اگر اہل سلسلہ میں سے کسی نے شرائط مذکورہ میں سے کسی شرط کے خلاف کیا تو اس کا اصلاحی تعلق ختم کر دیا جاتا ہے۔

غیر شادی شدہ خواتین کو بیعت کرنے کی شرط:

غیر شادی شدہ خواتین کو اصلاحی تعلق قائم کرنے کی تو اجازت دے دی جاتی ہے مگر ان کو بیعت نہیں کیا جاتا، البتہ اگر کسی کا والد یا کوئی ولی شرائطِ مذکورہ کی پابندی کے معاہدہ کا فارم پُر کر کے دے تو اُس کو بیعت کر لیا جاتا ہے۔

بوقت بیعت قتال فی سبیل اللہ کا عہد:

حضرت اقدس دامت برکاتہم بیعت کرتے وقت جن چیزوں کا عہد لیتے ہیں، ان میں قتال فی سبیل اللہ کا عہد بھی لیتے ہیں اور یہ الفاظ کہلاتے ہیں:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جان یا مال دینے کا موقع پیش آیا تو بخوشی دوں گا۔"

معمولاتِ مطب

حضرتِ والا کے مطبِ رُوحانی میں عام طور پر مستعمل نسخوں کی فہرست:

تغذیہ: "مقوی غذائیں دینا"۔

① آپ کے حالات پڑھ کر بہت مسرت ہوئی اور دل سے دُعائیں نکلیں۔

② آپ کے حالات بہت غور سے پڑھے، لفظ لفظ پر مسرت بڑھتی گئی اور دل سے دُعائیں نکلتی گئیں۔

③ ایسے بُرے ماحول اور بے دین معاشرہ کے مقابلہ میں آپ کے جہاد سے بہت مسرّت ہوئی، اللہ تعالیٰ استقامت اور ترقی سے نوازیں۔

④ شاباش بیٹے شاباش!

⑤ واہ رے میرے بیٹے!

⑥ ارے واہ چوزے! شاباش!

حضرتِ والا "شاباش" کیسی پُرتپاک اور پُرسرور دیتے ہیں؟ بس کچھ نہ پوچھئے ؎

گر مصوّر صورتِ آن دل ستان خواھد کشید
لیک حیرانم کہ نازش راچسان خواھد کشید

"مصوّر اس محبوب کی تصویر تو کھینچ سکتا ہے، لیکن میں حیران ہوں کہ اس کے نازکی تصویر کیسے کھینچ سکے گا"۔

⑦ اِنعام۔ جو سَو روپے سے کم نہیں ہوتا، سَو کا نیا نوٹ۔ کبھی مختلف قیمتی اشیاء۔ بے دین ماحول میں رہنے والے ایک نوخیز لڑکے کے چہرہ پر ڈاڑھی دیکھ کر انعام میں اپنی قیمتی گھڑی دے دی جو

آپ کو بہت پسند تھی۔

⑧ مجمع میں کھڑا کر کے زیارت کروانا۔

تنقیہ: "مادۂ فاسدہ نکالنا"

تنقیہ کے بہت عجیب نسخے بصورتِ لطائف جلد اوّل میں عنوان "مزاح وظرافت" کے تحت گزر چکے ہیں یہاں کچھ مزید نسخے لکھے جاتے ہیں:

① نفل نماز کی کم وبیش چند رکعات۔

② نفل روزے حسبِ صوابدید۔

③ ایک وقت کا فاقہ کروانا۔

④ مالی صدقہ حسبِ وسعت یا مطابقِ غفلت۔

⑤ زبانی جھاڑ عجیب انداز سے، غضب کے ساتھ مزاح اور مسکراہٹ کا دلکش امتزاج۔

⑥ متعین وقت تک کھڑا کرنا۔

⑦ کان پکڑوانا، دائیں ہاتھ سے بایاں کان۔

⑧ کھڑا کر کے دونوں کان یا دائیں ہاتھ سے بایاں کان پکڑوانا۔

⑨ دوسرے سے کان کھنچوانا۔

⑩ متعدد مریضوں کا تنقیہ مقصود ہو تو بیک وقت ایک دوسرے کے کان پکڑوانا۔

⑪ متعدد مریضوں کو بیک وقت ایک دوسرے کا منہ دکھلانا۔

⑫ مجمع میں کھڑا کر کے لوگوں کو زیارت کے لئے کہنا۔

⑬ مرغا بنانا، یہ نسخہ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ نے بھی استعمال کروایا ہے۔

⑭ مرغا بنا کر سیر کروانا۔

⑮ مرغا بنا کر پشت پر مکا لگوانا۔

⑯ وضوء کروانا، یہ نسخہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۱۷) بڑا استنجاء کروانا، یہ بھی اوپر والے نسخہ سے مستنبط ہے۔
(۱۸) مجمع میں کھڑا کر کے یوں اعلان کروانا:
"بھائیو! میرے اندر فلاں مرض ہے، سب حضرات اس سے نجات کی دُعاء فرمائیں"۔
(۱۹) کچھ وقت کے لئے یا چند دنوں کے لئے خانقاہ سے نکال دینا۔
(۲۰) بیت الخلاء صاف کروانا۔
(۲۱) جھاڑو لگوانا۔
(۲۲) کوڑے کی بالٹیاں اٹھوا کر دور کوڑی پر پھنکوانا۔
(۲۳) طلبہ کے برتن دھلانا۔
(۲۴) کھڑا کر کے سر پر الٹا جوتا رکھنا۔
(۲۵) سلسلہ سے نکال دینا۔
(۲۶) خلافت سلب کرلینا۔
(۲۷) کوڑے کا صرف نام، البتہ ایک بار ہوا اجراء، تو بنا دیا کام ع

پیامِ رُشد پوشیدہ ہے تیرے تازیانے میں

کوڑے کی برکات کے بارہ میں محسنِ اعظم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:
حضرتِ والا سلسلۂ اصلاح میں کوڑے کے فوائد و برکات بکثرت بیان فرماتے ہیں اور اس بارہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجۂ ذیل ارشادات نقل فرماتے ہیں:
① لَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَّ اَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ۔ رواہ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔
"اپنے ماتحت لوگوں کی تربیت کے لئے ان پر لاٹھی برساتے رہو اور انہیں اللہ کے بارہ میں ڈراتے رہو"۔

۲ عَلِّقُوا السَّوطَ حَيثُ يَرَاهُ أَهلُ البَيتِ. رواه عبد الرزاق والطبرانی فی الکبیر والسیوطی۔
"کوڑا ایسی جگہ لٹکاؤ کہ اس کو سب اہل خانہ دیکھتے رہیں۔"

۳ رَحِمَ اللّٰہُ عَبدًا عَلَّقَ فِی بَیتِہٖ سَوطًا یُؤَدِّبُ بِہٖ أَھلَہٗ۔ رواہ ابن عدی والمناوی والسیوطی۔
"اللہ اس بندہ پر رحم کرے جس نے اپنے اہل وعیال کی تربیت کے لئے اپنے گھر میں کوڑا لٹکایا۔"

اس مضمون کی اور بھی متعدد روایات بیان فرماتے ہیں۔

سماعتِ مقدمات وعلاجِ امراض کی چند مثالیں:

خانقاہ میں چند روز قیام کرنے والوں کے علاوہ وہ عوام بھی جنہیں کبھی کبھار یہاں آنے کا اتفاق ہوتا ہے خانقاہ میں بغرضِ تربیت مقدمات کی سماعت، مختلف جرائم پر مختلف سزاؤں کے اجراء اور مختلف امراض کے بہت ہی عجیب وغریب تیر بہدف نسخوں کے انتخاب کا منظر دیکھ کر ان کے ذہنوں پر خانقاہ کا نقشہ یوں ثبت ہو جاتا ہے:

"یہ عدالتِ عالیہ ہے یا سول ہسپتال۔"

دور افتادہ حضرات کے لئے بطورِ مثال تقریباً ایک ماہ میں پیش ہونے والے مقدمات کی چند اہم مثالیں تحریر کی جاتی ہیں:

دار الافتاء کا ٹیپ ریکارڈر بلا اجازت استعمال کرنے پر:

① حضرتِ والا بھائی بہنوں سے ملاقات کے لئے خیر پور تشریف لے گئے، بعد میں دو طلبہ نے جو حضرت سے بیعت بھی تھے کیسٹ سے کسی عالم کی تقریر سنی

اور دارالافتاء کا ٹیپ ریکارڈر بلا اجازت استعمال کیا۔
حضرتِ والا کو اطلاع ہوئی تو ان کو بلوا کر فرمایا:
"تم نے دو جرم کئے ہیں:
۱ـــ وقف ٹیپ ریکارڈر بلا اجازت استعمال کیا۔
۲ـــ شیخ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے سے استفادہ سلوک میں ایسا ہے جیسے کوئی عورت شوہر کے ہوتے ہوئے کسی اور سے تعلق پیدا کرلے
پھر خانقاہ کے اندر ایسی حرکت؟ اس کی مثال تو یہ ہے:
"آشنا کو شوہر کے گھر بلا کر اس سے بدکاری کروائے"
یہ جرم عظیم ناقابلِ معافی ہے، اس لئے تمہیں طلاق ملے گی اور اگر طلاق نہیں چاہتے تو بارہ بجے دونوں کو الٹے کھڑے کرکے تین تین کوڑے لگائے جائیں گے، سوچنے کے لئے ابھی کئی گھنٹے ہیں، طلاق کی صورت میں دارالافتاء سے نہیں نکالا جائے گا، تعلیم کا سلسلہ اسی محبت و شفقت سے جاری رہے گا، وظیفہ بھی بدستور پورا ملتا رہے گا، لیکن اصلاحی تعلق کسی اور سے رکھئے"
دونوں نے بلا توقف کوڑوں کی سزا بدل وجان اختیار کی، چنانچہ حضرتِ والا نے بارہ بجے تشریف لاتے ہی دونوں کو دیوار کے ساتھ الٹے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور بچوں کے استاذ قاری صاحب سے فرمایا:
"ان کے سُرینوں پر تین تین کوڑے لگائیں"
انہوں نے بہت زور سے کوڑے لگائے جس کا حضرت والا کو کچھ افسوس بھی ہوا، مگر سزا یافتہ طالب علم برابر اس کی افادیت کے گیت گاتے رہتے ہیں، اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ ان کے حالاتِ ظاہرہ و باطنہ پہلے کی بنسبت بہت

علیٰ وارقع ہیں ؎

مین پرحجۃ اللہ بن کے آیا تو زمانے میں پیامِ رشد پوشیدہ ہے تیرے تازیانے میں

ربڑ کے پائپ سے کوڑے کا کام لیا گیا تھا، ایک مولوی صاحب نے عرض کیا:

"حضرت! یہ پائپ پرانا ہو چکا ہے، نیا منگوانا چاہئے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"۔ ۔ ۔ ۔ سے کہہ دیں کہ جلد از جلد اسی سائز کا نیا پائپ لائیں، رنگ سُرخ ہو، اس میں ریشمی دھاگے کی ڈوری لگا کر دفتر میں سامنے لٹکا دیں اور خانقاہ میں مقیم لوگوں کو متنبہ کر دیں ؎

ابتداءِ عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"

دو خانقاہیوں کی چپقلش پر:

④ دو مولوی صاحبان کی آپس میں کچھ چپقلش ہو گئی، حضرتِ والا نے دونوں کو ایک دوسرے سے معافی مانگنے اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھنے کا حکم دیا، مگر ایک مولوی صاحب نے اسے محسوس کیا اور دوسرے کے معافی مانگنے پر اسے معاف نہ کیا۔

حضرتِ والا کو اس کا علم ہوا تو اسے بلوا کر ارشاد فرمایا:

"تمہارے اندر مرضِ کبر ہے، اس کا علاج یہ ہے:

۱۔ سب کے سامنے تین منٹ تک مرغا بنو ورنہ فوراً خانقاہ سے نکل جاؤ۔"

انہوں نے بلا تأمل تعمیل کی، مرغا بن گئے، جب دو منٹ ہوئے تو فرمایا،

"تیسرا منٹ معاف ہے۔"

۲۔ دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھیں۔
۳۔ ہر ہفتہ اطلاع دیں کہ اس مرض میں افاقہ ہوا یا نہیں؟ کم از کم سات پرچے لکھیں۔

انہوں نے دوسرے دن اپنے ساتھی سے نہایت لجاجت سے کہا:
"براہِ کرم للہ! مجھے معاف کر دیں، میں بہت ہی شرمندہ ہوں، آپ خوش نہ ہوں گے تو میری آخرت برباد ہے، میرے لئے دُعاء بھی ضرور کریں۔"

اس پر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا:
"میں آپ کو حقیقی بھائی سمجھتا ہوں، سب معاف دل صاف۔"

حضرتِ والا جانبین کی اس صلاحیت سے بے حد مسرور ہوئے، خوب تحسین فرمائی اور دلی دُعاؤں سے نوازا۔

اظہار شوقِ حج یا اظہارِ حاجت:

④ ایک مولوی صاحب کے بارہ میں معلوم ہوا کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے شوقِ حج ظاہر کیا ہے۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:
"یہ غیر اللہ کے سامنے اظہارِ حاجت ہے اس کا اصل علاج تو یہ ہے:
"تمہیں الٹا کھڑا کر کے کوڑے لگائے جائیں۔"
مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا بھولے پن سے کیا ہے، شرارتِ نفس نہیں، البتہ غفلت ضرور ہے، اس کا علاج یہ ہے:

”دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کریں“۔

مالیات کے حساب میں سستی پر :

④ جن دو مولوی صاحبان کو چند ماہ قبل کوڑے لگائے گئے تھے ان میں سے ایک کے ذمہ طلبہ کے مصارف کا حساب تھا، انہوں نے حساب پیش کرنے میں ایک دن کی تأخیر کر دی تو حضرت والا نے فرمایا :

”اس کوڑے کو ہاتھ میں لے کر اس کی زیارت کرو، اور سب ساتھیوں سے کہو :

”اس میں بہت کرامات ہیں“۔“

فضول باتوں پر :

⑤ ایک مولوی صاحب کسی سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ حضرت والا نے انہیں سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا :

”تین منٹ کے لئے کھڑے ہو جاؤ، ایک سیکنڈ بھی اوپر ہو گیا تو دوبارہ“۔

ایک مولوی صاحب پر تین مقدمات :

⑥ ایک مولوی صاحب پر تین مقدمات قائم ہوئے :

۱ــــ غسل خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر ناک صاف کی اور تھوکا، مگر پانی بہا کر صاف نہیں کیا۔

۲ــــ کسی کی کتاب ان کے سامنے سے بلا اجازت اٹھالی۔

۳ــــ عشاء کی اذان کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی اذان کے بعد دعاء پڑھی۔
حضرتِ والا نے اس کا علاج بھری مجلس میں سب کے سامنے یوں کیا:
۱ــــ ان سے فرمایا:
"سر سے ٹوپی اتار دیں اور کھڑے ہو جائیں۔"
۲ــــ ایک مولوی صاحب کو حکم دیا:
"یہاں جتنے جوتے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ خراب،
پھٹا پرانا جوتا لائیں اور ان کے سر پر اٹھا رکھ دیں۔"
۳ــــ یہ تین منٹ تک اسی طرح کھڑے رہیں اور ذکر اللہ میں مشغول رہیں۔
حضرتِ والا نے اس عمل کا نام "ستکائی" رکھا ہے۔

بے جا غصہ کرنے پر:

⑦ ایک مولوی صاحب نے اپنے ساتھی پر بے جا غصہ کیا، پھر وہ ساتھی بھی کچھ دیر اس سے الجھا، حضرتِ والا کے ہاں مقدمہ پیش ہوا تو فرمایا:
"دونوں کھڑے ہو جاؤ۔"
پھر جس نے ابتداءً بلاوجہ غصہ کیا تھا، اس کو حکم فرمایا:
"اپنے ساتھی کو پانچ روپے ہدیہ دو۔"
انہوں نے ادا کر دیئے تو فرمایا:
"ساتھی بھی تو شریکِ جرم ہو گیا تھا، اس لئے یہ رقم .....
کو دے دو۔"

آدابِ مجلس کی خلاف ورزی پر تنبیہ:

⑧ حضرتِ والا حسبِ معمول عصر کے بعد بیان فرما رہے تھے، ایک

بوڑھے میاں سامعین کو پھاندتے ہوئے قریب آکر بیٹھ گئے۔
حضرتِ والا نے فرمایا:
"اگر قلتِ سماعت کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو درست ہے،
ورنہ ایسا کرنا حرام ہے، شاید آپ کو سُنائی کم دیتا ہے۔"
انہوں نے پنجابی زبان میں عرض کیا:
"مینوں گھٹ سنڑدا۔"
حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:
"میں نے آپ کی طرف سے پہلے ہی عذر بتادیا، اگر میں یہ
وضاحت نہ کرتا تو بعض لوگوں کو بدگمانی ہوتی اور بعض کو جواز کا شبہ
ہوتا، آیندہ سب یونہی کرنے لگتے۔"

لَاتَرَدُّدَ لَامِسٍ:

⑨ ایک مولانا صاحب مشہور مدرّس ہیں، حضرتِ والا کے مجاز ہیں، وہ معتکف تھے اور خانقاہ میں ایک ماہ سے مقیم تھے۔
ان کے ایک مہمان آگئے جو حدیث کے مشہور استاذ ہیں، کئی سال پہلے خانقاہ میں بغرضِ استفادۂ علم و عمل کچھ وقت رہ چکے ہیں۔
مہمان و میزبان بہت دیر تک مسجد میں فضول باتیں کرتے رہے، حتّٰی کہ غیبت جیسا کبیرہ گناہ بھی مسجد میں۔ حضرتِ والا کی خدمت میں مقدمہ پہنچا تو:
"تراویح سے فارغ ہوکر عوام کے چلے جانے کے بعد مسجد ہی
میں مجلسِ خواص میں دونوں کو کھڑا کرلیا۔"
میزبان سے دریافت فرمایا:

"مولوی صاحب آپ کتنی دور سے یہاں آئے؟"

عرض کیا: ——— "آٹھ سو کلومیٹر سے۔"

فرمایا: ——— "وہاں کیا پڑھاتے ہیں؟ شیخ الحدیث ہیں؟"

عرض کیا: ——— "ہدایہ پڑھاتا ہوں۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"معلوم ہوتا ہے بہت بڑے مولوی ہو، رمضان کا مہینہ، اعتکاف کی حالت، آٹھ سو کلومیٹر سے اصلاح کے لئے آئے، ایک ماہ سے خانقاہ میں قیام ہے، پھر ایسی حرکت؟ جب یہاں اس قدر پابندیوں کے باوجود تم نے اتنا وقت ضائع کر دیا بلکہ مسجد میں حالتِ اعتکاف میں زنا سے بھی بدتر "غیبت" کا مشغلہ دیر تک جاری رکھا تو اپنے جامعہ میں کیا کرتے ہوگے؟"

پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"یہ مولوی صاحب اتنی دور سے اصلاح کے لئے آئے ہیں مگر حرکت دیکھیں۔"

مولانا صاحب نے عرض کیا:

"مہمان سے بارہا جان چھڑانے کی کوشش کی مگر یہ مسلط رہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"آپ کو یہاں ایک ماہ ہو چلا ہے، اب تک اتنی ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ کوئی گناہ کرائے تو جان چھڑا سکیں، یہ تو خانقاہ میں حال ہے، وہاں تو سب ہی گناہوں کا ارتکاب کر لیتے ہوں گے، شکر ہے مرد ہو، اگر عورت ہوتے تو نہ معلوم لوگ آپ سے کیا کچھ

استفادہ کرتے ؟ "لَا تَرُدُّ یَدَ لَامِسٍ" کے مصداق ہوتے۔"

پھر مہمان کے بارہ میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک مشہور جامعہ میں محدّث ہیں، حدیث کی مشہور کتاب "سنن ابی داؤد" پڑھاتے ہیں۔

فرمایا:

"یہ دونوں بہت بڑے مولانا ہیں، اور مہمان صاحب تو محدّث بھی ہیں، یہ دونوں سب کچھ ہیں مگر انسان نہیں، صرف علم بیکار بلکہ وبالِ جان ہے، انسانیت آتی ہے اللہ والوں کی صحبت سے ؏

شیخ شدی و زاہد شدی و دانشمند
این جملہ شدی ولیکن انسان نشدی"

"تو شیخ بھی بن گیا، زاہد بھی اور دانشمند بھی، یہ سب کچھ بن گیا لیکن انسان نہ بنا"

پھر فرمایا: ———— "دونوں ایک دوسرے کا کان پکڑیں۔"

جب ٹھیک ایک منٹ گزر گیا تو فرمایا: ———— "چھوڑ دو۔"

محدّث صاحب پیشانی سے ندامت کا پسینہ پونچھتے ہوئے بیٹھ گئے۔

بعد میں میزبان نے بتایا:

"میں جب اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا تو یہ حضرت والا سے اپنا خاص قرب جتلا کر خود کو خانقاہ کے قانون سے بالاتر بتاتا، علاوہ ازیں یوں بھی کہتا تھا:

"خانقاہوں میں برائے نام سختی ہوتی ہے ———— زیادہ صوفی نہیں بننا چاہئے ———— میں نے یہ سب صوفی دیکھے ہیں ———— وغیرہ ———— وغیرہ۔"

رمضان المبارک میں ... مرغا:

(۱۰) بعد عصر "افاضات یومیہ" میں بیان فرمایا:

"فضول کام وکلام سے دل تباہ ہوجاتا ہے، کم از کم رمضان میں توسب لوگ فضولیات سے بچنے کا اہتمام کریں۔"

پھر تراویح سے فارغ ہوکر گھر تشریف لے جاتے ہوئے بھی فضول گوئی سے احتراز کی تاکید فرمائی، تھوڑی دیر بعد ایک مولوی صاحب نے جو حضرتِ والا کے مجاز بھی ہیں ڈیڑھ منٹ فضول باتیں کیں۔ حضرتِ والا کو اسی وقت اطلاع ہوگئی، فرمایا:

"تازہ وضوء کرکے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھیں، اس جرم کی سزا کل ملے گی۔"

دوسرے روز دوپہر بارہ بجے حضرتِ والا تشریف لائے تو ایک خاص شان تھی، ان مولوی صاحب کو حکم فرمایا:

"مرغا بن کر پورے برآمدہ کا چکر لگا کر آؤ۔"

انہوں نے مرغا بن کر برآمدہ کی سیر کی اور اسی حالت میں واپس اپنی جگہ آگئے۔

تہجّد کے لئے جلد اٹھنے کا نسخۂ اکسیر:

(۱۱) دو مولوی صاحبان کی صبح کو آنکھ بہت مشکل سے کھلتی تھی، آوازیں دینے پر بھی ہوش نہ آتا تھا۔

حضرتِ والا نے نسخہ ارشاد فرمایا:

"رات میں سونے سے قبل ان کے قریب کوڑا لٹکا دو اور

ان سے کہہ دو:

"صبح وقت پر نہ اٹھے تو آواز کی بجائے کوڑا آئے گا۔"

ماشاء اللہ! نسخہ بہت اکسیر ثابت ہوا، دونوں مولوی صاحبان صبح وقت پر

اٹھ گئے۔

یہی نسخہ اس قسم کے اور بھی کئی کہنہ مریضوں پر آزمایا گیا، تیر بہدف نکلا، حتی کہ ایک بہت پرانے، سالوں کے لاعلاج مریض کو استعمال کرایا گیا تو یہ منظر دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ وہ وقت متعین سے پہلے ہی اٹھ کر نوافل میں مشغول ہے۔

بلا ضرورت پنکھے اور بتی کا استعمال اسراف ہے یا تبذیر:

﴿۱۲﴾ ایک مولوی صاحب مہمان خانہ کی بتی اور پنکھا بند کئے بغیر باہر چلے

آئے۔

حضرتِ والا نے تراویح سے فارغ ہونے کے بعد ان سے فرمایا:

"دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھیں، ہر رکعت میں نصف پارہ

تلاوت کریں۔"

انہوں نے عرض کیا: ——— "مجھے صرف نصف پارہ ہی یاد ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"وہی نصف پارہ دوسری رکعت میں دہرالیں، نوافل میں تکرارِ

قراءت بلا کراہت جائز ہے۔"

پھر دریافت فرمایا:

"آپ کو معلوم بھی ہے کہ یہ جرم آپ سے کب صادر ہوا؟"

عرض کیا : ———— ”بالکل معلوم نہیں“۔

فرمایا :

”ایسی غفلت کہ بتانے پر بھی پتا نہیں چلا؟ دو رکعتیں مزید واجب ہوگئیں، مگر یہ رکعتین خفیفتین ادا کریں“۔

صفائی کی اہمیّت :

(۱۳) ایک صاحب نے وضوخانہ میں تھوک کر پانی نہیں بہایا۔
حضرتِ والا نے عصر کے بعد مسجد میں مجلسِ ”افاضاتِ یومیہ“ میں ان کو کھڑا ہونے کا حکم فرمایا، پھر ایک مولوی صاحب سے فرمایا :

”ان کا کان پکڑ کر کہیں کہ ایسا کرنا گناہ ہے، آیندہ خیال رکھیں“۔

دوسروں کو ایذاء سے بچانے کا اہتمام :

(۱۴) ایک صاحب نے مسجد کے وضوخانہ میں بلغم ڈالا اور پانی نہیں بہایا۔
حضرتِ والا نے بہت ہی افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا :

”کھڑے ہوجاؤ“۔

پھر ایک مولوی صاحب سے فرمایا :

”ان کا کان کھینچ کر بتائیں کہ آپ نے دوسروں کو ایذاء پہنچائی ہے جو حرام ہے، آیندہ ایسا نہ کریں“۔

انہوں نے ان کا کان پکڑ کر بہت پست آواز سے تنبیہ کی جسے حضرتِ والا نہ سن سکے تو فرمایا :

”دوبارہ کان پکڑ کر بلند آواز سے کہیں کہ میں سُن لوں“۔

انہوں نے حسبِ حکم دوبارہ کان پکڑ کر بلند آواز سے تنبیہ کی۔

بلا اجازت دوسرے کا خط پڑھنا:

(۱۵) ایک مولوی صاحب نے پرچہ میں شکایت پیش کی:

"میں کچھ لکھ رہا تھا اور مولوی..... صاحب دیکھ رہے تھے، روکنے پر بھی نہ رکے"۔

حضرتِ والا نے سب حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"ایک شخص خط لکھ رہا تھا، دوسرے نے دیکھنا شروع کر دیا، اس نے یہ لکھ کر قلم روک لیا:

"ابھی اور بھی بہت سی ضروری باتیں لکھنے کی تھیں مگر اس وقت ایک احمق پاس بیٹھا دیکھ رہا ہے، اس لئے پھر کبھی لکھوں گا"۔

وہ شخص اپنی نالائقی پر بہت نادم ہوا"۔

پھر حضرتِ والا نے ان سے دریافت فرمایا:

"مولوی صاحب! یہ تو حرام ہے، ایسی حرکت کیوں کی؟

انہوں نے عرض کیا:

"میں ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا مکتوب کی طرف نہیں"۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"ان سے آپ کو عشق تھا جو بار بار دیکھ رہے تھے اور روکنے پر بھی نہ رکے، پھر حکم فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ اور ایک منٹ تک اپنے دونوں کان پکڑے رکھو"۔

امانت میں خیانت:

(۱۶) حضرتِ والا نے خانقاہ میں مقیمین کے لئے کافی مقدار میں پھل بھیجے، ایک مولوی صاحب کو قاسم متعین فرمادیا، انہوں نے دو غلطیاں کیں:

۱۔ تقسیم سے پہلے ہی خود کچھ کھالیا۔

۲۔ دو افراد کا حصہ نہ رکھا۔

دوسرے روز دوپہر میں حضرتِ والا تشریف لائے تو ان مولوی صاحب سے دریافت فرمایا:

"دوسروں کا حق کھانا حرام ہے، آپ نے ایسی حرکت کیوں کی؟"

انہوں نے عرض کیا:

"بعد میں اصحابِ حقوق سے معاف کرالیا تھا۔"

حضرتِ والا نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"مولوی بہت ہوشیار ہوتا ہے، کھاتا ہے حرام اور ہگتا ہے حلال، آپ نے حقوق معاف کرالئے مگر دوسروں کی حق تلفی کا علاج بھی تو ضروری ہے، مرغا بنو۔"

وہ کچھ سوچنے لگے تو ذرا تیز لہجہ سے فرمایا: ——— "جلدی کرو۔"

وہ جلدی سے مُرغا بن گئے، پھر ایک طالب علم سے فرمایا:

"ان کی پشت پر ایک مُکّا لگاؤ۔"

انہوں نے ماشاء اللہ! بہت ناپ تول کر متوسط درجہ کا مُکّا لگایا۔

دو منٹ کے بعد فرمایا: ——— "اب بیٹھ جاؤ۔"

دوسروں کے آرام میں خلل ڈالنے پر:

⑰ دو مولوی صاحبان کچھ بلند آواز سے باتیں کرتے رہے، جس سے قریب میں سوئے ہوئے لوگوں کی نیند میں خلل واقع ہوا۔

حضرتِ والا نے دونوں کو مجلس میں بلوا کر فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ، دوسروں کو ایذاء پہنچانا حرام ہے، دونوں ایک منٹ تک ایک دوسرے کے کان پکڑو۔"

کسی نے عرض کیا:

"حضرت یہ دونوں صبح ہی رخصت ہو رہے ہیں۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"اچھا ہے کچھ کھا پی کر رخصت ہوں۔"

فضول باتوں پر بہترین تجویز:

⑱ ایک نو وارد سے متعلق فضول باتیں کرنے کی شکایت پہنچی تو فرمایا:

"چار رکعات پڑھیں اور ہر رکعت میں پاؤ پارہ تلاوت کریں۔"

خلافِ سلیقہ پر بھی تنبیہ:

⑲ ایک صاحب نے کتاب کے سرِ ورق پر کچھ نقش و نگار بنا دیئے، دوپہر کی مجلس میں اسے فرمایا:

"یہ تو بہت ہی بڑا جرم ہے، اس کا فیصلہ عشاء کے بعد ہوگا۔"

یہ صاحب سزا کے خوف سے مسلسل استغفار کرتے رہے اور حضرتِ والا کے

لئے ایصالِ ثواب بھی کرتے رہے، تراویح کے بعد ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

"بلا ضرورتِ شدیدہ تو کتاب پر اپنا نام بھی نہیں لکھنا چاہئے اور آپ سرِ ورق پر لکیریں کھینچتے رہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"لکیریں تو نہیں کھینچیں، سُرخ پنسل سے خوبصورتی بنا رہا تھا"۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا:

"حضرت! یہ کہہ رہے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد مجھے تنبّہ ہو گیا تھا کہ میں فضول کام کر رہا ہوں، اسی وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی، بہت توبہ کی، مگر اب جو مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوئی"۔

حضرت یہ سن کر مسکرا دیئے، اتنے میں وہ صاحب معذرت کرنے لگے۔ یہ پنجاب کے تھے اُردو بولتے بولتے ڈر کی وجہ سے پنجابی زبان میں شروع ہو گئے، حضرت والا ہنس پڑے اور "بڑا نالائق" کہہ کر معاف فرما دیا۔

گھر بلانے کی دعوت پر:

(۳۰) ایک مولوی صاحب بغرضِ اصلاح بہت دور سے حاضر ہوئے، ابھی ایک ہی روز گزرا تھا کہ حضرتِ والا کو اپنے گھر تشریف لے چلنے کی دعوت دی۔

حضرتِ والا نے اسے مندرجۂ ذیل تنبیہات فرمائیں:

۱۔۔۔ میں اپنے محلہ کے متعلقین کی دعوت بھی قبول نہیں کرتا، چہ جائیکہ اتنی دُور جاؤں۔

۲۔۔۔ آپ نے مجھ سے کوئی معتد بہ دینی نفع حاصل نہیں کیا، ایسا شخص اگر مجھے گھر بیٹھے ہدیہ دے تو اس سے بھی مجھے اذیت ہوتی ہے۔

آپ نے اپنی طرف سے تو اظہارِ محبت کیا ہے، مگر مجھے خوشی جب ہوتی کہ یہاں سے کسی دینی نفع کی اطلاع دیتے۔

۳۔۔۔ آپ نے مجھے کس وجہ سے دعوت دی؟

ذرا تبسّم آمیز لہجہ میں فرمایا:

"کل ہی تو آپ آئے ہیں، ابھی تک آپ نے میرا کچھ بھی نہیں دیکھا، بلاوجہ دعوت کا شوق کیسے اٹھا؟"

۴۔۔۔ انسان جہاں جائے سب سے پہلے وہاں کے اصول وضوابط معلوم کرنا لازم ہے، کم سے کم یہاں کے مقیمین ہی سے پوچھ لیتے۔

دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کریں اور عشاء کے بعد مجھے بتائیں۔

علاجِ نسیان:

(۲۱) حضرت والا نے ایک مولوی صاحب کے ذمہ کوئی کام لگایا، وہ بھول گئے تو فرمایا:

"ابھی جاؤ وضوء کرکے آؤ۔"

دروازہ کھلا چھوڑنے پر:

(۲۲) ایک صاحب نے نماز کے لئے مسجد جاتے ہوئے دروازہ بند نہ کیا، ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے:

"مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔"

حضرتِ والا نے "نالائق" کے لقب سے نوازا اور فرمایا:

"ابھی جاؤ بڑا استنجاء کرکے آؤ اور آکر اطلاع دو۔"

حضرتِ والا مرضِ غفلت و نسیان کے لئے عموماً یہی نسخہ استعمال کرواتے ہیں جو بہت ہی اکسیر عجیب التاثیر ثابت ہوا ہے، حتیٰ کہ "نسخۂ نسیان" کہہ دینا ہی کافی ہو جاتا ہے، استعمال کروانے بلکہ نسخہ بتلانے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

فضولیات اور ایذاء پر:

(۲۳) تین مولوی صاحبان دیر تک فضول باتیں بلند آواز سے کرتے رہے جس سے ایک ساتھی کی راحت میں بھی خلل ہوا۔
حضرتِ والا نے ان کو خوب تنبیہ فرمائی اور تینوں کو ایک منٹ تک مرغا بنائے رکھا۔

غصہ کا علاج:

(۲۴) ایک مولوی صاحب کو غصہ بہت زیادہ آتا تھا، انہوں نے حضرتِ والا سے اس کا نسخہ طلب کیا۔
حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:
"جس سے بھی بات کرتے وقت ان کے لہجہ میں ذرا سی بھی تیزی آئے وہ ان کا کان کھینچ دے۔"
اس نسخہ سے بہت جلد ان کا یہ مرض جاتا رہا۔

اشیاءِ وقف میں بے احتیاطی پر:

(۲۵) خانقاہ میں مقیم سات افراد کے بارہ میں اطلاع موصول ہوئی کہ انہوں نے مختلف اوقات میں پنکھا اور بتی وقت پر بند نہیں کئے۔

حضرتِ والا نے سب کو قطار میں لگا کر حکم فرمایا:

"ایک دوسرے کے کان پکڑو۔"

مگر یہ دقت پیش آئی کہ پہلے فرد کا کان کسی کے ہاتھ میں نہ تھا اور آخری فرد کے ہاتھ میں کسی کا کان نہ تھا۔ حضرتِ والا ابھی غور ہی فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک مولوی صاحب نے غلطی سے ایک ہاتھ سے دائیں طرف کے ساتھی کا اور دوسرے ہاتھ سے بائیں طرف کے ساتھی کا کان پکڑ لیا۔

یہ دیکھ کر حضرتِ والا نے فرمایا،

"یہ تو بہت اچھی تدبیر ہاتھ لگا دی، مسئلہ حل ہو گیا مگر ایک قباحت پھر بھی باقی ہے، وہ یہ کہ طرفین کا ایک ہاتھ اور ایک کان استعمال ہو رہا ہے جبکہ درمیان والوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں کان استعمال ہو رہے ہیں، اس لئے صحیح تدبیر یہ ہے کہ دائرہ کی شکل میں کھڑے ہوں تاکہ ابتداء و انتہاء کا مسئلہ ہی نہ رہے۔"

وقف کا پنکھا فضول چلانے پر تنبیہ:

(۲۶) ایک مولوی صاحب نے پنکھا بند نہ کیا، تقریباً تین گھنٹے فضول چلتا رہا۔

حضرتِ والا نے فرمایا تمہارے دو جرم ہیں:

۱ــــ وقف کا پنکھا اور بجلی بلاضرورت خرچ کی، اس کی سزا یہ ہے:

"بجلی کا خرچ اور پنکھے کا کرایہ دارالافتاء میں جمع کرائیں۔"

۲ــــ غفلت، اس کی سزا تمہارے اس مجاہدہ کی وجہ سے معاف کرتا ہوں جس کی اطلاع مجھے کل دوپہر ملی تھی۔

یہ مجاہدہ تراویح میں قرآن سنانے کی اُجرت نہ لینے سے متعلق ہے، جس کی

تفصیل جلد ثانی عنوان "باب العبر" کے نمبر ۲۸ میں ہے۔

بجلی کا خرچ جمع کرانے کا ارادہ تھا مگر وہ دوسری سزا سے اس طرح تبدیل ہوگیا کہ ایک اور مولوی صاحب بھی کسی جرم میں گرفتار تھے۔ اس لئے حضرت والا نے فرمایا،

"آپ کو بجلی کا خرچ جمع کرانے کی بجائے دوسرے مجرم کے ساتھ شریک کرتا ہوں، دونوں ایک منٹ ایک دوسرے کے کان پکڑیں۔"

انہوں نے کان پکڑے تو نگران اور مجرمین میں ایک منٹ پورا ہونے میں اختلاف ہوگیا۔

حضرت والا نے مزاحاً ارشاد فرمایا کہ شرعی اصول تو یہ ہے؛

اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا۔

اس لئے دوبارہ کرنا چاہئے۔

صفِ اوّل میں بیٹھ کر ذکر و تلاوت کی بجائے باتیں کرنے پر سزا؛

(۲۷) دو مولوی صاحبان نمازِ عشاء سے کچھ پہلے صفِ اول میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے، ایک کے ہاتھ میں قرآن بھی تھا۔

حضرت والا نے نماز کے بعد فرمایا؛

"دونوں ایک منٹ کے لئے ایک دوسرے کا کان پکڑیں۔"

تعمیلِ حکم سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے؛

"منٹ کیا تھا گھنٹا تھا، گزرتا ہی نہیں تھا۔"

ایک عجیب علاج :

(۲۸) ایک مولوی صاحب ایران سے بغرضِ اصلاح حاضر ہوئے، مہمان خانہ سے پنکھا اور بتی بند کئے بغیر باہر آگئے۔ حضرتِ والا دوپہر میں تشریف لائے تو ان سے فرمایا :

"اسی پنکھے کے پاس ایک منٹ کھڑے ہو کر آؤ۔"

میٹھی سزا :

(۲۹) ایک ایرانی مولوی صاحب جو حضرتِ والا کے مجاز بھی ہیں بیت الخلاء سے نکلے تو لوٹا اپنے مقام پر نہیں رکھا۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

"آپ کو میٹھی سزا دیتا ہوں، دو رکعت نفل پڑھیں اور پھر مجھے بتائیں۔"

حضرتِ والا کے مطب میں یہ قاعدہ بھی ہے :

"اگر کسی کو نوافل پڑھنے کا نسخہ دیا گیا تو وہ اسی روز پڑھ کر حضرتِ والا کو اطلاع بھی کرے، اگر اسی روز نفل نہ پڑھے یا پڑھ کر اطلاع نہ دے تو دوسرے روز نسخہ دُگنا کر دیا جاتا ہے، جب تک اطلاع نہ دے گا اسی طرح روزانہ تعدادِ رکعات میں اضافہ ہوتا جائے گا۔"

حقوق العباد کی اہمیت :

(۳۰) ایک مولوی صاحب نے مہمان خانہ میں اپنا بیگ راستہ میں رکھ دیا

جس سے دوسروں کو زحمت ہوئی۔

حضرتِ والا نے ان کو اہل مجلس کے سامنے کھڑا کرکے حکم فرمایا:

"دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھیں، ہر رکعت میں نصف پارہ تلاوت کریں۔"

اشیاء وقف کو بے مصرف استعمال کرنے پر:

۳۱ ایک مولوی صاحب نے بغرضِ اصلاح خانقاہ میں رات کے قیام کی اجازت لی، مغرب کے کچھ بعد مہمان خانہ کا پنکھا بند کئے بغیر باہر آگئے۔

حضرتِ والا کو عشاء کے بعد اطلاع ہوئی تو فرمایا:

"وہیں پنکھے کے پاس تین منٹ کھڑے رہیں، اس کے بعد مجھے اطلاع کریں۔"

خود پسندی کا علاج:

۳۲ حضرتِ والا بغرضِ تفریح جمعرات کی شام کو بعد عصر سپر ہائی وے پر شہر سے باہر تشریف لے جاتے ہیں اور مغرب کی نماز وہیں ادا فرماتے ہیں، ایک بار نمازِ مغرب کے بعد حسبِ معمول جوتے کا تسمہ خود باندھ رہے تھے۔ اچانک ایک مولوی صاحب نے بڑھ کر باندھنا شروع کر دیا۔

حضرتِ والا نے تنبیہ فرمائی:

"بلا اجازت کیوں لگ گئے؟ دو رکعت پڑھ کر توبہ کریں۔"

بے سلیقہ حرکت پر تنبیہ:

۳۳ ایک مولوی صاحب بالائی منزل سے چارپائی نیچے لائے۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"تم نے چارپائی دیواروں میں ضرور لگائی ہوگی، یہ بہت بڑی حماقت ہے"

انہوں نے عرض کیا:

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ اگر لگ گئی تو حرج ہی کیا ہے؟"

حضرتِ والا ان کی اس بے عقلی سے بے حد رنجیدہ خاطر ہوئے، ان کو تھوڑی دیر بعد رخصت ہونا تھا اس لئے جلدی میں فیصلہ یوں فرمایا:

"ان کو حکم فرمایا کہ اپنے ساتھ دوسرے مولوی صاحب کو لے کر دیواروں کے وہ تمام زخم شمار کریں جو تم نے چارپائی سے کئے ہیں"

انہوں نے واپس آکر بتایا:

"دیواروں پر سات داغ پڑ گئے ہیں"

حضرتِ والا نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا:

"ان کے جسم پر سات زخم کریں، مگر پہلے ان سے پوچھ لیں کہ نشتر کہاں لگایا جائے؟ جب سات زخم ہو جائیں تو ان سے کہیں:

"اگر زخم ہو گئے ہیں تو حرج ہی کیا ہے؟""

پھر حضرتِ والا نے ان سے فرمایا:

"معلوم بھی ہے؟ جسم کے زخم چند روز میں مندمل ہو جاتے ہیں مگر عمارت کا زخم کبھی صحیح نہیں ہو سکتا، اسے جتنا بنائیں گے اور بگڑے گا۔

آپ کو جلدی طویل سفر پر جانا ہے اس لئے ہر داغ کے عوض دو رکعت نفل پڑھ لیں، کل چودہ رکعات، چلئے چار ہی پڑھ لیں۔"

اس سرگزشت کے بعد مولوی صاحب پر حقیقت واضح ہوئی تو کہنے لگے:

"واقعۃً مجھ سے بہت بڑا جرم ہوا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت کو بہت اذیت پہنچی، اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں انسان نہیں ہوں حیوان ہوں۔"

پھر ایک بلیڈ اٹھا کر لائے اور ان مولوی صاحب سے عرض کیا:

"مجھے سات جگہ سے زخمی کریں تاکہ میرے دل کو کچھ تو تسلی ہو جائے۔"

مولوی صاحب نے انکار کیا اور کہا:

"سزا معاف ہو چکی ہے۔"

انہوں نے نہایت ہی لجاجت سے کہا:

"اللہ کے لئے کم از کم ایک زخم تو کر ہی ڈالیں، شاید حضرت اس سے راضی ہو جائیں۔"

مولوی صاحب نے کہا:

"نہیں! آپ کا یہ احساس اس کی دلیل ہے کہ آپ کا دل زخمی ہو چکا ہے، یہی کافی ہے۔"

تیز مزاجی کا علاج:

(۴۳) ایک صاحب مدت سے حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کئے ہوئے ہیں، خانقاہ ہی میں رہتے ہیں، مزاج میں کچھ تیزی ہے، انہوں نے جمعہ کے روز

بیان میں شریک ہونے والے ایک صاحب کو بلاوجہ ڈانٹ دیا۔

حضرتِ والا نے دوپہر کی مجلس میں انہیں بلوا کر فرمایا:

"آپ نے بہت بڑا جرم کیا ہے، اس کا تدارک بھی ضروری ہے اور ساتھ ہی علاج بھی، ان دونوں مقاصد کے لئے جامع نسخہ لیجئے:

۱۔۔۔ دو رکعت پڑھ کر توبہ کریں۔

۲۔۔۔ آیندہ کے لئے حفاظت کی دُعاء کریں۔

۳۔۔۔ جسے بلاوجہ ڈانٹا ہے اس سے معافی مانگیں۔

۴۔۔۔ یہ معافی تحریری ہو، وہ شخص خود لکھ کر دے کہ میں نے معاف کر دیا۔

۵۔۔۔ معافی تین دن کے اندر اندر مانگیں، پیر کی شام سے پہلے معافی نامہ مجھے ملنا چاہئے۔

۶۔۔۔ یہ پوری تفصیل آیندہ جمعہ کی مجلس میں سب کو سنائیں کہ مجھ سے فلاں جرم ہوا اور اس کی تلافی کے لئے یہ نسخہ بتایا گیا ہے۔"

اس نے عرض کیا:

"مجھے اس شخص کے بارہ میں معلوم ہی نہیں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔"

حضرتِ والا نے ذرا ناگواری کے لہجہ میں فرمایا:

"تو پھر میں ڈھونڈ کر دوں؟ ڈانٹتے وقت مجھ سے نہیں پوچھا کہ ڈانٹوں یا نہیں؟ جیسے بھی ہو اور وہ جہاں بھی ہو اس سے معافی لکھوا کر لاؤ۔"

اس شخص کا کچھ پتا تو تھا نہیں، اس لئے یہ صاحب سارا دن تلاش میں گھومتے رہے، لیکن ع

زرا ہمت کرے تو کیا نہیں انسان کے بس میں

آخر وہ مان گئے اور ان سے معافی کی تحریر لے کر دوسرے ہی روز حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔

جمعہ کے روز ان سے فرمایا:

"شاید آپ گھبرا جائیں، زبانی تفصیل نہ بتا سکیں، اس لئے ایک پرچہ پر لکھ لیں وہ پڑھ کر سنا دیں۔"

شام میں فرمایا:

"لاؤ! میں ہی سُنا دیتا ہوں، لیکن آپ کھڑے ہو جائیں تاکہ سب لوگ آپ کی زیارت کر لیں۔"

یہ صاحب حاضرین کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو گئے تو فرمایا:

"سب لوگ ان کو دیکھ لیں، یہ ..... صاحب ہیں، آئندہ تفصیل انہی کے بارہ میں ہے، پہلے سب حضرات ان کی زیارت کر لیں۔"

پھر ان سے فرمایا: ——— "بیٹھ جائیں۔"

وہ بیٹھ گئے، اتنے میں معلوم ہوا کہ پیچھے کے لوگ نہیں دیکھ پائے تو فرمایا:

"دوبارہ کھڑے ہو کر زیارت کراؤ۔"

انہوں نے دوبارہ زیارت کرائی۔ پھر حضرت والا نے پرچہ سنانے کے بعد حقوق العباد پر عجیب وعظ فرمایا جو دلوں کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا، کئی دنوں تک بالمشافہہ اور بذریعۂ فون و خطوط مسلسل خبریں آتی رہیں:

"اس بیان سے ہمیں بہت فائدہ ہوا، ہمارا کئی لوگوں سے جھگڑا تھا، ہم نے ان سے معافی مانگ لی ہے۔"

ایک صاحب نے بتایا:

"میں نے وعظ سننے کے بعد یہاں سے جاتے ہی اپنی چھوٹی ہمشیرہ سے معافی مانگی حالانکہ غلطی اس کی ہے، مگر حضرتِ والا کے بیان نے اس سے معافی مانگنے پر مجبور کر دیا، لیکن وہ معاف نہیں کر رہی، اب میں کیا کروں؟"

عجب اور خود رائی کا علاج:

(۳۵) ان صاحب نے اسی روز مغرب کے بعد انٹرکام فون پر عرض کیا:

"حضرت! میں نے آج سے طے کر لیا ہے کہ آیندہ کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔"

حضرت والا نے فرمایا:

"نالائق! تو کون ہوتا ہے خود طے کرنے والا؟ چل نکل یہاں سے، تین روز تک خانقاہ میں پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں۔"

چنانچہ یہ صاحب پورے تین دن باہر گزارنے کے بعد منگل کے روز آئے۔

بعد میں حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"مرید تو "مردہ بدستِ زندہ" ہوتا ہے، شیخ سے معلوم کئے بغیر از خود فیصلہ کر لینا حبِ جاہ کی وجہ سے ہے۔"

پھر انہیں ایک مولوی صاحب کے ذریعہ کہلایا:

"آپ میں حُبِ جاہ بھی ہے اور حُبِ مال بھی، میں بار بار تاکید کرتا رہتا ہوں کہ اپنے حالات کا محاسبہ اور دنیا کی فنائیت کا مراقبہ کیا کریں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہیں کرتے، آیندہ اس کی پابندی کریں۔"

غیبت پر سزا:

(۳۶) ایک مولوی صاحب نے متعدد مولوی صاحبان کی موجودگی میں کسی کے بارہ میں کہہ دیا:

"اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔"

حاضرین میں سے ایک مولوی صاحب نے حضرتِ والا کو اطلاع کی:

"فلاں نے فلاں فلاں مولوی صاحبان کے سامنے فلاں کی غیبت کی، سننے والوں میں سے نہ کسی نے غیبت کرنے والے کو روکا اور نہ ہی کوئی وہاں سے اٹھا۔"

حضرتِ والا نے بعد عصر "افاضاتِ یومیہ" کی مجلس میں مسجد کے اندر ہی ہر ایک کا نام لے لے کر فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"مخبر سے بھی دو غلطیاں ہوئی ہیں:

۱ــــ انہوں نے بہتان کو غیبت قرار دیا، دماغ خراب ہونے کی نسبت کرنا بہتان ہے، اس لئے کہ اس کا دماغ تو صحیح ہے اگر خراب ہوتا تو بہتان لگانے والا اس کے ساتھ کیسے رہتا؟

۲ــــ یہ مخبر صاحب خود بھی اس مجلس میں ان کے ساتھ شریک تھے انہوں نے ان کو تنبیہ نہیں کی، مگر انہوں نے اس کا تدارک کرلیا ہے کہ مجھے اطلاع دے دی، اس لئے مخبر دو رکعت شکرانہ کی پڑھ کر عشاء کے بعد اطلاع دے۔"

پھر اصل مجرم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

"آپ نے بہت بڑا ظلم کیا ہے مگر عصر کی اذان کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مظلوم سے معافی مانگ لی ہے، دو رکعت شکرانہ کی پڑھیں کہ اللہ تعالی نے معافی مانگنے کی توفیق عطاء فرمادی"۔

پھر مجلسِ منکر میں خاموش بیٹھے رہنے والے مولوی صاحبان سے فرمایا:

"تمہیں اَمرَین میں اختیار ہے، پانچ روپے دارالافتاء میں جمع کروائیں یا ایک روزہ رکھیں، پانچ روپے دیں تو افطار سے قبل اور روزہ رکھنا چاہیں تو عید کے بعد متصل رکھ کر اطلاع دیں"۔

معاملات میں غفلت پر تنبیہ اور نصیحت:

(۳۷) حضرتِ والا نے ایک مولوی صاحب کو کچھ پھل بھیجے، انہوں نے پھل تو کھا لئے اور برتن دوسرے دن دوپہر تک حضرتِ والا کو نہیں پہنچایا۔

حضرتِ والا نے ظہر کے بعد ان کو تنبیہ فرمائی:

"برتن واپس کرنے میں اتنی غفلت کیوں کی؟ آدھا منٹ اپنا ایک کان پکڑے رکھیں"۔

حضرتِ والا تنبیہ فرماتے رہتے ہیں:

"کسی کی آئی ہوئی چیز جلد از جلد واپس کرنا ضروری ہے، بلا وجہ واپس کرنے میں تاخیر کرنا بہت بڑی بے حسی و بے شعوری کی بات ہے، علاوہ ازیں ہوسکتا ہے کہ مالک کو اس کی ضرورت ہو اور آپ اسے بلا وجہ محبوس کئے ہوئے ہیں۔

بعض لوگ تو ایسے ظالم ہیں کہ اس طرح آئے ہوئے برتن وغیرہ

کو دوسرے مقاصد میں استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں جو ناجائز ہے۔

اس پر کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ مالک کی طرف سے ایسی چیزوں کے استعمال کی دلالۃً اجازت ہوتی ہے، چنانچہ اسے بتا دیا جائے تو وہ کہتا ہے:

"کوئی بات نہیں۔"

لیکن غور سے دیکھا جائے تو پوچھنے پر یہ اجازت مروۃً معلوم ہوتی ہے، طیبِ خاطر کا یقین نہیں، چنانچہ ایسی چیز ٹوٹ پھوٹ جائے تو مالک کو ناگواری ہوتی ہے اور بسا اوقات زبان سے بھی کہہ دیتا ہے:

"ہم نے اس کام کے لئے تھوڑا ہی دی تھی۔"

اگر اجازت تسلیم بھی کر لی جائے تو خلافِ مروت تو لازماً ہے، پھر اس کی عادت، اس عادت کا منشأ اور اس پر مرتب ہونے والے مفاسد اسے بلا شبہہ عدمِ جواز کی حد تک پہنچا دیتے ہیں۔

غرضیکہ کسی کی آئی ہوئی چیز جلد از جلد واپس کی جائے اس نے ہدیہ بھیج کر آپ پر احسان کیا، آپ نے اس کا یہ صلہ دیا کہ اس کے برتن وغیرہ کو اپنے پاس محبوس رکھا یا اس سے بھی بڑا ظلم کیا کہ استعمال ہی کرنا شروع کر دیا۔"

وعدہ خلافی کا علاج:

(۳۸) ایک مولوی صاحب نے اپنے ساتھی سے تھوڑی دیر کے لئے قلم لیا لیکن وعدہ پورا نہ کیا اور کہیں چلے گئے، تقریباً تین گھنٹے غائب رہے، ساتھی کے

پاس دوسرا قلم نہ تھا جس کی وجہ سے ان کے کام میں حرج ہوا اور انہیں اذیّت پہنچی۔

حضرتِ والا نے ذرا تیز لہجہ سے فرمایا: ——— "کھڑے ہو جاؤ"

پھر فرمایا:

"دو رکعت پڑھ کر توبہ کریں اور اپنے ساتھی سے معافی مانگیں، معافی بھی تحریری، اس طرح کہ پرچہ پر معافی کی درخواست لکھیں اور وہ مظلوم ساتھی اسی پرچہ پر لکھے:

"میں نے معاف کر دیا"

پھر وہ پرچہ مجھے دکھائیں"

اتفاقاً وہ وقت زوال کا تھا، مولوی صاحب کو ڈر کی وجہ سے اس کا خیال نہ رہا اور اسی وقت صلوٰۃ التوبہ پڑھ لی، تنبہ پر دوبارہ ادا کی۔

غلط بیانی پر:

(۳۹) ایک مولوی صاحب نے اپنی بیوی کے بھائی کو پنجاب خط لکھا کہ انہیں کراچی پہنچا دیں۔

حضرتِ والا نے دریافت فرمایا تو عرض کیا:

"گھر سے خط آیا ہے کہ نشست محفوظ کرالی ہے"

لیکن ابھی تک آئے نہیں۔

حضرتِ والا نے دریافت فرمایا:

"یہ نہیں لکھا کہ نشست کس تاریخ کی محفوظ کرائی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: ——— "یہ تو نہیں لکھا"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"یہ بھی آداب المعاشرۃ کے خلاف ہے، یہ لکھنے میں کیا حرج تھا؟ آپ کو انتظار کی زحمت میں مبتلا کیا۔"

ایک دوسرے مولوی صاحب نے عرض کیا:

"حضرت! وہ خط انہوں نے مجھے دکھایا تھا، اس میں تو یہ لکھا ہے:

"فلاں فلاں نشست محفوظ کرائے گئے ہیں۔" "

حضرتِ والا پہلے مولوی صاحب کی طرف بنظرِ تنبیہ متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"آپ نے غلط بیانی کیوں کی؟"

پھر ڈانٹ کر فرمایا:

"اٹھو یہاں سے، ابھی اتنی عقل بھی نہیں، اسی وقت دو رکعت نفل پڑھ کر آؤ۔"

کتاب بروقت واپس نہ کرنے پر:

⑳ ایک مولوی صاحب اپنے ساتھی سے کوئی کتاب عاریۃً لے گئے، واپس کرنے میں بہت تأخیر کی۔

یہ مولوی صاحب "دار الافتاء" سے بہت دُور رہتے ہیں، حسبِ معمول دوپہر میں آئے تو حضرتِ والا نے تنبیہ فرمائی:

"کتاب جلدی واپس کیوں نہیں کی؟"

انہوں نے عرض کیا:

"میں یہ سمجھا تھا کہ کتاب ان کی ذاتی ہے اور انہیں ضرورت

ہے نہیں۔“

حضرتِ والا نے فرمایا:

”کیا ذاتی کتاب جلدی واپس نہیں کرنا چاہئے؟ کیسی نالائقی ہے، جاؤ دو رکعت پڑھ کر توبہ کرو اور آج عصر سے پہلے کتاب پہنچانا چاہئے۔“

مولوی صاحب نماز پڑھنے کے لئے جلدی سے بھاگ اٹھے۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

”ارے! کہیں بے وضوء ہی ٹرخاتے رہو، وضوء تو کرلو۔“

بلا تحقیق فتویٰ لکھنے پر:

(۴۱) ایک مولوی صاحب ایک جامعہ میں مفتی ہیں، حضرتِ والا ایک استفتاء کے جواب کی تحریر ان کے ذمہ لگائی، انہوں نے جواب بالکل غلط لکھا، بارہ بجے حضرت تشریف لائے، دریافت فرمانے پر معلوم ہوا:

”نہ تو انہوں نے کتاب دیکھی اور نہ ہی غور و خوض کیا، مسئلہ یونہی لکھ دیا ہے۔“

حضرتِ والا نے فرمایا:

”کھڑے ہو جاؤ، کیسی حماقت ہے مسئلہ شرعیہ میں ایسی لاپرواہی؟“

دوسرے مولوی صاحب سے فرمایا:

”ایک منٹ ان کا کان پکڑیں۔“

توجہ سے بات نہ سننے پر:

(۴۲) ایک مفتی کا لکھا ہوا فتویٰ حضرتِ والا کی خدمت میں تصدیق کے لئے

آیا، جس میں ایک لفظ کا رسم الخط غلط تھا۔

حضرت والا نے حاضرین سے فرمایا:

"سب مولوی یہ لفظ لکھ کر دکھائیں۔"

سب نے لکھ کر پیش کر دیا اور ساتھ ہی اپنا نام بھی لکھ دیا، مگر ایک مولوی صاحب نے نام نہ لکھا۔

حضرتِ والا نے وہ پرچہ دیکھا تو فرمایا:

"یہ پرچہ کس کا ہے؟ نام کیوں نہیں لکھا؟ میں غیب تھوڑا ہی جانتا ہوں، ایک منٹ کھڑے ہو جاؤ۔"

کالج کے ایک نوجوان خانقاہ میں پندرہ روز قیام کے لئے آئے ہوئے تھے، انہوں نے بھی وہ لکھ کر پیش کر دیا۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں نے تو مولویوں سے کہا تھا، تم نے خود کو مولوی کب سے سمجھنا شروع کر دیا؟ جلدی سے کھڑے ہو جاؤ۔"

کچھ دیر بعد فرمایا: ——— "بیٹھ جاؤ۔"

صفِ اوّل سے غیر حاضری پر:

۴۳ خانقاہ میں مقیم حضرات رات میں دیر تک مطالعہ وغیرہ میں مشغول رہے، اس لئے صبح کو آنکھ ذرا دیر سے کھلی، جس کی وجہ سے نمازِ فجر میں کوئی بھی صفِ اوّل میں نہ تھا۔

حضرتِ والا نے نماز سے فارغ ہوتے ہی امام صاحب سے فرمایا:

"جو صفِ اوّل میں نہیں ان سب کو ابھی محراب میں بلائیں۔"

امام صاحب نے ہر ایک کا نام لے لے کر پکارا اور محراب میں کھڑا کر دیا،

حضرتِ والا نے فرمایا:

"سب ایک دوسرے کے کان پکڑیں اور ساتھ ہی چالو بھی دیتے رہیں، یعنی کان کو ہلاتے رہیں، پانچ منٹ کے بعد چھوڑ دیں"۔

ڈھائی منٹ بعد فرمایا:

"بقیہ ڈھائی منٹ معاف۔ اس معافی پر دو دو رکعت شکرانہ کی اداء کر کے اطلاع دیں"۔

صفِ اوّل سے ایک جامعہ کے مہتمم کی غیر حاضری:

(۴۴) ایک جامعہ کے مہتمم مولانا صاحب بہت دور سے خانقاہ میں دس روز قیام کے لئے آئے، ایک روز نمازِ فجر میں صفِ اوّل میں دکھائی نہ دیئے۔ حضرتِ والا نے دوپہر کی مجلس میں ان سے دریافت فرمایا، انہوں نے کوئی عذر بتایا جو کچھ ایسا قوی نہ تھا حضرتِ والا نے ان کو دیر تک اہلِ مجلس کے سامنے کھڑا کئے رکھا۔

خانقاہی اصول کی خلاف ورزی پر:

(۴۵) خانقاہ میں یہ اصول ہے کہ رات میں قیام کرنے کے لئے دس بجے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ قیام کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایک صاحب پنجاب سے بغرضِ قیام مغرب کے بعد حاضر ہوئے، مگر حضرتِ والا سے دس بجے سے قبل اجازت نہ لے سکے۔ خانقاہ میں مقیم حضرات نے ان صاحب کو یہ اصول بتایا تو وہ خانقاہ کے بیرونی دروازہ سے باہر ڈمڈم

کے پاس لیٹ گئے، پوری رات وہیں گزاری۔

حضرتِ والا سے ٹیلیفون پر ملاقات کے اوقات صبح "ساڑھے نو سے ساڑھے دس" اور رات میں "پونے دس سے سوا دس" ہیں جو دفتر کے دروازہ پر بالکل سامنے بہت نمایاں لکھے ہوئے ہیں، علاوہ ازیں ٹیلیفون کے پاس بھی "اوقات نامہ" آویزاں ہے۔

جب باہر سے کوئی کال آتی ہے اور دفتر سے کوئی رسیور اٹھا لیتا ہے مگر حضرتِ والا سے لائن نہیں ملاتا تو بسا اوقات حضرتِ والا خانقاہ میں مقیم لوگوں کی نگرانی کی غرض سے اپنے فون کا رسیور اٹھا کر جانبین کی باتیں سنتے ہیں تاکہ فون پر گفتگو کی نوعیت معلوم ہو سکے، فضول یا نامناسب باتیں تو نہیں کر رہے یا کسی سے بدخلقی سے تو پیش نہیں آرہے۔

صبح دس بجے کے قریب کسی کا فون آیا، ان صاحب نے رسیور اٹھا کر کہہ دیا:

"یہ وقتِ ملاقات نہیں ہے، بارہ بجے فون کریں۔"

حضرتِ والا نے اپنے فون کے رسیور سے ان کی یہ بات سن لی، ان کی اس حرکت سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا:

"آپ نے کئی جرائم کا ارتکاب کیا ہے:

۱ــــ بلا اجازت رسیور اٹھالیا۔

اس کی سزا میں دو کوڑے لگائے جائیں گے۔ حکومت کے کسی دفتر کے فون کا رسیور اٹھانے کی بھی کبھی جرأت کی ہے؟ دل میں خانقاہ کی عظمت حکومت کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ دفتر جتنی بھی نہیں؟ دراصل یہ حماقت مرضِ حبِّ جاہ کا کرشمہ ہے، بس خانقاہ میں پہنچتے ہی خود کو اتنا مقرب سمجھنے لگے کہ

"پیشکار" کے منصب پر فائز ہوگئے، مال وجاہ کی محبت انسان کو احمق بنا دیتی ہے، عقل پر اس طرح چھا جاتی ہے کہ اس کا دیوالا نکال کر چھوڑتی ہے۔

۲۔ انسان جہاں جائے سب سے پہلے وہاں کے قواعد وضوابط معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ کوئی بات خلافِ اصول نہ سرزد ہوجائے۔ آپ نے یہاں کے قواعد وضوابط کیوں نہیں معلوم کئے؟

۳۔ اوقاتِ ملاقات دروازہ کے پاس اور ٹیلیفون کے پاس لکھے ہوئے ہیں، وہ کیوں نہیں دیکھے؟ دس بجے تو وقتِ ملاقات ہے، آپ اس کی نفی کر رہے تھے۔

ان دونوں جرموں کی سزا ایک کوڑا۔ ۲+۱=۳

۴۔ بلاتحقیق بات بتائی۔ بلاتحقیق بات کرنا جھوٹ میں داخل ہے جو حرام ہے۔

۵۔ فون پر مسئلہ دریافت کرنے والے کے مال، وقت اور محنت کو ضائع کیا۔

۶۔ وہ آپ کی غلط خبر کی بناء پر بارہ بجے پھر فون کرے گا، مجھ سے بات نہ ہو سکے گی تو پھر اس کا مال، وقت اور محنت ضائع۔

۷۔ اس وقت یہاں دفتر میں جو شخص ریسور اٹھا کر اس سے بات کرے گا اس کا وقت ضائع۔

۸۔ پھر جب اسے بتایا جائے گا کہ دس بجے تو وقتِ ملاقات تھا تو اسے کس قدر اذیت پہنچے گی؟

۹۔ وہ خانقاہ کے نظم سے کس قدر بدظن ہوگا؟

۱۰ـــ اس کی یہ بدظنی تمام دینی اداروں اور سب علماء و مشائخ سے بدظنی کا باعث بنے گی، جس سے صرف اسی کے دین کو نہیں بلکہ سب عوام کے دین کو سخت نقصان پہنچے گا۔

۱۱ـــ چار سے دس تک سات جرائم کی سزا سات کوڑے۔ ۳+۷=۱۰

تمہارے اندر کس قدر گدھا پن ہے، اوّلاً تو فون کو ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہئے تھا، پھر اگر غلطی سے اٹھا ہی لیا تھا تو کم از کم اوقاتِ ملاقات جو فون کے پاس ہی لکھے ہوئے ہیں دیکھ کر یا کسی سے پوچھ کر ہی بتائے ہوتے۔

ایک صاحب نے اس شخص کی جانب سے عرض کیا؛

"حضرت! اس قدر سزا سنانے کے باوجود انہیں قیام کی اجازت ہے یا نہیں؟"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"یہ درخواست لکھیں جس میں یہ مضمون ہو:

"میں گدھا ہوں انسان بننا چاہتا ہوں، اس مقصد کے لئے مجھے قیام کی اجازت دی جائے۔"

جب درخواست لکھ کر دیں گے تو غور کروں گا۔"

انھوں نے درخواست لکھ کر پیش کر دی۔

حضرتِ والا بارہ بجے تشریف لائے تو ان سے دریافت فرمایا:

"آپ کا مجھ سے اصلاحی تعلق ہے؟"

انہوں نے عرض کیا؛

"میرا اصلاحی تعلق حضرت . . . . . صاحب سے ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"انہوں نے آپ کو انسانیت نہیں سکھائی، آپ ان کی اجازت سے یہاں قیام کے لئے آئے ہیں یا شترِ بے مہار ہیں؟"

انہوں نے عرض کیا:

"اجازت نہیں لی، ان سے میں نے اب تک اصلاحی تعلق قائم نہیں کیا، ابھی صرف ابتدائی خط و کتابت کے درجہ میں تعلق ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"آپ نے یہاں مقیم لوگوں سے تو یوں کہا تھا:

"میرا حضرت ..... صاحب سے باقاعدہ اصلاحی تعلق ہے۔"

اب کہہ رہے ہو: ——— "نہیں۔"

جھوٹ کیوں بول رہے ہیں؟ اس جھوٹ کی سزا کتنے کوڑے؟

اچھا یہ بتائیں کہ خط و کتابت سے ان کی طرف رجحان ہوا ہے یا نہیں؟"

عرض کیا ——— "رجحان ہو چکا ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"پھر آپ یہاں کیوں آئے؟ مسئلۂ سلوک ہے:

"کسی شیخ کی طرف رجحان ہو جانے کے بعد دوسرے کی طرف توجہ کرنا جائز نہیں۔"

ٹیلیفون سے متعلق دس جرائم کے علاوہ آپ کے دو جرم اور نکل آئے:

۱۔ اصلاحی تعلق بتانے میں جھوٹ بولا۔

۲۔۔ شیخ سے اجازت لئے بغیر کیوں بھاگ آئے ؟
ابھی فوراً یہاں سے نکل جاؤ، دس کوڑے معاف۔ جلدی نکلو۔
ہاں جانے سے پہلے چار رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر جاؤ۔“
یہ صاحب تعمیلِ حکم کرتے ہوئے بہت جلدی چلے گئے اور زبانِ حال کہہ رہے
تھے ؛

”جان بچی لاکھوں پائے ۔“

بلا تحقیق بات کرنے پر :

(۳۶) ایک مولوی صاحب نے ساتھیوں کو وثوق سے بتایا کہ آج ربیع الثانی
کی پہلی ہوگئی ہے، جب حضرتِ والا نے دریافت فرمایا تو تردد ظاہر کیا۔
حضرتِ والا نے بطورِ تنبیہ فرمایا ؛
”بلا تحقیق خبر کیوں دی ؟ ابھی دو رکعت پڑھ کر آئیں ۔“
دوسرے مولوی صاحب نے عرض کیا ؛
”آج واقعۃً یکم ہوگئی ہے ۔“
حضرتِ والا نے دریافت فرمایا ؛ ۔۔۔۔۔۔ ”کیسے معلوم ہوا ؟“
انہوں نے عرض کیا ؛
”آج گھر سے آتے آتے اخبار پر نظر پڑ گئی تھی ۔“
حضرتِ والا نے فرمایا ؛
”ایسی فضولیات پر تو پابندی ہے، اخبار کیوں دیکھا ؟ وضوء
کریں اور چار رکعات پڑھ کر آئیں ۔“
انہوں نے عرض کیا ؛ ۔۔۔۔۔۔ ”وضوء ہے ۔“

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"اخبار دیکھنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے تازہ وضوء کریں۔"

بعد میں حضرتِ والا نے اس ارشاد کا یہ مطلب بیان فرمایا:

"وضوء کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قلب کی طہارت وصفائی بھی ہے، بلاضرورت اخبار دیکھنے سے اس میں خلل واقع ہوتا ہے۔"

بلاضرورت نیا مدرسہ کھولنے پر:

(۴۷) حضرتِ والا بہت تاکید سے ارشاد فرماتے رہتے ہیں:

"بلاضرورت مدارس بناتے چلے جانا جیسا کہ عام دستور ہوگیا ہے:

"ہر مولوی کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ۔"

ناجائز ہے، ضرورت سے مدرسہ بنایا جائے تو یہ "تعدد" ہے جو محمود ہے، بلاضرورت بنانا "تبدد" ہے جو مذموم ہے، تعدد وتبدد یعنی ضرورت وبلاضرورت کے مواقع معلوم کرنے کا معیار یہ ہے:

"اگر سب مدارس ایک نظم کے تحت ہوتے اور سب کے مصارف ایک ہی خزانہ سے ادا کئے جاتے تو کہیں نیا مدرسہ بنانے کے لئے پیش کردہ تجویز کو قبول کرلیا جاتا یا اس خیال کو فضول قرار دے کر ردّ کردیا جاتا؟ اگر یہ تجویز قابلِ قبول ہوتی تو "تعدد" میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ورنہ "تبدد" کی وجہ سے ناجائز۔" "

حضرتِ والا کے دو مجاز مولوی صاحبان نے ہر ایک نے اپنا مدرسہ الگ بنالیا،

حضرتِ والا کی تنبیہ پر بھی باز نہ آئے تو حضرت والا نے ان کی اجازت بیعت منسوخ فرمادی۔

علاج عجب وکبر:

(۲۸) اللہ تعالیٰ کی معرفت وتقویٰ کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ عجب و کبر ہے، یہ مہلک مرض اولیاء اللہ کے قلوب سے بھی سب سے آخر میں رخصت ہوتا ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے ہاں اس کے علاج کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جاتی ہے، حضرتِ والا مختلف تدابیر سے اس مرض کی جڑیں دل سے نکال پھینکتے ہیں۔

گزشتہ مثالوں میں نمبر ۲، ۹، ۲۴، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۰ اسی علاجِ عجب وکبر سے متعلق ہیں، اثناءِ تحریر میں مزید دو مثالیں یاد آگئیں جو پیش کی جاتی ہیں۔

ایک بہت اونچے درجہ کے صاحبِ ثروت نے حضرتِ والا کو ایک قیمتی چیز ہدیہ دینے کی درخواست کی، قبول نہ ہوئی تو باربار اصرار کرتے رہے، ان کے اخلاص، دین کی طرف آنے میں بہت بڑے مجاہدات اور بہت تیز پیش روی کے علاوہ مسلسل شدید اصرار کے پیشِ نظر حضرتِ والا نے اجازت مرحمت فرمادی، وہ چیز وزن اور حجم کے لحاظ سے ایسی تھی کہ اسے اٹھانا اور پھر زینہ چڑھ کر اوپر کی منزل پر پہنچانا کسی معزز شخصیت کی شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس لئے انہوں نے وہ چیز اپنے خادم کے ذریعہ گاڑی سے اٹھوا کر اوپر بھجوائی۔

حضرتِ والا نے ان کو تنبیہ فرمائی:

"آپ کے اس قیمتی ہدیہ کی مجھے ضرورت نہیں، آپ ہی کے نفع کی خاطر اجازت دی تھی، خود کیوں نہیں اٹھا کر لائے؟"

اس تنبیہ کے بعد یہ صاحب بالکل سیدھے ہو گئے۔

دوسری مثال آگے نمبر ۴۹ میں ہے۔

ایک بڑے متموّل کے عجب کا علاج:

۴۹ ایک بہت بڑے متموّل کبھی بھی کوئی چیز خریدنے خود بازار نہیں جاتے تھے، اسے اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے، حضرتِ والا سے بار بار ہدیہ کی پیشکش کرتے تو حضرتِ والا فرماتے:

"بازار سے خود خرید کر لاؤ، کسی ملازم کے ذریعہ نہیں۔"

اب بحمد اللہ تعالیٰ وہ خریداری کے لئے خود بازار جاتے ہیں۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"اس سے ان کا علاج مقصود تھا، بحمد اللہ تعالیٰ درست ہو گئے، ایسی تدابیر سے نفس کی رگیں کٹتی ہیں۔"

ایک صاحبِ ثروت کو طلبہ کی بے ادبی پر تنبیہ:

۵۰ حضرتِ والا فجر کے بعد تفریح کے لئے اپنی گاڑی پر تشریف لے جاتے ہیں، آپ کے ایک متموّل خادم بہت دور سے محض زیارت کے لئے روزانہ علی الصباح حاضری دیتے ہیں جو دار الافتاء سے دو تین طلبہ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر تفریح گاہ تک لے جاتے ہیں۔

ایک بار فیصل آباد سے ایک صاحبِ ثروت خانقاہ میں چند روز قیام کے

لئے حاضر ہوئے، صبح تفریح کے لئے جاتے وقت گاڑی میں اگلی نشست پر بیٹھ گئے، طلبہ پیچھے۔

حضرتِ والا نے ان کو طلبہ کا احترام نہ کرنے کے جرم اور مرضِ کبر کے علاج کے لئے دو گولیاں کھلائیں اور دو انجکشن لگائے، چار اجزاء کا نسخہ:

۱۔۔۔ ان طلبہ سے معافی مانگیں۔
۲۔۔۔ ان کے جوتے صاف کریں۔
۳۔۔۔ استغفار کے بعد آیندہ ایسی گستاخی سے حفاظت کی دُعاء۔
۴۔۔۔ ہسپتال میں داخلہ مل جانے پر بطورِ شکرانہ چار رکعات نفل۔

پھر دوپہر کی مجلس میں حاضرین سے فرمایا:

"دیکھئے کیسا اکسیر نسخہ ہے، آج صبح ہی استعمال کیا اور اتنی جلدی ان کے چہرہ پر کیسی نمایاں صحت و شادابی اور کیسی رونق نظر آرہی ہے۔ طلبہ کے جوتے صاف کرنے کی برکت سے منہ پر رونق، سبحان اللہ! کیا ٹھکانا ہے ان کی رحمت کا، یہ میرے اللہ کا کرم ہے کہ مجھ سے ایسی خدمات لے لیتے ہیں۔"

حقیقتِ تصوّف نہ سمجھنے پر:

(۵۱) ایک عالم حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق رکھتے ہیں جن کے حالات یہ ہیں:

۱۔۔۔ عمر پچھتر سال۔
۲۔۔۔ اپنے علاقہ کے مشہور عالم ہیں۔
۳۔۔۔ ایک مشہور جامعہ کے مہتمم ہیں۔

۴۔ علوم قرآن کے خاص استاذ اور مشہور ماہر مدرس ہیں۔
۵۔ معارفِ قرآن پڑھاتے ہوئے بوڑھے ہو گئے۔
۶۔ متعدد مشایخ سے یکے بعد دیگرے تیس برس تک اصلاحی تعلق رہا ہے، ان کی ہدایت کے مطابق ان کی نگرانی میں مختلف قسم کے مراقبات کی مشق کرتے رہتے۔

ان کی طرف سے عرض حال اور حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا اصلاحی جواب۔

حال:

عرصہ چار پانچ سال قبل طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت۔۔۔۔۔نے مراقبۂ وحدت ومراقبۂ قرب ومراقبۂ اقربیت کی اجازت عنایت فرمائی تھی، کچھ عرصہ مشق کی مگر کوئی خاص آثار مرتب نہ ہوئے تو حضرتِ والا کی خدمت میں اپنا حال پیش کیا، حضرتِ والا نے یہ مراقبات چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔

اب خیال میں آرہا ہے کہ پھر مراقبہ کی مشق کروں شاید کامیابی ہو جائے لہٰذا حضرتِ والا سے درخواست ہے کہ اگر میرے لئے مناسب ہو تو اجازت اور طریقہ ارشاد فرما کر نوازش فرمائیں۔

اصلاح:

قال اللہ تعالیٰ: یاایہا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔

اس میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص ہر قسم کے گناہ چھوڑ دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں قوتِ فیصلہ پیدا فرمائیں گے۔

افسوس کہ آپ کو بالمشافہہ حقیقتِ سلوک و وصول سمجھانے کے باوجود بات

آپ کی سمجھ میں نہیں آئی اور آپ کے قلب میں قوۃِ فیصلہ پیدا نہ ہوئی۔
اب دوبارہ قدرے تفصیل لکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ فہم عطاء فرما دیں۔

۱۔ سلوک ووصول کا مدار ومعیار یہ ہے:
مقصود وغیر مقصود اور اختیاری وغیر اختیاری میں فرق کرکے تحصیلِ مقصود میں اختیار کو استعمال کیا جائے، اور غیر مقصود وغیر اختیاری کی فکرِ تحصیل سے قلب کو مشوش نہ کیا جائے، اور اس پر وقت اور قوی کو ضائع نہ کیا جائے۔

۲۔ اعضاءِ ظاہرہ کو تمام معاصی سے پاک کرکے فرائضِ مالک کا پابند بنانا، اور قلب کا رذائل سے تخلیہ کرکے فضائل سے تحلیہ کرنا مقصود ہے اور اختیاری ہے، کیفیات اور کشف وکرامات نہ مقصود ہیں نہ اختیاری۔

۳۔ آپ مراقبات سے کیا آثار چاہتے ہیں؟
اگر احکامِ ظاہرہ کی پابندی اور قلب کا تخلیہ وتحلیہ مقصود ہے، تو اس کی تحصیل کا طریقہ مجھ سے دریافت کرنے کی بجائے خود کیوں تجویز کر رہے ہیں؟
اور اگر کیفیات اور کشف وکرامات چاہتے ہیں تو غیر مقصود اور غیر اختیاری پر وقت اور قوی کیوں ضائع کر رہے ہیں؟
پھر اگر کیفیات اور کشف وکرامات حاصل ہو بھی جائیں تو آپ کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ من جانب اللہ ہیں یا تلبیسِ ابلیس ہے؟
ان چیزوں کا طالب طالبِ مولیٰ نہیں بلکہ طالبِ حظِ نفس اور مریضِ حبِّ جاہ ہے، ایسے لوگ تلبیسِ ابلیس میں تو گرفتار ہو ہی جاتے ہیں۔
بعض دفعہ کفر تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے، واللہ الحفیظ۔
اگر آپ میری اس ہدایت سے مطمئن ہو گئے ہیں اور سلوک ووصول کی

پوری حقیقت سمجھ گئے ہیں تو فبہا ورنہ آئندہ مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ میں ابھی آپ کا تعلق ختم کر دیتا مگر آپ کی سلامتِ طبع و اخلاص کے پیشِ نظر ایک بار پھر آپ کو فہمِ حقیقت کے لئے مہلت دیتا ہوں۔

اس راہ میں صرف سلامتِ طبع و اخلاص کافی نہیں ان کے ساتھ سلامتِ فہم بھی ضروری ہے۔ وفقنا اللہ الجمیع لما یحب ویرضی و عصمنا من جمیع الشرور والفتن.

طلبہ کی اِصلاح وتربیت:

حضرتِ والا کی خدمت میں مختلف جامعات سے اعلیٰ نمبروں کامیاب ہونے والے فارغ التحصیل فضلاء تمرینِ افتاء کے لئے داخلہ کی درخواست پیش کرتے ہیں تو حضرتِ والا امتحانِ داخلہ لینے سے قبل سب درخواست دہندگان کو جمع کرکے یہاں کے حالات سے یوں آگاہ فرماتے ہیں:

"یہاں کے حالات و معمولات جامعات سے بالکل مختلف ہیں، اس لئے داخلہ لینے والا یہاں چند روز گزارنے کے بعد ہی فیصلہ کرسکتا ہے:

"میں یہاں رہ بھی سکتا ہوں یا نہیں؟"

صفائی معاملات کے تحت چند اہم باتیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو بعد میں افسوس نہ ہو، کیونکہ چند ہی روز میں آپ خود محسوس کریں گے کہ جامعات کی بنسبت یہاں آپ کو کئی نقصان برداشت کرنے پڑیں گے، اگر یہ سب نقصان برداشت کرنے پر تیار ہوں اور بدل وجاں راضی ہوں تو امتحانِ داخلہ لینے پر

غور کرلیا جائے گا ورنہ یہاں سے چلے جائیں، میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

یہاں رہ کر جو نقصان اٹھانے پڑیں گے اور جامعات کے جن منافع سے محروم رہیں گے ان میں سے چند یہ ہیں:

① جامعات میں صرف تعلیم ہی مقصود ہوتی ہے، مگر میرا مقصدِ اوّلی اصلاحِ ظاہر و باطن ہے، مولویوں میں آزادی اور حُبِّ جاہ وحبِّ مال جیسے امراض پیدا ہوگئے ہیں، حتی المقدور ان کا علاج مقصود ہے، تمرینِ افتاء کا کام درجۂ ثانویہ رکھتا ہے، اگر کسی کو سال بھر میں بھی خاطر خواہ علمی نفع نہ ہو مگر امراضِ قلب کا علاج ہو جائے مولوی کے دل سے حُبِّ دنیا جاتی رہے تو علم میں زیادہ کمال حاصل نہ ہونے پر مجھے افسوس نہیں ہوتا، اس لئے کہ اصل مقصد تو اصلاحِ قلب ہے۔

② جامعات میں بہت مزین و منقش نہایت خوبصورت سند دی جاتی ہے، یہاں کسی کو بھی سند نہیں دی جاتی خواہ کوئی کیسا ہی ذہین و فطین ہو اور کتنی ہی بلند استعداد رکھتا ہو۔

③ ہم نے "دار الافتاء والارشاد" کی صفائی کے لئے کوئی ملازم نہیں رکھا، دار الافتاء کی پوری عمارت اندر باہر اور مسجد کی صفائی طلبہ کے ذمہ ہوتی ہے، مسجد سے باہر سڑک تک کا حصہ بھی، حتی کہ بیت الخلاء بھی طلبہ ہی سے صاف کرائے جاتے ہیں، کوڑے کی چار بالٹیاں روزانہ اٹھا کر بہت دور کوڑی پر ڈالنا پڑتی ہیں۔

صفائی بھی معمولی نہیں، خوب خوب صفائی کرائی جاتی ہے، روزانہ ہر طالبِ علم کے تقریبًا دو گھنٹے یہ ذمہ داری ادا کرنے میں

صرف ہو جاتے ہیں، جبکہ جامعات میں طلبہ کو نہایت راحت سے رکھا جاتا ہے، صفائی کروانا تو درکنار ان سے کوئی کام بھی نہیں لیا جاتا۔

طلبہ سے ایسے کام لینے میں انہی کا فائدہ ملحوظ ہے، ورنہ یہاں ملازم رکھنے کے لئے پیسے کی کوئی کمی نہیں۔ بحمداللہ تعالیٰ پیسہ تو بدوں کسی کا چندہ قبول کئے بھی اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کے مصارف کے علاوہ دوسرے اداروں کی بھی مدد کی جاتی ہے۔

④ یہاں کے معمولات و قواعد کی خلاف ورزی پر مؤاخذہ ہوتا ہے، حسب جرم و مجرم کبھی نرم اور کبھی سخت۔ خلاف ورزی کی چند مثالیں:

۱۔ پنکھا اور بتی وقت پر بند نہ کرنا۔

۲۔ رات کو "دارالافتاء والارشاد" کا بیرونی دروازہ وقت متعین پر بند نہ کرنا۔

۳۔ اذان سے پہلے یا فوراً بعد محراب کے پاس والا دروازہ بند نہ کرنا۔

۴۔ اپنے جسم، لباس، بستر اور کمرے وغیرہ کی صفائی میں کوتاہی کرنا۔

۵۔ کھانے کے برتنوں کی صفائی میں دیر کرنا۔

۶۔ برتنوں کو سیدھے بغیر ڈھانکے کھلے رکھنا، الٹے یا ڈھانک کر نہ رکھنا۔

۷۔ پانی والے برتن میں دودھ یا چائے وغیرہ ڈالنا۔

۸۔ برتن اور دوسرا سامان سلیقہ سے نہ رکھنا۔

۹۔ مشترک بالٹی وغیرہ کو بلاضرورت مشغول و محبوس رکھنا۔

۱۰۔ صابن وغیرہ یا اتارے ہوئے کپڑے غسل خانہ میں چھوڑ دینا۔
۱۱۔ اتارے ہوئے کپڑے کمرے میں کھلے بے سلیقہ رکھنا۔
۱۲۔ دھلے ہوئے کپڑے خشک ہونے کے بعد بھی رسّی سے نہ اتارنا۔
۱۳۔ بیت الخلاء کو استعمال کرنے کے بعد پانی نہ بہانا۔
۱۴۔ مشترک کاموں میں ایثار کی بجائے جی چرانا یا غفلت سے کوتاہی کرنا۔
۱۵۔ ذمہ لگائے گئے کاموں کو وقت پر صحیح طریقہ سے اداء کرنے میں غفلت کرنا۔
۱۶۔ اذان کے بعد فوراً مسجد میں حاضر نہ ہونا۔
۱۷۔ بوقتِ اذان باتیں کرنا۔
۱۸۔ ساتھیوں کو کسی قسم کی ایذاء پہنچانا، خواہ قصداً ہو یا سہواً۔
۱۹۔ بلا اجازت "دارالافتاء والارشاد" سے باہر جانا۔
۲۰۔ بلا ضرورتِ شدیدہ باہر جانے کی اجازت طلب کرنا۔
۲۱۔ کسی کی دعوت کرنا۔
۲۲۔ مہمان کے ساتھ ضرورت سے زائد باتیں کرنا۔
۲۳۔ یہاں آپس میں توافق کو سب سے زیادہ اہمیت ہے، کسی بڑے سے بڑے جرم سے تسامح کیا جا سکتا ہے مگر آپس میں اختلاف وچپقلش سے ہرگز درگزر نہیں کیا جاتا اور اس کی کم از کم سزا صرف اخراج ہے۔

اور بھی اس قسم کی بہت سی پابندیاں ہیں جو حسبِ موقع سامنے آتی رہیں گی۔

مؤاخذہ میں کبھی پٹائی تک کی نوبت بھی آجاتی ہے، غرضیکہ آپ کو اچھی خاصی قید کاٹنا پڑے گی۔

۵ یہاں تمرینِ افتاء کے لئے کوئی کتاب نہیں پڑھائی جاتی بلکہ اصولِ افتاء سمجھا کر تخریجِ مسائل کا طریقہ بتا دیا جاتا ہے پھر تخریج کے لئے حسبِ صوابدید مسائل ذمہ لگانے اور ان کی تصویب وتصحیح کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس میں دسترس حاصل کرنے کے لئے محنت خود آپ کو کرنا پڑے گی، جو جتنی محنت کرے گا اسی قدر ثمرات پائے گا۔

۶ کھانا باری سے خود پکانے اور اجتماعی طور پر کھانے کے پابند ہوں گے، باہر سے لانے کی اجازت نہیں۔

۷ امتحانِ داخلہ میں اعلیٰ کامیابی کے باوجود بھی جس سے ہمیں مناسبت معلوم نہ ہو اسے داخلہ نہیں دیا جاتا، داخلہ نہ دینے کی وجہ بتانا ضروری نہیں، اسی طرح داخلہ لینے والے کو مکمل اختیار ہے کہ اسے یہاں کے ماحول سے مناسبت نہ ہو تو چلا جائے، وجہ بتانا ضروری نہیں۔

۸ اکثر علماء ومشایخ میرے بارہ میں اچھی رائے نہیں رکھتے ان کا خیال ہے:

"میں مولویوں کو بگاڑتا ہوں"

اس لئے خوب سوچ سمجھ کر امتحان کے لئے تیار ہوں، ہر اہم کام شروع کرنے سے پہلے دو چیزیں مسنون ہیں:

۱ استخارہ ——— ۲ استشارہ

لہٰذا سب سنت کے مطابق دو رکعت پڑھ کر استخارہ کریں

اور باہم مشورہ بھی کرلیں، اس کے بعد جس کا دل چاہے امتحان کے لئے دفتر میں آجائے۔"

حضرتِ والا نے ایک بار تفصیلِ مذکور بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

"بحمداللہ تعالیٰ میرے ہاں اصولِ صحیحہ کی پابندی ہے، اگر ان کے تحت کوئی داخل ہو تو درست، ورنہ اگر کوئی بھی داخل نہ ہو تو مجھے ذرہ برابر بھی افسوس نہیں ہوتا، ہم نے دوکان کھول رکھی ہے گاہک بھیجنا اس کا کام ہے، اُن کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق کوئی آئے گا تو اسے سودا دیں گے ورنہ نہیں۔

اہلِ جامعات کو تو لوگوں سے چندہ وصول کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر اہل و نااہل کی بھرتی کر لیتے ہیں۔ الحمدللہ! مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے، چندہ کی ضرورت نہیں، بحمداللہ تعالیٰ یہاں کے مصارف کے علاوہ دوسرے اداروں کی امداد کرنے کی بھی توفیق ہو رہی ہے، بلکہ خدانخواستہ میرے پاس کچھ نہ ہوتا تو بھی میں چندہ کی خاطر اصولِ صحیحہ اور جس کا کام ہے اس کی رضا کے خلاف ہرگز کوئی کام گوارا نہ کرتا، کام چلتا تو ٹھیک ورنہ وہ جانے اور اس کا کام۔ جامعہ کو دین پر قربان کیا جا سکتا ہے، دین کو جامعہ پر قربان نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ "دارالافتاء والارشاد" کی ابتداء میں میرے پاس اتنی وسعت نہ تھی، بعض مخلصین کے تعاون سے کام شروع ہوا مگر اس حال میں بھی میں نے کوئی کام رضائے مالک کے خلاف نہیں کیا، یہ طے کر رکھا تھا کہ اصولِ صحیحہ کے مطابق کام چلے گا تو کروں گا ورنہ چھوڑ دوں گا، جامعہ چلانے کے لئے ارتکابِ معصیت ہرگز جائز نہیں جس

کا کام کرنا چاہتے ہیں اسی کی نافرمانی ؟ اس سے ثابت ہوا کہ جامعہ کھولنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خدمتِ دین مقصود نہیں بلکہ اغراضِ نفسانیہ مقصود ہیں۔"

سبحان اللہ! حضرتِ والا کے ان ارشاداتِ عالیہ سے آپ کے کیسے سبق آموز اوصافِ حمیدہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اخلاص، تعلق مع اللہ، توکل، استغناء، اتباعِ سُنّت، صفائی معاملات، اصولِ صحیحہ کی پابندی۔

اللہ تعالیٰ پوری امت کو اپنی رضا کے مطابق خدماتِ دینیہ کی توفیق سے نوازیں۔

طلبہ کے لئے "قواعد وضوابط" کی واضح تحریر کا بورڈ "دارالافتاء والارشاد" کے برآمدہ میں نمایاں جگہ آویزاں ہے جس کی نقل آیندہ صفحہ پر ہے۔

اعلانِ عام

استاذ، شیخ، مخدوم وغیرہ کسی کو بھی پاؤں، سر، بدن دبوانے اور سر یا بدن پر مالش کروانے کی اجازت نہیں۔

قواعد وضوابط برائے طلبۂ تمرینِ افتاء

① مسجد میں جماعت کی صفِ اوّل میں امام کے قریب کھڑے ہوں۔
② روزانہ کم از کم ایک پارہ تلاوتِ کلام پاک لازم ہے۔
③ اوقاتِ خارجہ میں بھی اخبار بینی یا مدرسہ کے مسلک اور اغراض و مقاصد کے خلاف کوئی کتاب یا رسالہ وغیرہ دیکھنے یا اس قسم کی تقریر وتحریر کی اجازت نہیں۔
④ بدوں اجازت کسی قسم کی تعلیم وتعلّم کا سلسلہ شروع کرنا ممنوع ہے۔
⑤ ایّامِ رخصت کے سوا کسی وقت بھی شہر جانے کی اجازت نہیں۔ ایّامِ رخصت میں بھی بلا اجازت کہیں جانا منع ہے۔
⑥ کسی شہری سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنے کی اجازت نہیں۔
⑦ کسی مہمان کو بدوں اجازت رات کو ٹھیرانا ممنوع ہے، اور تین رات سے زیادہ اجازت کی درخواست قبول نہ ہوگی۔

رشید احمد

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

ہدایات برائے استفتاء

(۱) استفتاء واضح اور خوشخط تحریر کریں۔ کاغذ صاف، بڑا اور عمدہ استعمال کریں،
(۲) اُردو میں اپنا نام مکمل پتا اور تاریخ ضرور لکھیں ورنہ آپ خود بھی پریشان ہوں گے اور دار الافتاء کا عملہ بھی، اگر فون نمبر ہو تو وہ بھی لکھ دیں۔
(۳) جو نام استفتاء پر لکھا ہو جوابی لفافہ پر بھی وہی اُردو میں لکھیں ورنہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔
(۴) اگر سوالات متعدد ہوں تو جواب کے لئے ہر سوال کے مقابل یا دو سوالوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑیں بلکہ سب سوالات نمبر وار مسلسل لکھیں اور سب کے آخر میں جواب کے لئے جگہ چھوڑیں۔
(۵) جس کاغذ پر سوال لکھا ہے اسی کے آخر میں جواب کے لئے جگہ خالی چھوڑیں۔
(۶) ایک پرچہ میں تین سوالات سے زیادہ نہ لکھیں اس میں دوسروں کی حق تلفی ہے۔
(۷) سوال مختصر اور جامع ہو، غیر ضروری تفصیل سے گریز کریں۔
(۸) فرضی اور فضول سوالات ہرگز نہ کریں۔
(۹) اصل تحریر بھیجیں، فوٹو کاپی پر جواب نہیں دیا جاتا۔
(۱۰) مسائلِ فقہیہ اور احوالِ باطنہ ایک پرچہ میں جمع نہ کریں۔
(۱۱) جواب کے لئے ٹکٹ نہ بھیجیں بلکہ لفافہ بھیجیں اور اس پر اپنا پتا خود لکھیں۔
(۱۲) جس مسئلہ کا جواب تحریراً مطلوب ہو وہ زبانی نہ پوچھیں۔
(۱۳) جس سوال کا جواب تحریراً مطلوب نہ ہو وہ بالمشافہ یا فون پر پوچھیں تحریراً نہ پوچھیں۔
(۱۴) سوال جمع کر کے رسید ضرور حاصل کریں اور جواب لیتے وقت رسید ضرور ساتھ لائیں اور دار الافتاء میں جمع کرا دیں۔
(۱۵) کثرتِ مشاغل یا مسائل کے غور طلب ہونے کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہو سکتی ہے۔

ھدایات برائے اصلاحی مکاتبت

① تحریر کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پوری لکھیں۔ ۷۸۶ ہندسے سے بسم اللہ کی سنت ادا نہیں ہوتی، اسی طرح باسمہ تعالیٰ وغیرہ کلمات بھی خلاف منقول ہیں۔

② تحریر کی ابتداء یا انتہاء پر اردو میں اپنا نام، پتا اور اسلامی تاریخ لکھیں۔

③ کاغذ صاف استعمال کریں اور تحریر حتی المقدور واضح لکھیں۔

④ تحریر متوسط درجہ کے ایک صفحہ سے زائد نہ ہو، بحالتِ مجبوری زیادہ سے زیادہ دو صفحات کی اجازت ہے۔

⑤ تحریر کے دائیں یا بائیں جواب کے لئے جگہ خالی چھوڑیں۔

⑥ دستی جواب کے لئے ڈاک کا لفافہ استعمال نہ کریں۔

⑦ جواب کے لئے جوابی لفافہ اور اس پر واپسی کا پتا خود لکھیں۔

مزید خصوصی ھدایات برائے مریدین

⑧ ہر ماہ اصلاحی خط روانہ کریں پہلے خط کا جواب ملے یا نہ۔

⑨ ہر نئے خط کے ساتھ پہلا خط بھی بھیجیں۔

⑩ اصلاحی خط میں کسی کا سلام و پیغام یا شیخ کے ذریعہ کسی کو سلام و پیغام پہنچانا خلافِ اصول و خلافِ ادب ہے۔

⑪ ایک پرچہ میں صرف تین امراض کا علاج پوچھیں۔

⑫ مسائلِ شرعیہ یا تعویذ کے لئے الگ پرچہ لکھیں۔

تنبیہ ھدایت نمبر ”۴“ کی خلاف ورزی کرنے پر خط بلا جواب واپس کر دیا جائے گا۔

دار الافتاء والارشاد

ناظم آباد کراچی

خانقاہ میں بغرضِ قیام آنے والوں کے لئے ہدایات

(۱) آنے سے قبل اجازت لیں۔
(۲) اجازت کا پرچہ ساتھ لائیں۔
(۳) بستر ہمراہ لائیں۔
(۴) یہاں قیام کے دوران مصارف آپ کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(۵) آتے ہی اطلاع دیں کہ کتنے روز کے لئے قیام ہوگا۔
(۶) آتے ہی اپنے معمولات پوچھ لیں۔
(۷) برآمدہ میں آویزاں ہدایات غور سے پڑھ لیں۔
(۸) واردینِ خانقاہ کے لئے اصول وضوابط کا الگ سے چھپا ہوا پرچہ آتے ہی حاصل کرلیں۔
(۹) واپسی سے ایک روز قبل اطلاع دیں۔
(۱۰) اپنے حالات سے متعلق یا اور کچھ دریافت کرنا چاہیں تو ایک روز قبل پوچھ لیں۔
(۱۱) مواعظ کی کتابیں یا کیسٹیں یا اور کچھ مطلوب ہو تو جانے سے تین روز قبل بتائیں۔

واردینِ خانقاہ کے لئے اصول وضوابط

(۱) خانقاہ میں قیام کے دوران یہاں کے مقیمین، مفتیانِ کرام، علماء، اساتذہ، طلبہ و دیگر واردین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کا مظاہرہ کریں۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

”جس نے یہاں رہ کر دوسروں کی خدمت نہیں کی اس نے مجھ سے کچھ حاصل نہیں کیا اور وقت اس کا ضائع گیا۔

ترک کن معشوقی وکن عاشقی
اے گمان بُردہ کہ خوب وفائقی“

(۲) ہر نماز میں قیامِ جماعت سے کم از کم دس منٹ پہلے مسجد میں پہنچیں۔

(۳) پہلی یا دوسری صف میں پہنچنے کی ہر ممکن اور جائز کوشش کریں۔ اس سے پیچھے رہیں گے تو مؤاخذہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غلط طریقے سے صفِ اوّل یا ثانی میں پہنچے تو بھی باز پرس ہوگی۔

(۴) آتے ہی دارالافتاء میں خدمات سے متعلق اپنے کام پوچھ لیں، اگر کوئی عذر ہو تو بروقت بتائیں اور زوالِ عذر کے بعد فوراً پوچھیں۔

(۵) دوپہر کو خصوصی اور عصر کے بعد عمومی مجلس میں موجود رہیں، حاضری سے عذر ہو تو اطلاع دیں۔

(۶) برآمدہ میں آویزاں ہدایات پر عمل کریں۔

(۷) آتے ہی وضوء، نماز کا طریقہ سیکھیں۔

(۸) کسی ”مجوّد“ کو تجوید سنائیں اور اس سے تجوید کے بارہ میں تحریری رأی

لے کر دکھائیں۔

⑨ فضول مجالس اور فضول کاموں سے سخت احتراز کریں، یہ باطن کے لئے سخت مضر ہے۔

⑩ اہلِ خانقاہ، مفتیانِ کرام، علماء، اساتذہ و طلبہ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں، نہ ہی ان کے مشاغل دینیہ میں مخل ہوں، ورنہ اس کا وبال آپ کے دین پر بھی پڑے گا اور دنیا پر بھی۔

⑪ خانقاہ میں قیام کے دوران خصوصیت سے کثرتِ ذکر و فکر کا اہتمام کریں، اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور اس سے ڈریں کہ جیسے آئے ویسے ہی خالی ہاتھ جائیں۔

⑫ نوافل بالخصوص تہجد کی پابندی کریں، عشاء کے بعد جلد سوئیں تاکہ صبح اٹھنا آسان ہو۔

⑬ معمولی سودا سلف دارالافتاء کے سامنے سے مل جاتا ہے، اس کے سوا جب بھی دارالافتاء سے باہر جانے کی ضرورت ہو تو اجازت لے کر جائیں اور جتنے وقت کے لئے رخصت لیں اس کی پابندی کریں۔
فجر اور مغرب کے بعد چہل قدمی کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے۔

⑭ آتے ہی اپنے کھانے کے مصارف جمع کروائیں۔

⑮ خانقاہ میں قیام کے دوران مطبوعہ مواعظ، انوار الرشید، حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کریں۔
ان کے سوا بلا اجازت کوئی کتاب پڑھنا ممنوع ہے۔

ہدایات برائے خواتین

سُبحٰنَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ۔

وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ۔

① سوالات پوچھنے سے پہلے خود حل کرکے تصدیق کروایا کریں، اس سے فہم دین میں ترقی ہوتی ہے۔

② کوئی مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کسی محرم کے ذریعہ دریافت کریں۔

③ بذریعہ محرم مشکل ہو تو خود بذریعہ تحریر۔

④ بذریعہ تحریر مشکل ہو تو فون پر پوچھیں، میرے گھر نہ آئیں۔
دوسرے مکان کا انٹرکام بیرونی فون کے حکم میں ہے، اس لئے کہ دُور ہے، میرے مکان سے باہر ہے، عورت اپنے گھر سے نہیں نکلتی۔

⑤ کسی دوسرے مقصد سے یا لاعلمی سے میرے مکان پر آگئیں تو اہل خانہ کے ذریعہ پوچھیں۔

⑥ بالواسطہ سمجھنے سمجھانے میں دقت ہو تو بذریعہ انٹرکام۔

⑦ انٹرکام خراب ہو تو میرے کمرے کے دروازے کے پاس باہر ایک طرف اوٹ میں۔
ایسا موقع اب تک غالباً ایک ہی بار پیش آیا ہے۔

⑧ اہل خانہ میں احتیاط اور فکر آخرت غالب ہے اس لئے مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود خود بتانے سے احتراز کرتی ہیں، اسی طرح مسئلہ سمجھنے سمجھانے میں واسطہ بننے سے بھی بچنے کی کوشش کرتی ہیں۔

رشید احمد

۱۷-۴-۱۴۱۳

علاجِ حُبِّ دُنیا کی ماہانہ اِطلاع کا گوشوارہ

① کیا مرضِ حُبِّ دُنیا کا محاسبہ اور مراقبۂ موت سے اس کا علاج کرتے ہیں؟

② لباس کے کتنے جوڑے ہیں؟ (چھ جوڑے بہت ہیں، تین سردیوں کے اور تین گرمیوں کے)۔

③ سونا کتنا ہے؟ (ستّر گرام بھی بہت، زیادہ سے زیادہ سو گرام)۔

④ فی سبیل اللہ کتنے فی صد خرچ کرتے ہیں؟ کہاں خرچ کرتے ہیں؟

⑤ کیا بچّوں کے ذریعہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں؟ کتنا؟ کہاں؟

⑥ بچّوں کو پیسے دے کر اُن کے دِلوں میں حُبِّ مال بھر کر اُن کی دُنیا و آخرت تو تباہ نہیں کر رہے؟

⑦ کیا اہلیہ کو جیب خرچ دیتے ہیں؟ کیوں؟ کِتنا؟ کہاں خرچ کرتی ہیں؟

نمبر ۴، ۵، ۷ کا جواب نفی یا اثبات میں جدول میں لکھیں اور تفصیل دوسرے صفحہ کے آخر میں۔

سنہ ۱۴ھ

نمبر شمار	محرّم	صفر	ربیع الاوّل	ربیع الثانی	جمادی الاُولیٰ	جمادی الثانیہ
۱						
۲						
۳						
۴						
۵						
۶						
۷						

نمبر شمار	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذی القعدہ	ذی الحجہ
۱						
۲						
۳						
۴						
۵						
۶						
۷						

نمبر۴، ۵، ۷ کی تفصیل و دیگر مختصر حالات:

نام مریض:

پتا:

وعظ میں شرکت کرنے والے

خوانین و خواتین کے لئے ضروری ہدایات

تمام خوانین و خواتین مندرجۂ ذیل ہدایات کی سختی سے پابندی کریں۔

★ مغرب کی نماز کے بعد مرد باہر سڑک پر جتھوں کی صورت میں کھڑے ہو کر مجلس بازی نہ کیا کریں اس سے خواتین کو باہر نکلنے میں دقت ہوتی ہے اختلاط بلکہ ایک دوسرے سے ٹکرانے کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔

★ خواتین خوشبو لگا کر نہ آئیں۔

★ میک اپ کر کے نہ آئیں۔

★ ایسا پردہ کر کے آیا کریں کہ آنکھیں ہرگز کھلی ہوئی نہ ہوں، چہرہ پر نقاب لٹکا کر آیا کریں۔

★ لباس یا برقع بھڑکیلا نہ ہو، سادہ ہو۔ برقع کے اوپر کوئی ڈیزائن نہ ہو۔

★ برقع اتنا کشادہ اور لمبا پہنیں کہ شلوار کے پائنچے برقع کے نیچے سے نظر نہ آئیں۔ خواتین کے پائنچے تو ویسے بھی ٹخنوں سے نیچے رہتے ہیں برقع اس سے بھی تھوڑا سا نیچے رہے تاکہ پائنچے بھی نظر نہ آئیں۔

★ ایسا سادہ سا جوتا پہن کر آئیں جس میں کوئی کشش نہ ہو، بھڑکیلا جوتا پہننے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔

★ جو جوڑا ایک بار پہن کر آئیں کم از کم تین حاضریوں میں وہی پہن کر آئیں۔

★ سیاہ رنگ کے دستانے اور موزے پہن کر آئیں، برقع اتنا کشادہ ہو کہ دستانوں کے بعد کلائی یا قمیص یا کوئی زیور نظر نہ آئے۔

★ گاڑی سے اتر کر دارالافتاء کی طرف آئیں یا واپس جائیں تو چال ڈھال ایسی رکھیں کہ اس میں بھی کوئی کشش نہ ہو۔
★ عورتوں کو مردوں سے نرم آواز سے بولنا جائز نہیں اس لئے اگر یہاں کوئی نگران وغیرہ کچھ پوچھے تو آواز میں بتکلف سختی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ نگران بھی اس کا خیال رکھیں۔
★ جو خواتین گاڑیوں پر آتی ہیں ان کے محرم گاڑیاں مشرق کی طرف لگایا کریں اور تنہا آنے والے مرد مغرب کی طرف رہیں۔
★ خواتین کا دروازہ مغرب کی اذان کے ۳۵ منٹ بعد کھلے گا، خواتین کے محارم اگر اتنی دیر انتظار کر سکتے ہوں تو خواتین کو لائیں ورنہ نہیں۔
★ خواتین عصر کی جماعت کھڑی ہونے سے پانچ منٹ پہلے پہنچنے کی کوشش کریں۔
★ نگران ان ہدایات کی مکمل پابندی کروائیں، کسی خاتون میں ان ہدایات میں سے کسی کی کوئی خلاف ورزی نظر آئے تو اسے اندر نہ جانے دیں۔

نماز سے متعلق اصلاحات:

نماز کی اہمیت اور اسے آداب ظاہرہ و باطنہ کی پوری رعایت اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بارہ میں حضرت والا کے ایک بیان کا خلاصہ:

"نماز کا حکم قرآن کریم میں بار بار بہت تکرار کے ساتھ وارد ہوا ہے، پھر پورے قرآن میں جہاں بھی یہ حکم ہے وہاں "نماز پڑھنا" نہیں بلکہ "نماز کا قائم کرنا" مذکور ہے، "نماز پڑھنا" منافقین کے بارہ میں فرمایا گیا ہے یعنی منافقین نماز پڑھتے ہیں اور مؤمنین نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اقامت صلوٰۃ یعنی نماز قائم کرنے کی تفصیل:

۱۔ نماز کی ایسی مکمل پابندی کہ کبھی بھی کسی حال میں بھی ناغہ نہ ہونے پائے۔

۲۔ جتنی جلدی ہوسکے ادا کی جائے۔

۳۔ جماعت مسجد کی پابندی۔

۴۔ تکبیرۂ اولیٰ میں شرکت، بلکہ وقت جماعت سے کچھ پہلے ہی مسجد میں حاضری کا اہتمام۔

۵۔ آداب ظاہرہ کی رعایت، یعنی نماز کی ابتداء سے لے کر آخر تک ایک ایک عمل کو ٹھیک سنت کے مطابق ادا کرنا۔

۶۔ آداب باطنہ کی رعایت، یعنی خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ۔

احادیث میں بھی نماز کو صحیح وقت پر، جماعت مسجد کے ساتھ، آداب ظاہرہ و باطنہ کی رعایت اور خشوع و خضوع سے ادا کرنے کی بہت زیادہ تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔"

حضرت والا کی نماز:

اس بیان سے پہلے کہ حضرتِ والا دوسروں کی نمازوں کی اصلاح کیسے فرماتے ہیں؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرتِ والا کی نماز کا کچھ نقشہ پیش کر دیا جائے:

۱۔ وقتِ جماعت کی اس قدر پابندی کہ مہینوں میں بھی ایک منٹ کی تأخیر نہیں ہوتی۔

کبھی بظاہر ایک آدھ منٹ تأخیر نظر آتی ہے مگر اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مسجد کی گھڑی کچھ پیچھے رہ جاتی ہے، جب مؤذن صاحب گھڑی کا وقت صحیح کرتے ہیں اور حضرتِ والا کو اس کا علم نہیں ہوتا تو آپ مسجد کی گھڑی کا سابق وقت پیشِ نظر رکھتے ہوئے تشریف لاتے ہیں، آپ کو جب اس کا علم ہوتا ہے تو مؤذن صاحب کو ہدایت فرماتے ہیں:

"جب بھی گھڑی کا وقت صحیح کریں مجھے ضرور اطلاع دیا کریں۔"

اس کے باوجود اطلاع دینے میں مؤذن صاحب سے کبھی غفلت ہو جاتی ہے۔

ایک صاحب مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں، وہ پاکستان آئے تو حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے بتایا:

"حضرت والا کو نماز کے لئے تشریف لانے میں آدھا منٹ تأخیر ہو گئی، چونکہ میرے تجربہ میں اتنی سی تأخیر بھی خلافِ معمول تھی اس لئے مجھے اس پر کچھ تعجب ہوا، باہر کھڑکی کی طرف دیکھا تو کوئی آپ سے بات کر رہا تھا، تو حقیقت کھلی کہ اتنی ذرا سی تأخیر بھی اُس شخص نے بے موقع روک کر کرائی ہے۔"

چنانچہ حضرتِ والا نے ایک بار عصر کے بعد مجلس میں ارشاد فرمایا:

"میں جب مسجد کی طرف آرہا ہوتا ہوں تو کبھی کوئی "ظالم"

راستہ میں روک لیتا ہے، اس سے چلتے چلتے بات کرتا ہوں تو بھی کچھ تاخیر ہوجاتی ہے۔"

۲ــــ نماز کا ایک ایک جزء سنت کے عین مطابق۔

۳ــــ نماز میں ایسا سکون کہ کوئی عضو حرکت نہیں کرتا، گویا سر پر پرندہ بیٹھا ہے، ستون کی طرح بالکل بے حس وحرکت۔

۴ــــ ظاہری سکون کے ساتھ باطنی خشوع ایسا کہ ہر عامی جاہل تک بھی شناخت کرلیتا ہے کہ "ولی کامل" ہے۔

اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ. رواہ الطبرانی فی الکبیر وابن ماجۃ

"جن کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔"

کے پورے پورے مصداق۔

۵ــــ تہجد میں ایک رکعت میں آدھا پارہ، مجموعہ پانچ پارے پڑھنے کا معمول ہے، عام سنن ونوافل میں لمبی سورتیں نہیں پڑھتے، آخر کی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں مگر توجہ وخشوع اس قدر کہ دوگانہ پانچ منٹ ہیں۔

ایک بار خدام سے سوال فرمایا:

"میں ظہر کی قبلیہ سنتیں تقریباً نو منٹ میں پڑھ لیتا ہوں اور عصر وعشاء کی دس منٹ میں، اس کی کیا وجہ ہے؟"

سب خاموش رہے تو ارشاد فرمایا:

"ظہر سے قبل چار رکعات مؤکدہ ہیں ان میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعاء نہیں، اور رکعت ثالثہ کی ابتداء میں ثناء نہیں۔ عصر وعشاء سے قبل چار رکعت غیر مؤکدہ ہیں ان میں قعدۂ اولیٰ میں درود ودعاء اور رکعت ثالثہ میں فاتحہ سے پہلے ثنا بھی

پڑھی جاتی ہے، اس لئے زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔"

۶ــــ فرائض کے بعد سنن ونوافل اور تسبیحات، وظائف کے اوقات میں کمرے کے انٹرکام کی گھنٹی بجانے کی کسی کو بھی اجازت نہیں، ان اوقاتِ متعیّنہ کی تفصیل یہ ہے:

"ظہر وعشاء کے بعد قیامِ جماعت کے وقت سے تیس منٹ تک، جبکہ وتر بوقتِ سحر تہجد کے بعد پڑھتے ہیں۔

مغرب کے بعد وقتِ غروب سے چالیس منٹ تک۔"

۷ــــ نمازوں کے بعد تسبیحات وادعیۂ مسنونہ کی ایسی پابندی کہ سفر میں بھی ناغہ نہیں ہونے دیتے، بیٹھ کر اداء کرنے کی فرصت نہ ہو تو چلتے ہوئے۔

۸ــــ دعاء میں تضرع وبکاء اور آہ وزاری۔ آنسو پونچھنے کی بجائے رخساروں اور ڈاڑھی مبارک پر ملتے ہیں، کبھی دعاء میں دونوں ہتھیلیاں اس طرح ملا کر جیسے کسی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی جاتی ہے بہت دیر تک مشغول بدعاء رہتے ہیں۔

۹ــــ حضرتِ والا نماز خود پڑھاتے ہیں، جبکہ عام جامعات میں بڑے اساتذہ واکابر کے لئے امامت کو عار سمجھا جاتا ہے۔

دوسروں کی نماز کی فکر:

حضرتِ والا شروع ہی سے جیسے اپنی نماز میں امورِ مذکورہ کا اہتمام فرماتے ہیں اسی طرح دوسروں کے بارہ میں بھی یہی فکر اور اس کی کوشش رہتی ہے کہ نماز کے پابند ہو جائیں اور "اقامتِ صلوٰۃ" کے مذکورہ سب آدابِ ظاہرہ وباطنہ کے ساتھ نماز قائم کرنے کا اہتمام کریں۔

نماز کی اہمیت کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”قرآن وحدیث میں نماز کی تاکید اور اس میں غفلت پر جو وعیدیں وارد ہیں وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان سنئے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهٖ أَنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ. رواه مالك رحمه الله تعالى.

”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری مملکت کے حکام کی طرف یہ اعلان بھیجا کہ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں سے زیادہ اہم چیز نماز ہے، جو اس کی حفاظت اور اس کا اہتمام کرے گا وہ دین کے دوسرے کاموں کا بھی اہتمام کرسکے گا اور جو اس کو ضائع کردے گا وہ دین کے دوسرے کاموں کو بطریقِ اولیٰ ضائع کرے گا۔“

حضرتِ والا نماز کی زبانی تاکید کے علاوہ نگرانی بھی بہت اہتمام سے فرماتے ہیں اور غفلت پر مختلف سزائیں دیتے ہیں۔

چنانچہ جب آپ جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو ضلع حیدر آباد میں شیخ الحدیث تھے، اس زمانہ میں اتنے بڑے منصب پر ہونے کے باوجود بوقتِ فجر طلبہ کو بیدار کرنے خود بنفسِ نفیس گھر سے دارالاقامہ تشریف لے جاتے اور ایک ایک کمرے پر پہنچ کر طلبہ کو اٹھاتے۔ آپ نے طلبہ میں مندرجۂ ذیل طریقِ کار کا اعلان فرما دیا تھا:

”صبح ہوتے ہی ایک لکڑی کمرے کے دروازہ پر لگاؤں گا،

اس کی آواز سے اگر کوئی بیدار نہ ہوا تو دوسری لکڑی اس کے ٹخنے پر پڑے گی۔"

اوّلاً تو حضرتِ والا کی ہیبت ویسے ہی کچھ کم نہ تھی مزید بریں اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ اِدھر حضرتِ والا بس کمرے کے دروازہ پر پہنچے اُدھر سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑی میں دار الاقامہ آپ کے مکان سے بہت دور تھا، اس لئے وہاں طلبہ کو بوقتِ فجر بیدار کرنے کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

پھر آپ جامعہ دار العلوم کراچی تشریف لے آئے تو یہاں دار الاقامہ کی زیادہ وسعت کی ضرورت سے دار الاقامہ کے مختلف حصوں پر مختلف نگران متعین فرمائے۔ مع ھٰذا بعض طلبہ کو تہجد کے لئے اٹھانے خود تشریف لے جاتے، سخت سردیوں میں بھی بوقتِ سحر گھر سے کافی دور جانے کی زحمت فرماتے۔

حضرتِ والا طلبہ کے علاوہ اساتذہ کو بھی نماز باجماعت کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ جامعہ دار العلوم میں اس مقصد کے لئے براہِ راست بھی مختلف تدابیر اختیار فرماتے رہے اور اپنے استاذِ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صدر جامعہ دار العلوم کے ذریعہ بھی اس کوشش میں سرگرم رہتے تھے، بس ایک دھن تھی، ایک فکر دل و دماغ پر مسلط تھی جو چین سے بیٹھنے نہیں دے رہی تھی۔

انہی ایام میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب دیکھا جو انہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، فرمایا:

"ایک وفد مشکلات کے حل اور مسلمانوں پر پڑنے والی آفات

ومصائب کے مداوا کے لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میں بھی اس وفد میں ہوں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم نے درخواست پیش کی توآپ نے زبانِ مبارک سے کوئی جواب نہ دیا، اٹھ کر نماز کی نیت باندھ لی۔“

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شاگردِ رشید حضرتِ والا کو اپنا یہ خواب بتا کر تعبیر دریافت فرمائی، حضرتِ والا نے عرض کیا:

”تعبیر بالکل ظاہر ہے، خواب میں وہی تنبیہ ہے جو میں عرض کرتا رہتا ہوں کہ دار العلوم کے اساتذہ، طلبہ اور پورے عملہ کو نماز باجماعت کا پابند کرنا اور ان کی نگرانی رکھنا آپ پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر تمام آفات ومصائب کی جڑ نماز سے غفلت ہے اور ان کا علاج اقامتِ صلوٰۃ ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکلات ومصائب سے متعلق درخواست سماعت فرمانے کے بعد زبانی جواب ارشاد فرمانے کی بجائے نماز کی نیت باندھ کر اسی پر تنبیہ فرمائی ہے۔

اس وفد میں آپ کا وجود خاص طور پر آپ کے لئے تنبیہ ہے کہ پورے پاکستان میں بلکہ بیرونِ پاکستان بھی آپ کے خاص مقام اور دار العلوم کے ذمہ دار ہونے کی وجہ سے یہ فرض آپ پر زیادہ عائد ہوتا ہے۔“

ایک سفر میں حضرتِ والا اپنے ایک اُستاذ کے ہمرکاب تھے، استاذزادہ بھی ساتھ تھے جو حضرتِ والا کے شاگرد ہیں، رات کو استاذِ محترم نے صاحبزادہ کے بارہ میں حضرتِ والا سے فرمایا:

”ہم اسے صبح کو اٹھانے کی بہت کوشش کرتے ہیں، پکڑ کر

خوب جھنجھوڑتے ہیں، کان کھینچتے ہیں، اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں بلکہ کبھی کھڑا کر دیتے ہیں، مگر یہ پھر گر جاتا ہے، کسی طرح بھی بیدار نہیں ہوتا، اس لئے صبح اسے اٹھانا آپ کے ذمہ ہے۔"

حضرتِ والا نے عرض کیا:

"ایسی خدمت کو تو میں اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔"

حضرتِ والا نے رات کو سوتے وقت استاذ زادہ کو بتا دیا:

"استاذِ محترم نے صبح کو آپ کا اٹھانا میرے ذمہ لگا دیا ہے۔"

حضرتِ والا نے فجر کی اذان کے بعد استاذ زادہ کو متوسط آواز سے پکارا، وہ ایک ہی آواز پر اٹھ کر بیٹھ گئے، آواز بھی بلند نہیں، متوسط، جیسے کسی بیدار شخص کو قریب سے بلایا جاتا ہے۔

یہ اعجوبہ دیکھ کر استاذِ محترم حیران رہ گئے، بہت تعجب سے حضرتِ والا سے دریافت فرمایا:

"آپ نے اس پر کیا پڑھ دیا کہ اتنی جلدی بیدار ہو گیا؟"

حضرتِ والا نے عرض کیا:

"انہی سے دریافت فرما لیں کیا پڑھا ہے۔"

بعد میں حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"میں نے جو استاذ زادہ کو رات سونے سے قبل بتا دیا تھا کہ صبح کو آپ کا بیدار کرنا میرے ذمہ ہے، اس میں یہ حکمت تھی:

"وہ صبح اٹھنے کی فکر اور نہ اٹھنے کی صورت میں مرمّت کا خوف اپنے دل و دماغ میں اتار کر سوئے۔"

وہ یہ حقیقت بخوبی سمجھتے تھے:

"ہمیشہ تو ایک ابا پیار و محبت سے اٹھانے کی کوشش کرتا رہا ہے، مگر آج ایک دوسرا ابا اٹھائے گا جس پر مجھ سے محبت وشفقت اور میری اصلاح کی فکر اس قدر غالب ہے کہ اس کی طرف سے پہلے تو آئے گی ایک آواز، اگر میں اس سے نہ اٹھا تو دوسرا آئے گا زنا ٹے دار تھپڑ۔"

بس اس فکر نے کام بنا دیا، ایک طمانچے کے خوف نے اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ سب کام فکر سے ہی ہوتے ہیں، بدوں اس کے کوئی کام نہیں ہوسکتا، سوچا کریں کہ اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین اور محبوبِ حقیقی ہے کیا اس کی ناراضی سے بچنے کی فکر اور جہنم کا خوف ایک طمانچے سے بھی کم ہے۔"

ایک بار پنجاب سے دو مولوی صاحبان خانقاہ میں قیام کے لئے حاضر ہوئے، حضرتِ والا نے ان کے لئے "دارالافتاء والارشاد" کی اوپر کی منزل تجویز فرمائی، انہیں بوقتِ سحر جگانے حضرتِ والا خود اوپر تشریف لے جاتے تھے، حضرتِ والا چاہتے تھے کہ ان کی چارپائیوں سے کچھ فاصلہ سے ہی متوسط آواز انہیں بیدار کرنے کے لئے کافی ہوجائے مگر دو تین روز کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ مزید کسی نسخہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرتِ والا نے اوپر صحن کے دروازہ پر ایک چھڑی لٹکا کر ان کو دکھا کر فرمایا:

"آیندہ صبح کو صرف ایک ہلکی سی آواز آئے گی اور پھر دوسری آواز کی بجائے چھڑی۔"

اس کے بعد دونوں مولوی صاحبان حضرتِ والا کی ذرا سی آواز سنتے ہی فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتے۔

کوڑے کی برکات اور اس بارہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اوپر گزر چکے ہیں۔

نماز سے متعلقہ اُمور کی تاکید و نگرانی:

حضرتِ والا جس طرح نماز کی تاکید اور اس بارہ میں متعلقین کی نگرانی فرماتے ہیں اسی طرح نماز سے متعلقہ اُمور کی بھی بہت تاکید فرماتے ہیں اور نگرانی کا ایسا اہتمام فرماتے ہیں کہ سب لوگ خوب ہشیار رہتے ہیں، کبھی کسی سے کچھ غفلت ہوئی تو باز پرس، سخت تنبیہ اور کوئی مناسب سزا بھی۔

متعلقہ اُمور کی تفصیل:

① اذان کی آواز سنتے ہی فوراً مسجد میں حاضری۔

② مسجد میں پہنچ کر نوافل، تلاوت، ذکر وغیرہ میں مشغولیت۔

حضرتِ والا چاہتے ہیں کہ ہر شخص کو مسجد سے ایسا انس و محبت پیدا ہو جائے اور وہاں حاضری کا ایسا شوق اور ہر وقت ایسی فکر اور ایسا انتظار رہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ.

”اس کا قلب مسجد میں معلق ہے۔“

کا مصداق بن جائے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مذکور ایک طویل حدیث کا قطعہ ہے جس میں آپ نے سات قسم کے لوگوں کے بارہ میں یہ بشارت دی ہے کہ وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے جب کہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور سخت تمازت کی وجہ سے لوگ پسینوں میں غرق ہو رہے ہوں گے۔

ان سات قسم کے لوگوں میں اس شخص کو بھی شمار فرمایا ہے جس کا مسجد کے ساتھ ایسا انس ہو جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے۔

③ خانقاہ میں مقیم حضرات جماعت کی صفِ اوّل میں رہیں۔

④ محراب کی دونوں جانب ستونوں کے درمیان دس افراد کی جگہ ہے صفِ اوّل کے اتنے حصّہ میں صرف اہلِ علم واہلِ صلاح ہی کھڑے ہو سکتے ہیں، کسی اور کو اجازت نہیں۔

حضرتِ والا نے اس کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"امام کے قریب قیام کا حق صرف باصلاح علماء کو ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. رواہ مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"تم میں سے فہمِ دین رکھنے والے لوگ مجھ سے قریب رہا کریں، پھر ان سے کم درجہ کے، پھر ان سے کم درجہ کے۔"

حلیہ میں قیس بن عباد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے:

"میں مسجدِ نبوی میں صفِ اوّل میں نماز پڑھ رہا تھا، پیچھے سے حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مجھے کھینچ کر پیچھے ہٹا دیا خود میری جگہ کھڑے ہو گئے، نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ہمیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم فرمایا ہے۔""

عقلی لحاظ سے بھی یہ مسئلہ بالکل ظاہر ہے، وجوہِ عقلیہ تین ہیں:

۱۔ دنیا کے درباروں میں وفود کی حاضری کا قاعدہ ہے کہ وفد

کی طرف سے درخواست پیش کرنے کے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا جاتا ہے جو سب سے افضل ہو اور حاکم کے ساتھ تعارف و تعلق میں سب سے بڑھ کر ہو، پھر اس کے قریب وہ لوگ رہتے ہیں جو اوصافِ مذکورہ میں دوسرے درجہ پر ہوں سب کی تعیین اسی طرح حسبِ مراتب ہوتی ہے۔

۲۔ کبھی امام کو کوئی عذر پیش آجانے کی وجہ سے مقتدیوں میں سے کسی کو اپنا خلیفہ بنانا پڑتا ہے، لہٰذا امام کے قریب ایسے مقتدیوں کا ہونا لازم ہے جو دینی لحاظ سے دوسروں سے افضل ہوں اور بوقتِ ضرورت امام کا خلیفہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۳۔ مقتدیوں کے حالات کا امام پر اثر پڑتا ہے، اگر اس کے قریب دینی لحاظ سے کمزور مقتدی ہوں گے تو اس کی توجہ الی اللہ میں خلل پیدا ہوگا، جس سے نماز کی روح میں تو نقص آئے گا ہی ظاہر میں بھی نقص یعنی امام کے سہو کا اندیشہ رہتا ہے۔

متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر بھی مقتدیوں کے حالات کا اثر پڑتا تھا، تو کوئی دوسرا امام اس اثر سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟

اہلِ علم حضرات نہ تو یہ مسئلہ لوگوں کو سمجھاتے ہیں اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کرتے کراتے ہیں اس لئے عوام اس سے بالکل ناواقف ہیں۔"

⑤ سنن و نوافل کا اہتمام۔

⑥ نماز کے بعد اوراد و تسبیحاتِ مسنونہ۔
⑦ آدابِ ظاہرہ و باطنہ اور خشوع و خضوع سے دعاء کی پابندی۔
سفر میں نماز کے بعد بیٹھ کر اوراد، تسبیحات اور دعاء کی فرصت نہ ہو تو حضرتِ والا جس طرح خود چلتے ہوئے یہ وظائف انجام دیتے ہیں اسی طرح احباب و خدام کو بھی اس کی بہت تاکید فرماتے رہتے ہیں اور نگرانی بھی فرماتے ہیں۔
حضرتِ والا اقامت شروع ہونے سے پہلے محراب میں کھڑے ہو کر صفِ اول کو بہت غور سے دیکھتے ہیں، پھر آگے بڑھ کر پیچھے کی صفوں کو۔
اس نگرانی سے چار مقاصد ہوتے ہیں:
۱۔ ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے والے لوگ محراب سے بہت دور دیواروں کے قریب رہیں، جو تھی صف تک نظر جاتی ہے وہاں تک یہ اصلاح کرواتے ہیں۔
اگر کوئی ایسا شخص لاعلمی سے درمیان میں کھڑا ہو گیا تو اسے ملایمت و محبت سے سمجھا کر ڈاڑھی بڑھانے کی تلقین فرماتے ہیں۔
۲۔ صف سیدھی ہو اور درمیان میں کہیں خلل نہ رہے۔
۳۔ طلبہ امام کے قریب ہیں یا نہیں؟
۴۔ خانقاہ میں مقیم خدام و طلبہ پہلی صف میں ہیں یا نہیں؟
کبھی ان کو شمار بھی فرماتے ہیں، جو صفِ اول میں نظر نہ آئے اس پر مقدمہ چلتا ہے، اور سزا دی جاتی ہے، بطورِ نمونہ اس کی دو مثالیں اوپر عنوان "سماعتِ مقدمات و علاجِ امراض" کے تحت نمبر ۴۳ اور نمبر ۴۴ میں گزر چکی ہیں۔
حضرتِ والا کسی زمانہ میں چھڑی محراب کے اندر رکھواتے تھے، جو طالبِ علم

پہلی رکعت میں نہ پہنچتا، نماز ختم ہونے کے بعد وہیں سب کے سامنے اس کے ہاتھ پر لگاتے۔

یہاں کوڑے کے بارہ میں محسنِ اعظم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ پھر غور سے پڑھ لیں، جو اوپر مستقل عنوان کے تحت تحریر کئے جا چکے ہیں۔

⑧ جمعہ میں اذانِ ثانی کے وقت اور حالتِ خطبہ میں کسی کو سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اگر کوئی سنتیں شروع کر چکا ہو اور تکمیل سے قبل اذانِ ثانی کا وقت ہو جائے تو حضرتِ والا اس کے فارغ ہونے تک اذان سے روک دیتے ہیں، وہ سلام پھیرتا ہے تو فرماتے ہیں:

"کھڑے ہو جاؤ! لوگوں کو زیارت کراؤ"

وہ کھڑا ہو جاتا ہے تو حاضرین سے فرماتے ہیں:

"انہوں نے اتنے منٹ نماز میں دیر کرا دی، سب کو محبوس رکھا، سب حضرات ان کی زیارت کر لیں"

وہ اپنی غلطی سے توبہ اور آیندہ احتیاط کا وعدہ کرتا ہے تو اذان کی اجازت ملتی ہے۔

حضرتِ والا کو مدارس و جامعات میں نماز اور اس کے متعلقات سے بے اعتنائی دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

"جو مولوی مسجد سے گھبراتا ہے اس کی یہ خباثت اس کی بے دینی کے لئے کافی دلیل ہے، ان مولویوں کے حالات دیکھ کر میرے دل میں درد اٹھتا ہے ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
"میرے دل میں ایسا درد ہے کہ کہوں تو زبان جل جائے،
اور خاموش رہتا ہوں تو ہڈیوں کا مغز جلا جارہا ہے۔"
اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرمائے، اپنے فضل وکرم سے انہیں ہدایت دے
اور ہماری حفاظت فرمائے۔

اپنی اصلاح کی فکر:

جلد اول عنوان "چھوٹوں سے بھی استفادۂ علم وطلب اصلاح" میں مندرج تفصیل کے مطابق حضرتِ اقدس کا دائمی معمول ہے کہ ہر چھوٹے بڑے کو، اپنے شاگردوں اور متعلقین کو اپنی مجالس میں یہ تاکید فرماتے رہتے ہیں:
"میرے اندر کسی کو کسی بھی قسم کا کوئی بھی عیب نظر آئے تو مجھے ضرور بتایا کریں۔"
کبھی کوئی بچہ غلط فہمی سے کوئی بات لکھ دیتا ہے تو اس کو خوب خوب پُرتپاک شاباش دیتے ہیں، فرماتے ہیں:
"میں ان کی تشجیع وحوصلہ افزائی کررہا ہوں تاکہ دوسرے بچے بھی مجھے میرے عیوب بتایا کریں۔"
اس کے بعد اس کی غلط فہمی کی وضاحت فرمادیتے ہیں۔
اکابر واصاغر علماء وصلحاء سے بھی طلبِ اصلاح کا معمول ہے، صرف بالمشافہہ ہی نہیں خطوط بھی لکھتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ حضرتِ والا سے کچھ کہنے سننے کی بجائے دور بیٹھے ہی باتیں بناتے رہتے ہیں اور شکایات وغیبت

کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ بعض انتہائی معاندانہ خطوط لکھتے ہیں، جن کو حضرتِ والا بہت غور سے پڑھتے ہیں کہ شاید ان میں میری اصلاح سے متعلق کوئی بات ہو، اس لئے بار بار پڑھتے ہیں اور کئی دنوں تک سامنے رکھتے ہیں، لکھنے والے معاند کو بھی اپنا محسن سمجھ کر اس کے لئے دعائیں فرماتے رہتے ہیں۔

عوام کی شکایات کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کو دین پر استقامت و تصلب اور مضبوطی کا ایسا مقام عطاء فرمایا ہے کہ اس پر کوئی مصلحت یا مروت غالب نہیں آسکتی، تعلق مع اللہ اور اس محبوبِ حقیقی کی محبت کے مقابلہ میں نہ کوئی خوف اثر انداز ہو سکتا ہے نہ کوئی محبت اور نہ کوئی دوسرا تعلق بسا اوقات آپ کے اس حال کی ترجمانی آپ کی زبان سے بھی اس طرح ظاہر ہوتی ہے ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

دین کی ایسی استقامت و تصلب سے عوام کی خواہشات پر بہت سخت ضرب لگتی ہے، علاوہ ازیں حضرتِ والا کے مواعظ میں بدعات و منکرات سے اجتناب و احتراز پر بہت زور دیا جاتا ہے جو نفس پرستوں پر بہت گراں گزرتا ہے، جہاں ان مواعظ کے اثر سے دنیا بھر میں لاکھوں کروڑوں سعادت مندوں کی زندگیوں میں انقلابِ عظیم آرہا ہے وہاں بعض میں مرضِ بغض بھی پیدا ہو جاتا ہے، اور دنیا میں یہ دستور عین معقول و مشاہد ہے کہ بدعات و منکرات سے روکنے والے کی مخالفت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے صاحبزادہ کو نصیحت یوں بیان فرمائی ہے :

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (۳۱-۱۷)

"بیٹا! نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر، یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

اس میں ارشاد ہے کہ منکرات سے منع کرنے پر مخالفت اتنی بڑھتی ہے کہ لوگ درپئے آزار ہو جاتے ہیں، ان سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اذا رأیت القاری محببا فی جیرانه محمودا عند اخوانه فاعلم انه مداهن. (تنبیه الغافلین للسمرقندی ص۴۴ باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر)

"جو شخص اپنے پڑوسیوں کو محبوب ہو، اپنے بھائیوں میں محمود ہو وہ یقیناً مداہن ہوگا۔"

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پہلے جملہ کے مضمون کو ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حلیۃ الاولیاء ص۳۰ وص۵ ج ۷ میں پوری سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی ہے، جب دوسری صدی کے نصف اول میں پڑوسیوں اور بھائیوں کی ناراضی دلیل حقانیت تھی حالانکہ وہ زمانۂ خیر تھا تو اس دور شرور وفتن میں محق سے عوام کی اور بھی کئی گنا زیادہ ناراضی ومخالفت لازم ہے اور اس زمانہ میں عوام کی رضا اُس زمانہ کی بنسبت کئی گنا زیادہ دلیل مداہنت ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی دوسری صدی میں گزرے ہیں، آپ

کی وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی ہے، آپ بھی اپنے زمانہ کے عوام کے بارہ میں فرماتے ہیں:

لو کانت العوام عبیدی لاعتقتھم واسقطت ولائی وذلک لانھم لایھتدون فالکل بھم یتعیرون (الدر المختار قبیل باب الاعتکاف)

"اگر سب عوام میرے غلام ہوتے تو میں ان سب کو آزاد کر دیتا اور اپنا حقِ وراثت بھی چھوڑ دیتا، اور یہ اس لئے کہ یہ لوگ راہِ راست پر نہیں آتے تو ان کی وجہ سے سب بدنام ہوتے ہیں۔"

حقِ وراثت کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہو سکتا، اس کے باوجود آپ نے اپنے زمانہ کے عوام سے سخت بیزاری ظاہر کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ فرماتے ہیں:

حضرت سلطان جی کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے ان پر اتفاق سے ایسا افلاس آیا کہ تمام مال ختم ہو کر صرف ایک لونڈی رہ گئی جب اس لونڈی نے دیکھا کہ اب کچھ نہیں رہا تو ان سے عرض کیا:

"اب مجھے بیچ دیجئے آخر میں کس کام کی ہوں مگر کسی دیندار کے ہاتھ بیچئے گا۔"

آپ نے کہا:

"میں تجھے ایسے شخص کے ہاتھ بیچوں گا کہ اس سے زیادہ اس وقت کوئی دیندار ہی نہیں، یعنی حضرت نظام الدین سلطان جی کے ہاتھ۔"

اس نے عرض کیا:

"حضور بے تو گستاخی لیکن ان بزرگ کی تو بزرگی ہی میں مجھے شبہہ ہے کیونکہ بزرگی کی علامات سے یہ بات بھی ہے کہ کوئی نہ کوئی تو اسے بُرا کہے اور میں دیکھتی ہوں کہ کوئی ان کو بُرا نہیں کہتا۔"

دیکھئے اس لونڈی کی سمجھ، لیکن آج کل ایسی جہالت پھیل ہے کہ بزرگی کی علامت یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب جہاں گئے اسی جگہ کے رنگ پر ہو گئے جیسا کسی کو دیکھا اسی کے موافق کہنے لگے تاکہ ساری دنیا خوش رہے۔ گنگا گئے گنگا رام جمنا گئے جمنا رام۔

خیر اس لونڈی کو یہ شبہ ہوا کہ یہ اگر بزرگ ہوتے تو کوئی ان کا برا کہنے والا بھی ہوتا۔

ان بزرگ نے کہا؛

"میں تجھے ان کے ہاتھ اس طور پر بیچوں گا کہ تین دن تک واپس کر لینے کا اختیار لے لوں گا۔ دو تین دن کے اندر تو ان کی حالت دیکھ لینا پھر اگر تیری مرضی ہوگی تو رہنا ورنہ میں تجھے واپس لے لوں گا۔"

غرض ان بزرگ نے حضرت سلطان جی کے ہاتھ اس کو بیچ دیا۔ وہ چونکہ پورے طور پر معتقد نہ تھی اس فکر میں لگی رہی کہ دیکھوں کوئی ان کو برا بھی کہتا ہے۔ حضرت سلطان جی کو بذریعہ کشف اس کے وسوسہ پر اطلاع ہوگئی۔ آپ نے اس سے فرمایا؛

"جا کر پڑوس سے آگ لے آ۔"

وہ پڑوسن کے ہاں گئی اور کہا؛

"حضرت جی کے ہاں تھوڑی آگ کی ضرورت ہے۔"

پڑوسن نے حضرت کا لفظ سن کر آپ کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہا؛

"ڈاکو کو حضرت کہتے ہیں۔"

لونڈی یہ سن کر بہت خفا ہوئی اور بگڑ کر واپس چلی آئی۔ حضرت سلطان جی نے فرمایا؛

"اب تو معلوم ہو گیا کہ مجھے سب اچھا نہیں سمجھتے، دیکھ میری پڑوسن ہی مجھ کو کیسا برا سمجھتی ہے۔"

اس نے کہا:

"حضرت یہ میری جہالت تھی واقعی آپ صاحبِ کمال ہیں۔"

پھر دو دن کے بعد اس کے پہلے مالک آئے اور آکر اس سے پوچھا، اس نے عرض کیا:

"حضور واقعی یہ بزرگ ہیں اب آپ کو واپس لینے کی ضرورت نہیں۔"

غرض کہ عام طور پر مقبول ہونا کوئی بزرگی نہیں ہے بلکہ یہ تو کمال نہ ہونے کی علامت ہے۔ (تسہیل المواعظ ص۳۸۸)

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کا دوسرا ارشاد:

"محق اور محقق کے مخالف زیادہ ہوتے ہیں۔"

اس ملفوظ کا حوالہ اس وقت سرسری تلاش سے دستیاب نہیں ہوا، زیادہ جستجو وکاوش کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ ملفوظ بہت مشہور، ادلۂ شرعیہ میں مزبور اور دنیا بھر کے اہل عقل میں منشور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احقاق وتحقیق دونوں میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کو ایسے امتیاز سے نوازا ہے جو پوری دنیا میں معروف ومسلم ہے۔

غرضیکہ دین پر استقامت وتصلب، بدعات ومنکرات سے امت کو بچانے کی فکر، اللہ تعالیٰ کے غضب اور دنیا وآخرت کے جہنم سے نکالنے کا بے چین رکھنے والا درد، اور احقاق وتحقیق کا خداداد بلندترین مقام، ان میں سے ہر ایک صفت ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے عوام کی مخالفت وشکایات کوئی جدید وعجیب بات نہیں، چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو ان سب صفات میں امتیازی شان سے نوازا ہو۔

"صراطِ مستقیم" کی تشریح اور اس پر استقامت و تصلب کے موضوع پر حضرتِ اقدس کے دو وعظ ہیں، دونوں بہت عجیب ہیں، علماء اور عوام سب کے لئے بہت نافع اور نہایت اہم ہیں۔ "صراطِ مستقیم نمبر ۲" میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس زمانہ میں عوام و خواص دین پر استقامت و تصلب کو تشدد کہنے لگے ہیں حالانکہ یہ مداہنت کی تفریط اور قیودِ بدعات کے افراط و تشدد کے درمیان "صراطِ مستقیم" ہے، خواہشاتِ نفسانیہ یا کسی مصلحت یا مروت کے تحت قانونِ شریعت پر عمل نہ کرنا نفس پرستی اور مداہنت ہے اور اہلِ بدعت کی طرح قانونِ شریعت پر اپنی طرف سے قیود لگانا تشدد ہے، اس افراط و تفریط کے درمیان "صراطِ مستقیم" کی پابندی استقامت و تصلب ہے، تشدد نہیں۔

علاوہ ازیں عوام کی ناراضی کے یہ اسباب بھی ہیں کہ حضرتِ والا نظم و ضبطِ اوقات کے بہت پابند ہیں، اہلِ ثروت و اہلِ اقتدار میں سے کسی کی بھی کوئی رعایت نہیں فرماتے خلافِ ضابطہ وقت دینا تو درکنار ضابطہ کے تحت بھی وقت دینے سے بچنے کی کوشش۔ ان سے اختلاط اور ان کی دعوتوں اور مجالس میں شرکت سے احتراز فرماتے ہیں۔

عوام کی علماء سے وجوہِ مخالفت کی نہایت ضروری تفصیل رسالہ "مسلح پہرہ" میں ہے۔

بعض دور رہنے والے غیر محتاط خواص و علماء بھی سنی سنائی باتوں سے متأثر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں سے جس کو حضرتِ والا سے رابطہ قائم کرنے کی توفیق عطاء فرما دیتے ہیں اس کے سب اشکالات حل ہو جاتے ہیں اور تمام تر شکایات محبت و عقیدت سے تبدیل ہو جاتی ہیں ؎

ذرا اے ناصحِ فرزانہ چل کر سن تو دو باتیں
نہ ہوگا پھر بھی تو مجذوب کا دیوانہ دیکھوں گا

ایک عالم حضرتِ والا کے سخت خلاف تھے، مجالس میں غیبت و شکایات کا محبوب مشغلہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم ہوا کسی بہانہ سے حضرتِ والا

کی خدمت میں پہنچادیا، اس قدر متأثر ہوئے کہ یوں معذرت پیش کی،

"میں حضرتِ والا کے خلاف بہت باتیں کرتا تھا حضرتِ والا کی بہت غیبتیں کی ہیں، یہاں پہنچا تو حقیقت منکشف ہوگئی، للہ! معاف فرمادیں۔"

حضرتِ والا نے ان کو دُعاؤں سے خوب نوازا اور ارشاد فرمایا کہ آپ کی درخواست سے پہلے سے ہی سب کچھ معاف ہے، میرا معمول ہے کہ ظالم کو معاف کرنے کے علاوہ اس کے لئے ایصالِ ثواب اور دُعا بھی کرتا ہوں۔

صوبۂ سرحد میں ایک مشہور شیخ طریقت بزرگ ہیں، وہ ایک بار اپنے ایک متوسّل کے ساتھ "دارالافتاء والارشاد" میں تشریف لائے، واپس جاکر اپنے متوسلین کی مجالس میں "دارالافتاء والارشاد" میں اپنی حاضری کی وجہ اور اس کے تأثرات بیان فرمائے اور بار بار بیان فرماتے رہتے ہیں، ارشاد فرمایا،

"یہاں کے علماء حضرت مفتی صاحب کے خلاف مختلف باتیں کرتے رہتے ہیں، مجھے ان کی باتوں پر یقین نہیں آرہا تھا، خیال ہوا کہ ایک بار خود جاکر اپنی آنکھوں سے حالات دیکھوں، میں جیسے ہی "دارالافتاء والارشاد" کے دفتر میں داخل ہوا تو ایسا متأثر ہوا اور بیخودی کا یہ عالم ہوگیا کہ بس رُوح پرواز کرجانے کے سوا باقی سب کچھ ہی ہوگیا۔"

اپنے جن متوسل کو ساتھ لائے تھے عام مجالس میں ان کا نام لے کر بار بار فرماتے رہتے ہیں،

"ان کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے ایسی عظیم شخصیت سے ملا دیا۔"

گویا کہ بزبانِ حال یوں فرمارہے ہیں ؎

افتم بپای خود کہ بکویت رسیدہ است
نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

"میں اپنے پاؤں پر قربان جو تیری گلی میں پہنچا، اپنی آنکھ پر نازاں جس نے تیرا جمال دیکھا، ہر دم اپنے ہاتھ کو ہزار بوسے دوں جس نے تیرا دامن پکڑا۔"

ایک بار حضرت والا پر اپنی اصلاح کی فکر کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس غرض سے ملک و بیرون ملک کئی علماء کو دعوت دی، مقامی علماء کو بالمشافہہ اور بیرونی علماء کو بذریعہ خطوط مقصد یہ بتایا:

"آپ کو میرے کسی قول یا عمل میں کوئی غلطی نظر آئی ہو یا کسی سے سنی ہو یا آیندہ کبھی کوئی غلطی دیکھیں یا سنیں تو مجھے ضرور بتائیں، احسان عظیم ہوگا۔"

سب حضرات نے مکمل اطمینان اور بہت محبت و عقیدت کا اظہار فرمایا۔

جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے ایک استاذ نے لکھا:

"مجھے بہت تجسس اور غور و خوض کے بعد آپ میں یہ عیب نظر آیا کہ آپ بہت کم سوتے ہیں، اتنی زیادہ دماغی محنت کے ساتھ اتنا کم سونا صحت کے لئے مضر ہے۔"

ایک بہت بڑے عالم جو ایک بہت بڑے دنیا بھر میں مشہور جامعہ میں محدث ہیں اس قدر متأثر ہوئے کہ اپنے جامعہ میں جاکر حضرت والا کے مناقب میں بہت طویل خط لکھا اور اصلاحی تعلق قائم کرنے کی خواہش تحریر کی۔

ایک عالم نے چند اشکالات لکھے، حضرتِ والا نے ان کا خط پڑھ کر چار رکعات نفل شکرانہ کے ادا کئے کہ کسی نے تو مجھے عیوب بتا کر احسان کیا، ان کے لئے بہت بہت دعائیں بھی کیں۔ پھر یہی بات ان کو فون پر بتائی اور فرمایا:

"یہ اشکالات صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور کوئی غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے، اس لئے آپ تشریف لائیں تاکہ بالمشافہہ فہم و تفہیم ہو سکے۔"

وہ تشریف لائے، حضرتِ والا نے ان کے اشکالات سے متعلقہ حالات کی وضاحت فرمائی تو اس قدر معتقد ہو گئے کہ یوں درخواست پیش کی:

"اس خادم کو اپنے بدن کے لباس سے ہر چیز بطورِ تبرک عنایت فرمائیں، کرتے اور شلوار کے علاوہ ٹوپی، بنیان، موزے اور جوتا بھی، میں ان میں سے کوئی چیز بھی استعمال نہیں کروں گا، صرف بطورِ تبرک محفوظ رکھوں گا۔"

حضرتِ والا نے بالکل خلافِ معمول ان کی خواہش پوری کر دی، آپ کسی کو بھی تبرک کے طور پر کوئی چیز نہیں دیتے، فرماتے ہیں:

"اولاً تو میں اس لائق نہیں، دوسری بات یہ کہ لوگ کچھ کرنے کرانے کی بجائے محض تبرکات لے کر کچھ بننا چاہتے ہیں جو بہت بڑی جہالت و حماقت ہے۔"

انہوں نے دوسری درخواست یہ کی:

"مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ دوسروں کے فائدہ کی غرض سے ان اشکالات اور جوابات کو شائع کر دوں۔"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"اشاعت بصورتِ طباعت مناسب نہیں، جس کو اشکال ہو اسے زبانی بتا دیا کریں، یا یہ تفصیل لکھ کر اپنے پاس رکھ لیں، جس کے لئے ضرورت سمجھیں اسے اس کی کاپی دے دیا کریں۔"

تجدیدی کارنامے

مسائلِ حاضرہ پر نگاہِ دُور رس اور ان سے متعلق جامع و مدلّل تحریریں، قوتِ استنباط، اختصارِ الفاظ کے ساتھ ٹھوس دلائل کی وہ بھرمار کہ ان کے چند صفحات کی شرح کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں۔

اسلام میں پیدا ہونے والے فتنوں کی بروقت سرکوبی اور براہینِ قاطعہ کی مجانیق سے ان کا استیصال، ہر نئے اُبھرنے والے فتنہ کا بروقت محاسبہ۔

دلائلِ نقلیہ وعقلیہ، فنونِ قدیمہ وجدیدہ اور تجارب ومشاہدات کی روشنی میں ایسی تحقیقات کہ ان کی نظیر نہیں ملتی، مثلاً:

"اختلافِ مطالع، مقدارِ صدقۃ الفطر، حرمین شریفین میں عورتوں کی نماز، تحقیقِ صبح صادق و دیگر تحقیقات"

اصلاحِ اُمت کا درد۔ جو گناہ معاشرہ کا جزو بن گئے ہیں اور بلا جھجک علانیہ کئے جا رہے ہیں، اور ان کے سیلاب میں دیندار گھرانے اور علماء وصلحاء بھی بہے جا رہے ہیں، ان کی تباہی سے اُمت کو بچانے کی فکر اور بذریعہ وعظ وارشاد بالخصوص نوجوانوں کو اس ہولناک بھنور سے نکالنے کی کوشش اور اس میں نمایاں کامیابی۔

آپ کی مجالسِ وعظ وارشاد میں شریک ہونے والے نوجوانوں کی زندگیوں میں حیرت انگیز انقلاب۔

اندرونِ ملک وبیرونِ ملک دُور دراز مقامات میں بھی آپ کے مواعظ کی کیسٹوں اور کتابچوں کی نشر واشاعت، مواعظ کی مختلف بارہ زبانوں میں اشاعت، مزید زبانوں میں تراجم کا خواص وعوام میں روز افزوں شوق وانتظار، کیسٹوں، مختلف زبانوں میں کتابچوں، شاگردوں، تربیت یافتہ مریدوں اور اجازت یافتہ خلفاء کے

ذریعہ اکنافِ عالم میں خدمتِ احیاءِ دین۔

حفاظتِ وقت اور صفائی معاملات کا بے نظیر اہتمام۔

طبعی نرمی اور غلبۂ مروت کے باوجود دین میں ایسا تصلب کہ کوئی بڑے سے بڑا تعلق بھی اس میں بال برابر لچک پیدا نہیں کر سکتا۔

حکومت اور اہلِ ثروت سے ایسا استغناء کہ اس کی نظیر تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتی۔ آپ کے دادا پیر حضرت تھانوی قدس سرہ کی شان میں کہا گیا شعر

نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکوں کی جھنکاریں
ترے دستِ توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں

ہو بہو آپ پر صادق آتا ہے۔

اِن تمام کمالات کے باوجود گم نامی و خلوت پسندی، قبولِ مناصب سے انکار اور مجالس و مواقعِ شہرت سے احتراز۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کو مذکورہ بالا مواہبِ لدنیہ و انعاماتِ ربانیہ، دین کی عظیم و اہم ترین خدماتِ علمیہ و عملیہ، اصلاحِ امت میں جلالتِ قدر اور امتیازی شان سے نوازا ہے۔

تلامذہ

حضرتِ والا کے لائق و فائق شاگردوں کی تعداد بہت کثیر ہے جو پاکستان کے علاوہ افغانستان، ہندوستان، بنگال، برما، ایران، سعودیہ عربیہ و دیگر عرب ممالک، انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، کینیڈا وغیرہ دُور و دراز ممالک میں دین کی خدماتِ جلیلہ کے باعث امتیازی شان رکھتے ہیں، اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک تبلیغ،

تدریس، تصنیف، افتاء اور قضاء جیسے اہم مناصب پر فائز اور خدمتِ دین کے ہر شعبہ میں ممتاز ہیں۔

ہمارے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے شاگرد دوسرے علماء کے شاگردوں کی طرح آپ سے صرف علومِ ظاہرہ ہی حاصل نہیں کرتے، بلکہ فیوضِ باطنہ سے بھی خوب مستفیض ہوتے ہیں۔ تعلق مع اللہ، جاہ و مال کی ہوس سے نجات، دین پر استقامت، اللہ تعالیٰ پر توکل اور غیر اللہ سے استغناء جیسے بے بہا خزانوں سے مالا مال ہو کر اس حال میں رخصت ہوتے ہیں ؎

آمده بُودم بتو بے مایئہ
از درِ دولت چو شاهان می رَوَم

"میں تیرے پاس بے سرو سامان آیا تھا، تیرے درِ دولت سے بادشاہوں کی طرح واپس جا رہا ہوں"

بحمد اللہ تعالیٰ اوصافِ مذکورہ میں آپ کے شاگرد ایسے ممتاز ہیں کہ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں ان کے حالات کو دیکھ کر ہر شخص پہچان جاتا ہے کہ یہ حضرتِ والا کے شاگرد ہیں۔

شعبان و رمضان میں جامعاتِ اسلامیہ کی سالانہ تعطیل کے موقع پر اطرافِ ملک سے مختلف جامعات کے اساتذہ علمی استفادہ، عملی ہدایت اور اصلاحِ باطن کی غرض سے حضرتِ والا کی خدمت میں بصد اشتیاق حاضر ہوتے ہیں ؎

غزل خوان، شادمان، رقصان، گہے گریان، گہے خندان
عجب انداز سے ہم کوچۂ دلدار میں آئے
یہاں کیسی فضا، کیسے مزے، کیسی بہاریں ہیں
یہ ہم گلزار میں آئے کہ بزمِ یار میں آئے

مقامِ وجد ہے لیے دل مگر جائے ادب بھی ہے
بڑے دربار میں پہنچے بڑی سرکار میں آئے

حضرتِ والا کی صحبت مبارکہ میں صرف چند روز گزارنے سے استفاداتِ علمیہ کے علاوہ صلاحِ قلب کا بھی ایسا مصالحہ لگ جاتا ہے اور محبت الٰہیہ کا ایسا رنگ چڑھ جاتا ہے کہ غیر اللہ سے نظر اٹھ جاتی ہے اور دل و دماغ غیر اللہ کی کشش اور کسی سے خوف یا طمع سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان تمام خدمات کو قبول فرمائیں اور تا قیامت صدقۂ جاریہ بنائیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِهٖ۔

"یہ سب کچھ محض اسی کی دستگیری سے ہے"

فتاویٰ

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی عمر مبارک صفر سنہ ۱۴۱۶ھ میں چھہتر برس ہو گئی ہے، اس وقت تک آپ کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کے ذخائر میں سے منتخب فتاویٰ کی دس ضخیم جلدیں مکمل ہو چکی ہیں، فتاویٰ کے انتخاب میں امورِ ذیل ملحوظ رکھے گئے ہیں:

① حذفِ مکررات، مثلاً ایک سؤال سو بار آیا تو ان سو سؤالات میں سے صرف ایک کو لیا گیا ہے۔

② صرف وہ مسائل لئے گئے ہیں جن کی عام طور پر ضرورت پڑتی ہے۔

③ علماء کے لئے تحقیقاتِ عالیہ و تدقیقاتِ غامضہ۔

یہ دس ضخیم جلدیں کل فتاویٰ کے ایک فیصد سے بھی کم ہیں جبکہ ملک و بیرونِ ملک سے وصول ہونے والے سؤالات کی تعداد میں روز بروز غیر معمولی اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کی عمر، صحت اور خدماتِ دینیہ میں مزید برکت عطاء فرمائیں۔

تصانیف عہ

- الاجتثاث لموحد الطلقات الثلاث
- احسن الفتاوی ۱۰ جلدیں
- احسن القضاء فی الذبح باعانۃ الکہرباء
- احکام زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قربانی
- إحکام الکلام فی أحکام الخروج علی الامام
- أحکام معذور
- احسن العاویہ لفضل معاویۃ (رضی اللہ عنہ)
- اداء القرض من الحرام
- الارشاد الی مخرج الضاد
- ارشاد الانام بجواب ازالۃ الاوھام
- ارشاد اولی الابصار الی شرائط حق القرار
- ارشاد السبیل الی انوار التنزیل (مقدمہ تفسیر بیضاوی)
- ارشاد العابد الی تخریج الاوقات و توجیہ المساجد
- ارشاد القاری الی صحیح البخاری
- ارغام العنید فی میراث الحفید
- ازالۃ الاوھام عن الرق فی الاسلام
- ازالۃ الریب عن مسألۃ علم الغیب
- استیناس الابد بشرح فضل العالم علی العابد
- اسلام کا عادلانہ نظام معیشت
- إطاعت امیر
- اعدل الانظار فی الشفع بعد الایثار
- الافصاح عن خیار فسخ النکاح
- الاکتحال للرجال
- امام الکلام فی تبلیغ صوت الامام
- انصراف الامام الی جہۃ الانام
- الاوامر والنواہی
- ایقاع الطلقات بالقاء الجمرات
- ایمان وکفر کا معیار
- باغوں کے مسائل
- بسط الباع لتحقیق الصاع
- بشارۃ اللظی لآکل الربا
- بعض ضروری احکام میت
- بلا سود بینکاری
- بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا (دیندار انجمن)
- پراویڈنٹ فنڈ

عہ اس فہرست میں سے بیشتر رسائل احسن الفتاوی کی جدید تبویب میں شامل کردیئے گئے ہیں

- ○ تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب
- ○ تحریر الثقات لمحاذاۃ المیقات
- ○ التحریر الفرید فی ترکیب کلمۃ التوحید (غیر مطبوع)
- ○ تحریر المقال فی التعزیر بالمال
- ○ تحقیق شبِ براءت
- ○ تحقیق شبِ معراج
- ○ تسہیل المیراث
- ○ تعدّد الازدواج
- ○ التفریق بین التقیید والتعلیق
- ○ تقسیم وراثت کی اہمیت
- ○ تکفیر شیعہ پر اشکالات کے جوابات
- ○ تنبیہ المغفلین فی بیان التفاضل بین المرسلین
- ○ تنمیۃ الخیر فی التضحیۃ عن الغیر
- ○ توقیع الاعیان علی حرمۃ ترقیع الانسان
- ○ ٹی وی کی حرمت
- ○ جبری خلع
- ○ جبری نکاح
- ○ الجوھرۃ الفردۃ فی حکم الذبح فوق العقدۃ
- ○ جھینگے کی حرمت
- ○ حج کے ضروری مسائل
- ○ حرمۃ المقعاص برمیۃ الرصاص
- ○ حریم قناۃ
- ○ الحط من المؤجل بشرط ادائہ المعجل
- ○ حفظ الحیاء بتحریم متعۃ النساء
- ○ حقیقتِ شیعہ
- ○ حکمۃ الازدواج باربع ازواج
- ○ الحکمۃ الغراء فی عدم توریث الانبیاء
- ○ الحکم الربانی لرجم الزانی
- ○ حلال وحرام سے مخلوط مال
- ○ حیلۂ دخولِ مکہ بلا احرام
- ○ دفع الوسواس عن قصۃ القرطاس
- ○ ڈاکٹری تعلیم کے لئے انسانی ڈھانچے
- ○ ذب الجہول عن سبط الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
- ○ الرجوم الشہابیہ علی الفرقۃ الذکریۃ والاباحیۃ
- ○ رد البدعات
- ○ رفع الحجاب عن حکم الغراب
- ○ رفع النقاب عن وجہ الانتخاب
- ○ رؤیتِ ہلال میں ریڈیو کی خبر
- ○ زبدۃ الکلمات فی حکم الدعاء بعد الصلوات
- ○ زیادۃ البدل لاجل الاجل
- ○ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ○ السبک الفرید لسلک التقلید

- ○ السراج لاحکام العشر والخراج
- ○ سنان القنا علی محل الربا
- ○ سیاستِ اسلامیہ
- ○ شرح الصدر فی الفرق بین صلاتی الفجر والعصر
- ○ صبح صادق
- ○ صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء
- ○ ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مفاسد
- ○ ضمیمہ مفید الوارثین
- ○ طریق السداد لحل الخضاب بالسواد
- ○ الطوالع لتنویر المطالع
- ○ طویل النہار مقامات میں نماز روزہ
- ○ عمدۃ التفسیر لآیۃ التطہیر
- ○ عمدۃ الکلام فی عرف الطلاق بالحرام
- ○ عورت کی دیت
- ○ عیون الرجال لرؤیۃ الہلال
- غلبۂ اسلام
- ○ القتل المشتد لقتل المرتد
- ○ فتنۂ انکارِ حدیث
- ○ الفصل الحقانی لقتل الزانی
- ○ فیصلۂ ہفت مسئلہ کی وضاحت
- قادیانی ذبیحہ
- ○ قراءۃ مسنونہ
- ○ قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش
- ○ قربانی کا وجوب
- ○ القول الاظہر فی تحقیق مسافۃ السفر
- ○ القول السافر عن حکم المسبوق خلف المسافر
- ○ القول الصدوق فی بیع الحقوق
- ○ القول الصواب لہدایۃ المرتاب (نایاب)
- ○ القول الفاصل بین النکاح الفاسد والباطل
- ○ القول المبین فی کراھیۃ بیع الرادیو والتلویزن
- ○ القول المتین فی شرح اطلبوا العلم ولو بالصین
- ○ القید المراد بالعرف لا یزاد
- ○ کارخانہ کے منافع میں مزدور کی شرکت
- ○ کاغذی نوٹ اور کرنسی کا حکم
- ○ کشف الغبار عن مسألۃ سوء الاختیار
- ○ کشف الغطاء عن حقیقۃ اختلاف العلماء
- ○ الکلام البدیع فی احکام التوزیع
- ○ گائے کی قربانی میں ایک شخص کے دو حصے
- ○ لمعات المصابیح فی رکعات التراویح
- ○ مجال التحریر لخیال الزمہریر
- ○ مجالسِ ذکر
- ○ مروجہ احادیث موضوعہ وضعیفہ

- مسح وتیمم کا مشہور طریقہ ثابت نہیں
- مسلح جہاد اور منافقین کا کردار
- المشرفی علی المشرقی
- المشکوٰۃ لمسألۃ المحاذاۃ
- المصابیح الغراء للوقایۃ عن عذاب الغناء
- مصافحہ ومعانقہ
- المضامین الجاہلیۃ فی صورۃ القوانین العائلیۃ
- معجم العلوم والکتب والمصنفین (نامکمل)
- المقالۃ البیضاء فی العمامۃ السوداء
- المقالۃ المستقیمۃ للسائل عن حکم البیمۃ
- منکراتِ اہل مدارس واہل ثروت
- منکراتِ تبلیغ وخانقاہ وسیاست
- منکراتِ رمضان وتراویح وعیدین
- منکراتِ شادی وغمی
- منکراتِ مجالس دینیہ ومبلغین وواعظین
- منکراتِ محرم
- منکراتِ مساجد واوقاف
- منکراتِ معاشرہ
- مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام
- النخبۃ فی مسألۃ الجمعۃ والخطبۃ
- النذیر العریان عن عذاب صورۃ الحیوان
- نماز میں اغلاط العوام والخواص
- نوافل کی جماعت
- نوٹوں کا مبادلہ اور ہنڈی
- نیل السعادۃ بالاقتداء فی الصلوٰۃ المعادۃ
- نیل الفضیلۃ بسؤال الوسیلۃ
- نیل المآرب بحلق الشوارب
- نیل المرام بالتزام السکوت عند قراءۃ الامام
- الوصیۃ الاخوانیۃ فی حکم الجماعۃ الثانیۃ
- وطن الارتحال یبقی ببقاء الاثقال
- الہدایات المفیدۃ لتنزیہ المدارس من العلوم الجدیدۃ
- ہدایۃ المرتاب فی فرضیۃ الحجاب

ارشاد
دار الافتاء والارشاد

ارشاد
دار الافتاء
والارشاد
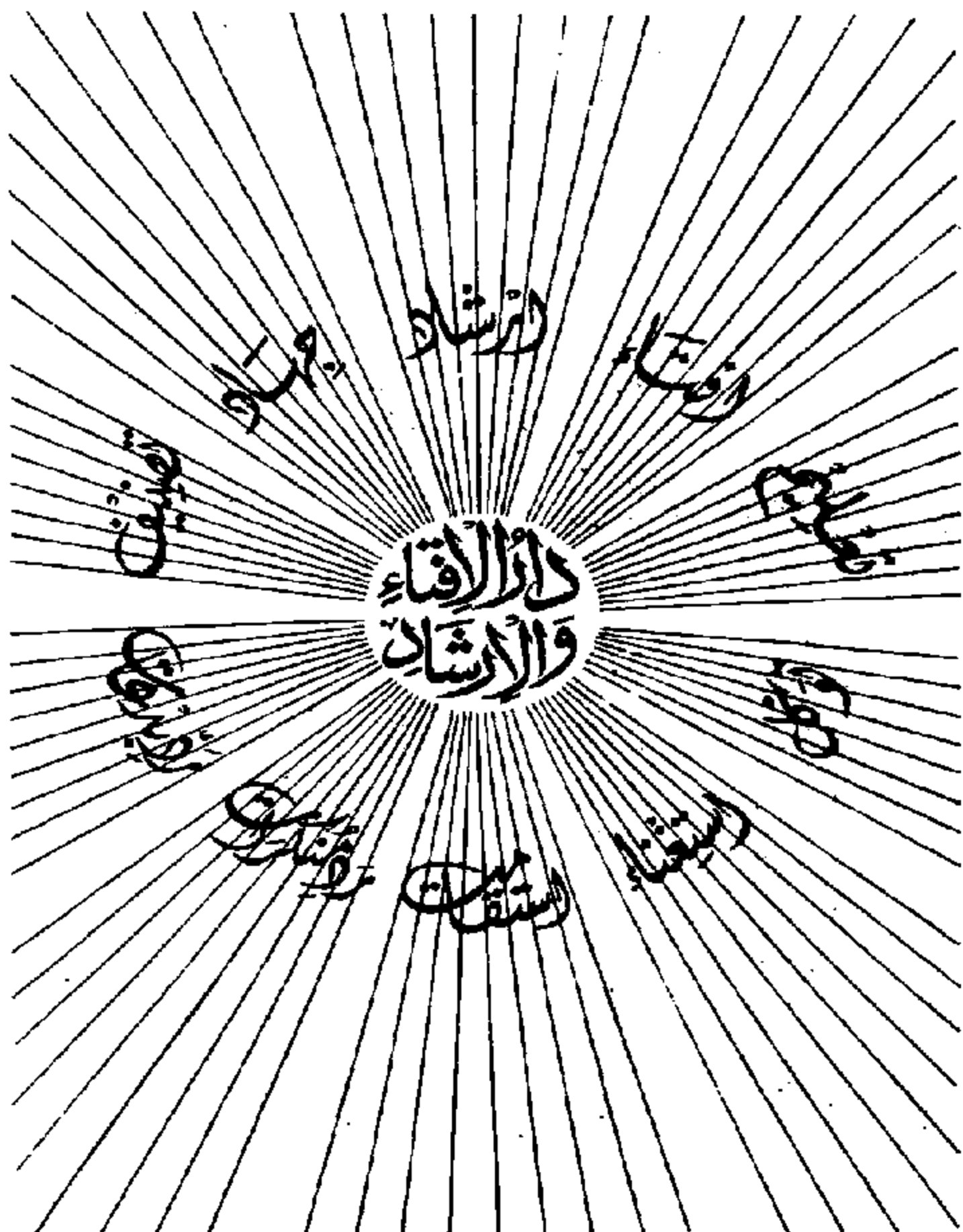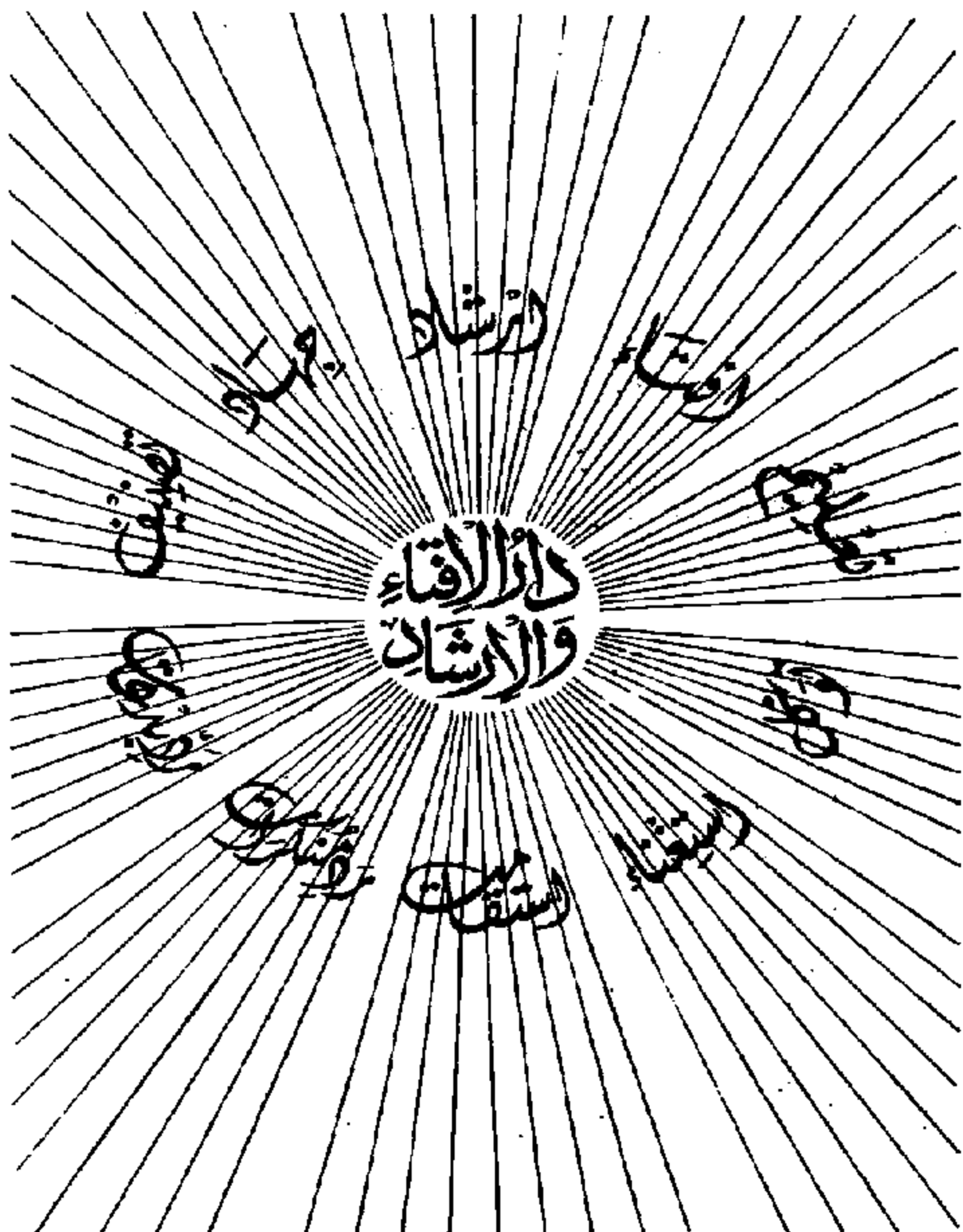
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (۴۱-۳۰)

اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (الحدیث)

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش و خرم
دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا مرے دل میں

مُبشّراتِ منامیہ

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ شروع ہی سے یہ معاملہ ہے کہ وہ اُنھیں سوتے جاگتے ہر حال میں نوازتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے نیند کو خاص طور پر راحت کی چیز فرمایا ہے اس لئے دیکھا جائے تو خواب میں ملنے والی بشارتوں کا لطف دوبالا بلکہ سونے پہ سہاگہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو اس نعمت سے بھرپور طریقے سے نوازا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

مُبَشِّرَاتِ مَنَامِیَہ

مبشرات مناميہ

خواب کی شرعی حیثیت :

خواب کے بارہ میں عام جہالت کی وجہ سے حضرت اقدس دامت برکاتہم خواب کی حقیقت کثرت سے بیان فرماتے رہتے ہیں۔ یہاں موقع کی مناسبت سے حضرت والا ہی کے بیان کا خلاصہ لکھا جاتا ہے :

”خواب کے معاملہ میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا جانے لگا ہے، بعض نے خواب کا مقام اتنا بلند کر دیا کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا بلکہ قرآن و حدیث سے آگے بڑھا دیا۔ قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ وصحیحہ پر وہ اعتماد و یقین نہیں جتنا خواب پر۔ کوئی کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہو، چوٹی سے ایڑی تک شریعت کے خلاف ہو مگر کوئی اچھا خواب دیکھ لے تو سمجھتا ہے کہ بس بہت بڑا ولی اللہ بن گیا۔

یہ بہت بڑی گمراہی اور نفس و شیطان کا بہت بڑا فریب ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات کے مقابلہ میں خواب کی کوئی حقیقت نہیں ؂

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

”میں نہ شب ہوں نہ شب پرست کہ خواب کی باتیں کروں، میں تو آفتاب کا غلام ہوں سب کچھ آفتاب ہی کے فیض سے کہتا ہوں“

دوسرے بعض خواب کو بالکل ہی غیر معتبر اور لایعنی سمجھتے ہیں حالانکہ کسی درجہ میں اس کا اعتبار قرآن وحدیث کی کئی نصوص سے ثابت ہے، سورۂ یوسف میں تین بار فنّ تعبیر کو انعاماتِ ربّانیہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصّہ قرار دیا ہے۔

راہِ اعتدال:

اگر کسی شخص کی پوری زندگی قرآن وحدیث کے عین مطابق ہو، بدعات ومنکرات سے مکمل طور پر احتراز کرتا ہو، وہ خود یا اس کے بارہ میں کوئی دوسرا شخص اچھا خواب دیکھے تو یہ منجانب اللہ اس کے لئے بشارت ہے، ایسے شخص کے بارہ میں بُرے خوابوں کا کوئی اعتبار نہیں، خواب میں خنزیر کھا رہا ہے، شراب پی رہا ہے، زنا کر رہا ہے، جہنم میں جل رہا ہے، بڑی سے بڑی بدکاری اور بڑے سے بڑا عذاب خواب میں دیکھ رہا ہے مگر اس کی بیداری مالک کی رضا کے عین مطابق ہے تو ایسے خوابوں سے اس کا بال برابر بھی نقصان نہیں، ایسے شخص کے لئے اس قسم کے بُرے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان کے طور پر ہیں یا شیطان پریشان کرنا چاہتا ہے، مگر جس کا قرآن وحدیث پر ایمان کامل ہے وہ شیطان کی ایسی چالوں سے کبھی پریشان نہیں ہوتا۔

اسی طرح اس کے برعکس اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں چھوڑتا وہ کیسے ہی اچھے خواب دیکھے، خواب میں روزانہ حضورِ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے گلے لگا رہے ہیں، روزانہ خواب میں حج کر رہا ہے، بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھ رہا ہے، جنت میں حور وقصور کے مزے اڑا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو رہا ہے، ایسے ہزاروں خواب دیکھتا رہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا تو یہ خواب اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے میں ذرہ برابر بھی کام نہیں آسکتے۔ اگر سب گناہ چھوڑ دے مگر صرف ایک ہی گناہ نہیں چھوڑ رہا، مثلاً شرعی پردہ نہیں یا گناہ کی کسی مجلس میں شریک ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کے لئے بھی اس قسم کے خواب کوئی بشارت ہرگز نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج ہے، ایسا شخص شیطان کا یرغمال ہے۔

کشف وکرامت کی بھی یہی حقیقت ہے، فرمانبردار کے لئے نعمت وکرامت ہے اور نافرمان کے لئے استدراج وذلت۔

حاصل یہ کہ ایسا شخص جو ہر قدم پر پابندِ شرع رہے اس کے لئے اچھا خواب منجانبِ اللہ بشارت ہے، اسے بیکار یا معمولی اور بے وقعت سمجھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت سے اعراض و استنکاف اور نعمت کی ناقدری ہے جس سے سلبِ نعمت کا خطرہ ہے۔"

اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرتِ اقدس کے حق میں بشارات کا کچھ حصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جو اس باب کی تحریک بشارات کی طویل فہرست سے منتخب کیا گیا ہے، آیندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے بھی کئی گنا زیادہ بشارات کی توقعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی عمر وخدماتِ دینیہ میں

مزید برکت عطاء فرمائیں اور قبول و مزید بشارات حسیہ، معنویہ، قلبیہ و منامیہ سے زیادہ سے زیادہ نوازیں۔

① بشارت قبل از ولادت:

اس کی تفصیل عنوان "تربیتِ باطن" میں گزر چکی ہے۔

② علمِ نبوت و نسبتِ موسویّہ:

اس کی تفصیل ابتداءِ کتاب میں بعنوان "ایک بشارت" گزر چکی ہے۔

③ محسنِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا احسانِ عظیم:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"میں پہلی بار ۱۳۶۸ھ میں حج کے لئے گیا، گرمیوں کا موسم تھا، مکہ مکرمہ میں کرایہ کے مکان میں شدید گرمی کے علاوہ مچھر بھی بہت تھے، بجلی کا پنکھا نہیں تھا، رات میں مچھردانی لگائیں تو سخت حبس ہو جاتا، مسجدِ حرام میں کھلی فضاء کی راحت کے ساتھ مچھروں کا نام و نشان نہ تھا، اس لئے بہت سے لوگ بلکہ عورتیں بھی بچوں سمیت مسجد میں سو جاتی تھیں۔

چونکہ اس میں مسجد کی سخت بے حرمتی ہے اس لئے میں نے طے کر رکھا تھا کہ مجھ پر کچھ بھی گزرے مسجد میں ہرگز نہ سوؤں گا۔ ایک بار اپنی قیام گاہ پر آیا تو گرمی کی شدت اور مچھروں کی یلغار نے سونا ناممکن کر دیا، سر میں درد اور سخت اضطراب۔

اس حالت میں میرے ذہن میں یہ حیلہ آیا کہ معتکف کے لئے

مسجد میں سونا جائز ہے، اس لئے بنیتِ اعتکاف مسجدِ حرام میں چلا جاؤں، اور ایک طواف کر کے وہیں سو جاؤں، مسجدِ حرام میں پہنچا تو طبیعت میں سخت اضمحلال کی وجہ سے طواف کی ہمت نہ ہوئی، خیال ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر طواف کرلوں گا، اعتکاف کی نیت کر کے بدونِ طواف ہی سو گیا، اس حالت میں خواب میں دیکھا:

"حجرِ اسود سے ایک نور نکلا جو فٹبال کی طرح مدوّر اور چاند جیسا منوّر تھا، اس کی صورت اب تک میرے سامنے ہے" اس نے بیت اللہ کا طواف کیا، اور پھر وہیں حجرِ اسود میں غائب ہو گیا۔

اس کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم باب البیت کے پاس تشریف فرما ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوں، اتنے میں وہاں کچھ پرندے آ گر گرے، یہ پرندے چیل سے بھی کچھ بڑے اور بہت ہی خوبصورت وخوش رنگ تھے، ان میں سے ایک پرندہ بالکل ہمارے درمیان میں آ کر گرا جو پَر پھیلائے ہوئے تھا، اس کے پَر بہت ہی خوش رنگ تھے، ایک پَر کے اوپر بہت جلی حروف میں نہایت خوشخط لکھا ہوا تھا:

لَا تَرْكَبِ الْهَوٰى.

"خواہشِ نفس کا اتباع مت کرو۔"

اور دوسرے پَر منقّش تھا:

كَطَيْرٍ يَّطِيْرُ عَلَى الْهَوٰى.

"جیسے پرندہ خواہش نفس کا اتباع کرتا ہے"۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پرندہ کو گود میں لے کر مجھ سے خطاب فرمایا:
"یہ اعمال نامہ ہے، اعمال بتائے گا"۔
میں بہت پریشان ہوا کہ واللہ أعلم یہ کیا کچھ بتائے گا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری پریشانی کو سمجھ گئے، اس لئے فرمایا:
"ابھی نہیں بلکہ بروزِ قیامت"۔
اس سے مجھے قدرے سکون ہوا کہ ابھی اصلاحِ عمل کے لئے مہلت ہے۔
اس کے بعد خواب ہی میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، میں نے آپ کی خدمت میں یہ خواب بیان کر کے اس کی تعبیر بھی خود ہی بیان کی کہ یہ مسجدِ حرام میں سونے پر تنبیہ ہے، پہلے طوافِ انوار دکھا کر بیت اللہ کی عظمت و جلالتِ شان بتائی گئی ہے، پھر اس کی بے حرمتی پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے۔ پرندوں کے پروں کی تحریر سے بھی اسی پر تنبیہ ہے۔
لَا تَرْکَبِ الْھَوٰی کا مطلب ظاہر ہے کہ خواہش نفس کا اتباع جائز نہیں۔
اور کَطَیْرٍ یَّطِیْرُ عَلَی الْھَوٰی کا مطلب یہ ہے کہ پرندہ خواہشِ نفس کی وجہ سے دامِ صیّاد میں پھنس کر ہلاک ہو جاتا ہے"۔
اس کے بعد میں بیدار ہوا تو خوف غالب تھا طبیعت سنبھلنے

پر غور کیا تو وہی تعبیر سمجھ میں آئی جو خواب ہی میں حضرت والد صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر چکا تھا، اور اس لحاظ سے
مسرت ہوئی کہ یہ میرے ربِّ کریم کا کتنا بڑا کرم ہے کہ محسنِ اعظم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذریعہ اس غلطی پر تنبیہ فرمادی ورنہ ہزاروں لوگ اس گناہ
میں مبتلا ہیں جنہیں کوئی تنبیہ نہیں ہوتی۔"

ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ایسے اور بھی کئی مواقع پیش آئے
ہیں کہ کسی مجبوری سے یا کسی کی مروّت میں کوئی ایسا کام کرنے کا خیال ہوا جو آپ
کے مقام کے نامناسب ہے تو فوراً من جانب اللہ ایسے حالات پیدا کئے گئے
کہ اس سے رُکنا ہی پڑا ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

"یہ سعادت زورِ بازو سے نہیں، جب تک عنایت
فرمانے والا اللہ عنایت نہ فرمائے۔"

مثلاً "دارالافتاء والارشاد" کے لئے چندہ، "دارالافتاء والارشاد" کی تعمیر کے
لئے قرض لینے کا ارادہ اور دوسرے بہت سے مواقع جن میں سے بعض کا ذکر اس
کتاب کے مختلف مقامات میں آگیا ہے۔

④ سَنَد عالی:

سَنَد عالی کرنے کے لئے الارم کا خواب عنوان "تربیتِ باطن" کے تحت
سلطان العارفین حضرت پھولپوری قدّس سرہ سے بیعت کے بیان میں گزر چکا
ہے۔ جلد ۱ صفحہ ۳۷

⑤ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ نے سینہ سے لگا لیا:

یہ خواب بھی مذکورِ بالا خواب کے بعد متصل گزر چکا ہے۔ جلد ۱ ص ۳۷۱

⑥ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کی برکت سے فتح وظفر:

یہ خواب عنوان "توکل اور اس کی برکات" میں گزر چکا ہے۔ جلد ۱ ص ۵۲۱

⑦ بشارتِ دولتِ قرآن:

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

"میں کئی بار خواب میں یہ آیت پڑھ رہا ہوتا ہوں۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (۱۰-۵۸)

اسی حالت میں آنکھ کھل جاتی ہے، یہ حصولِ دولتِ قرآن کی بشارت ہے۔"

اس آیت کا تعلق اس سے پہلی آیت سے ہے جو یہ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۱۰-۵۷)

دونوں آیتوں کا ترجمہ:

"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں اُن کے لئے شفاء ہے اور ہدایت و رحمت ہے مؤمنین کے لئے۔ آپ

کہہ دیجئے کہ پس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں۔"

⑧ بشارتِ فیضِ عام:

حضرتِ اقدس نے ارشاد فرمایا:

"ایک شب میں حضرت پھولپوری قدس سرہ کے مکان میں سو رہا تھا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت پھولپوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوں، میرے پاس ایک بہت بڑا برتن آئس کریم سے بھرا ہوا ہے، اس سے آئس کریم نکال نکال کر لوگوں میں تقسیم کر رہا ہوں، اس اثناء میں خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ سب تقسیم کر دوں اور میرے لئے کچھ بھی نہ بچے، حضرت قدس سرہ نے میرے اس خطرہ کو محسوس فرما لیا اس لئے ارشاد فرمایا:

"آپ فکر نہ کریں، آپ کے لئے بہت ہے۔"

میں نے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں خواب پیش کیا، بہت مسرور ہوئے، تعبیر چونکہ ظاہر ہی تھی، بلکہ حدیث سے ثابت تھی، اس لئے نہ میں نے دریافت کی اور نہ ہی حضرت نے از خود بیان فرمائی۔"

⑨ فیضِ عام کی دوسری بشارت:

حضرتِ اقدس نے ارشاد فرمایا:

"دار الافتاء والارشاد کی بنیاد رکھنے کے بعد میں نے خواب

میں دیکھا کہ اس پلاٹ میں اس طرح کھڑا ہوں کہ میرا رُخ سامنے کے بڑے ڈبل روڈ "شارع داراشکوہ" کی طرف ہے، میرے ہاتھ سے کتاب "التکشف" کھل کر الٹی زمین پر گر جاتی ہے، مجھے اس پر کوئی افسوس اور اٹھانے کی فکر نہیں ہو رہی۔

تعبیر:

کوئی چیز زمین پر گرنے کی تعبیر اس کا تثبت ہے، اس لئے یہ بشارت ہے کہ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کے فیوض و برکات اس ناکارہ کے ذریعہ اس پلاٹ میں ثبت ہوں گے۔

نیز انسان کی پیدائش زمین سے ہے، اس لئے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسانوں میں یہ فیوض و برکات سرایت کریں گے اور مخلوق کو خوب نفع پہنچے گا۔

میرا رُخ بڑے ڈبل روڈ "شارع داراشکوہ" کی طرف ہونا بھی اس طرف اشارہ ہے کہ ان فیوض و برکات کی خوب اشاعت ہوگی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔"

(۱۰) حکومتِ الٰہیہ قائم کرنے کی کوشش قبول ہونے کی بشارت:

حضرتِ اقدس کا خواب:

"میں قومی اسمبلی کے ارکان اور حکومتِ پاکستان کے وزراء کو فجر کی نماز پڑھا رہا ہوں"

تعبیر:

پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ قائم کرنے کی فکر جو میرے دل و

دماغ پر سوار رہتی ہے اور بتوفیق اللہ تعالیٰ حدودِ شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے حسبِ استطاعت اس مقصد کے لئے جو کوشش کر رہا ہوں اس کے عند اللہ قبول ہونے کی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جیسے بشارتِ قبول سے نوازا ویسے ہی دنیا میں بھی بارآور فرما کر پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ قائم فرمائیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؀ (۱۴ — ۲۰)"

بشارتِ مذکورہ کا ظہور، کرشمۂ قدرت، "مبشرات" کے آخر میں۔ اسی جلد کے حصہ ۹۷

(۱۱) دینی کمال کے ساتھ دنیوی راحت و وجاہت:

حضرتِ اقدس کا خواب:

"ایک بہت موٹی خاتون آئیں، اور کہنے لگیں:

"میں حضرت ..... کی پوتی ہوں، مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ سے نکاح کرلوں۔"

میں نے حکم کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے تکوینیات کے فیصلہ کی کچھ ایسی تشریح کی جیسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجۃ اللہ البالغہ میں حظیرۃ القدس کی تشریح فرمائی ہے۔

اتنے میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے، میں نے بطور استشارہ یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"بہت اچھا ہے، آپ اس سے نکاح کرلیں۔"

اس کے بعد اس خاتون نے پھر نکاح کے لئے اصرار کیا، تو میں

نے کہا:

"حضرت مفتی محمد شفیع صاحب میرے بزرگ ہیں اور میرے استاذ بھی، میں ان سے مشورہ کر رہا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کام ہو جائے گا، اس پر وہ خاتون جوشِ مسرت کے ساتھ ذرا بلند آواز سے کہنے لگیں:

"ان شاء اللہ ہو جائے گا"

اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

تعبیر:

حضرت ۔ ۔ ۔ ۔ قدس سرہ مندرجۂ ذیل صفات میں ممتاز تھے:

① کمالِ علومِ نبوۃ ② کمالِ تفقہ
③ کمالِ تقویٰ ④ غیر اللہ سے استغناء میں کمال
⑤ کمالِ نظم وضبط ⑥ دنیوی وجاہت وآسائش

ان سب صفات سے عطاءِ حصۂ وافرہ کی بشارت ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ"

"جو کچھ بھی ہے محض اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے ہے"

⑫ نسبت مع اللہ:

حضرت پھولپوری قدس سرہ کے خادمِ خاص اور حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے خواب میں ہمارے حضرتِ والا کو نمازِ تہجد پڑھتے دیکھا، تلاوت کے لہجے سے خشیت

ونسبت مع اللہ مترشح تھی۔

یہاں حضرت اقدس دامت برکاتہم کی نسبت مع اللہ کا ظہور خواب میں ہوا ہے مگر اہل دل واہل نظر اکابر مشایخ تو عالم بیداری میں آپ کی بہت بلند نسبت کا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں۔

اس کی تفصیل عنوان "حضرت اقدس کا مقام عشق اہل دل کی نظر میں" کے تحت گزر چکی ہے۔ جلد ۱ ص ۲۹ م

⑬ فیض اکابر

حضرت والا کی چھوٹی صاحبزادی حافظہ اسماء سلمہا اللہ تعالیٰ کا خواب:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابی المکرم زیدت عنایاتکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے نماز فجر کے بعد خواب دیکھا:

"میں اور بھائی احمد وحامد ایک قبرستان میں گھوم رہے ہیں، ہم لوگ واپسی کا ارادہ کرتے ہیں کہ اچانک مجھے ایک حجرہ نما قبر نظر آتی ہے، یہ دونوں آگے نکل جاتے ہیں، میں آواز دے کر کہتی ہوں:

"ارے! مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پر بھی تو فاتحہ پڑھ لیں۔"

لیکن وہ دونوں نہیں آئے، میں قبر کے اندر جھانک کر دیکھتی ہوں تو یہ دیکھ کر حیران ہوتی ہوں کہ مفتی صاحب کا چہرہ کھلا ہوا ہے

اور دونوں ہاتھ سینہ پر بندھے ہوئے ہیں، میں پھر کہتی ہوں:
"ارے! دیکھو مفتی صاحب کا چہرہ کھلا ہوا ہے۔"
یہ دونوں میرے الفاظ سُن کر واپس آتے ہیں، جب قریب پہنچتے ہیں تو اُن کے جسم میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور وہ سر اُٹھا کر ہمیں دیکھتے ہیں، اس پر میں پھر کہتی ہوں:
"ارے! یہ تو زندہ ہیں۔"
پھر ہم نہایت تیزی سے گھر آتے ہیں، آ کر دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کے نیچے ایک چارپائی پر آپ نہایت سکون سے لیٹے ہوئے ہیں، ہم آ کر زور سے کہتے ہیں:
"ابا جی! مفتی صاحب تو زندہ ہیں، آپ چل کر دیکھیں۔"
آپ فوراً ہمارے ساتھ چلتے ہیں، اب مفتی صاحب نے کروٹ لے لی ہے، اور بالکل ساکت وجامد ہیں، جس پر آپ نے فرمایا:
"کہاں زندہ ہیں؟ تم تو خواہ مخواہ ہی کہہ رہے ہو۔"
اچانک مفتی صاحب کی شہادت کی اُنگلی پر ایک مکھی آ کر بیٹھ جاتی ہے، جس پر وہ اپنی انگلی کو معمولی سی حرکت دیتے ہیں، اور آپ کو ان کے زندہ ہونے کا یقین ہو گیا۔
پھر سب نے مل کر انھیں اٹھایا اور گھر لا کر اسی چارپائی پر لٹا دیا جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے، آپ تھوڑی دیر بعد انھیں سہارا دے کر بٹھاتے تھے اور کچھ پلاتے تھے، تھوڑی دیر بعد مفتی صاحب پوری طرح ہوش میں آ گئے، اور انھوں نے سر

اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا، اور آپ سے کچھ فرمایا، جو ہم لوگ نہیں سُن سکے، اُس وقت آپ بہت خوش تھے اور ہم سب بھی خوش تھے، آپ اور ہم سب ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے:

"جب سب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مفتی صاحب زندہ ہیں تو لوگ کتنے خوش ہوں گے۔"

پھر جب مفتی صاحب پوری طرح ہوش میں آگئے تو میں یہ سوچ کر ایک طرف ہٹ گئی کہ اب مجھے پردہ کرنا چاہئے۔"

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی، والسلام علیکم۔

اسماء

۱۶ صفر ۱۳۹۷ھ

جواب: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

عزیزہ زیدت معالیہا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اِس میں بندہ کے لئے بِشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز سے استاذِ محترم حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح احیاءِ دین کی خدمات لیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ (۱۴-۲۰)

"یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

بہت بڑے درخت کے نیچے چارپائی پر نہایت سکون سے لیٹنے میں بھی یہی بِشارت ہے، یہ وہ درخت دکھایا گیا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ (۱۴ــ ۲۴، ۲۵)

"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمۂ طیّبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گہری ہو اور اس کی شاخیں بہت بلند ہوں۔ وہ اللہ کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہو، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں۔"

مکھی اڑانے کے لئے انگشتِ شہادت کی حرکت اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس انگلی کے ذریعہ جنبشِ قلم سے دین سے فتنوں کی یورش کے دفاع کا کام لیا ہے،

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔ (۱۲ــ ۱۸) "اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔"

والسلام علیکم
رشید احمد
۱۷ رصفر ۱۳۹۷ھ

> ماشاء اللہ! صاحبزادی عالمہ ہیں اس لئے حضرتِ اقدس نے ترجمہ نہیں لکھا تھا بعد میں بوقتِ اشاعت افادۂ عام کے لئے ترجمہ لکھا گیا۔

⑭ فیوضِ دینیہ کا بجلی گھر:

جس زمانہ میں حضرتِ والا جامعہ دارالعلوم کراچی میں شیخ الحدیث تھے ایک ایرانی طالبِ علم نے جو بہت نیک تھے خواب میں دیکھا:

"حضرتِ والا کے مکان میں بہت بڑا بجلی گھر (پاور ہاؤس)

ہے، اور آپ کے گھر سے ایران شہر تک بجلی کی لائن ہے جس
پر قمقمے روشن ہیں، اور ایران شہر پورا بجلی کے قمقموں سے روشن ہے۔"

تعبیر:

جانبِ مغرب میں ایرانی بلوچستان کا منتہی ایران شہر ہے،
کراچی سے ایرانی بلوچستان کے منتہی تک بشمول پاکستانی بلوچستان
بندہ کے واسطہ سے خصوصی دینی فیض پہنچنے کی بشارت ہے۔
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ (۱۲-۱۸)
"اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔"

یہ خواب اس وقت کا ہے جبکہ حضرتِ والا ابھی حضرت پھولپوری قدس سرہ سے بیعت بھی نہ ہوئے تھے، اور جامعہ دار العلوم کراچی میں شیخ الحدیث کا منصب قبول فرمانے پر ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا۔

پاکستان میں تو حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا جو فیض عام جاری ہے وہ تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے لیکن دوسرے دیار کی بنسبت ایرانی بلوچستان اور پاکستانی بلوچستان میں آپ کے متوسلین اور شاگردوں کی بہت کثیر تعداد ہے، خصوصاً ایرانی بلوچستان میں تو آپ کے تلامذہ و مُریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۱۳۹۳ھ میں جب وہاں کے مخلصین کی درخواست پر آپ ایرانی بلوچستان تشریف لے گئے تو اس سے وہاں کے باشندوں کو بہت فیض پہنچا۔

⑮ بشارت علومِ قرآن:

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"ایک صالح طالبِ علم نے خواب میں میرے بارہ میں کسی

بزرگ کو یہ فرماتے سُنا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِیْ لَهٗ

میں اسے عُلومِ قرآن کی بشارت سمجھتا ہوں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ (۱۴—۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

میں پہلے بھی شعر بہت کم کہتا تھا، اس کے بعد شعر کہنا بالکل چھوڑ دیا، البتہ کبھی کوئی پُرمعنی شعر بلا تکلف موزوں ہو جاتا ہے۔"

یہ پوری آیت یوں ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (۳۶—۶۹)

"اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے لئے شایان بھی نہیں، وہ تو محض نصیحت اور احکام کا ظاہر کرنے والا قرآن ہے۔"

(۱۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر:

ایک عالم کا خواب:

"مجھے ایسے شخص کو دیکھنے کا بہت شوق ہوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عین نقشِ قدم پر ہو، اس مقصد کے لئے میں نے کچھ وظائف پڑھنے شروع کئے، تاکہ اس کی برکت سے مجھے ایسا شخص خواب میں نظر آجائے۔

ایک رات حسبِ معمول میں وظیفہ پڑھ کر سو گیا تو خواب میں

دیکھتا ہوں :

"پیر کالونی کا میدان جو آج کل "بدایونی پارک" کہلاتا ہے

اس میں ایک شخص نے میرا بازو پکڑا اور کہا :

"آپ اس شخص کو دیکھنا چاہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہو؟"

میں نے کہا : ——— "جی !"

تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میدان میں ایک دیوان سفید پوش لوگوں کا بیٹھا ہوا ہے، سب کا لباس سفید ہے، سفید ٹوپیاں ہیں، بال کندھوں تک ہیں، وہ شخص میرا بازو پکڑ کر مجھے اس مجمع کے قریب لے گیا، تو دیکھتا ہوں کہ ان کے درمیان میں حضرت والا تشریف فرما ہیں، آپ کی پشت مغرب کی طرف ہے اور چہرہ مشرق کی طرف ہے، جیسا کہ مسجد میں مجمع سے خطاب کی حالت میں ہوتا ہے۔ جس شخص نے میرا بازو پکڑا ہوا تھا اس نے آپ کی طرف اشارہ کرکے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا :

"یہ سنت پر پوری طرح عمل کر رہے ہیں، قدم بقدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چل رہے ہیں، جن کی آپ کو تلاش تھی وہ یہی ہیں۔"

⑰ فیض اکابر :

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب :

"بندہ غالباً عصر کی نماز کے لئے ایک مسجد میں گیا، حضرت

حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نماز سے فارغ ہوکر تشریف لا رہے ہیں، جوتیوں کے پاس حضرت کی ایک بہت ہی سادہ گدڑی سی ہے، جس میں حضرت کا سامان رکھا ہوا ہے، اور حضرت کا کُرتا تقریباً ٹخنوں تک ہے، بندہ نے عرض کیا:

"میرے لئے خاتمہ بالایمان، خدمتِ دین، زیارتِ حرمین شریفین کے لئے دُعاء فرما دیجئے۔"

آپ بہت دیر تک دُعاء فرماتے رہے، اس کے بعد جوتے پہن کر چل دیئے، ہاتھ میں ایک خط بھی تھا اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

"حضرت مفتی صاحب کا خط لے کر خیرپور جا رہا ہوں۔"

بندہ کے ذہن میں آیا کہ حضرتِ والا کا خط جو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لے کر جا رہے ہیں تو ضرور کوئی اہم بات ہوگی اس لئے اسے دیکھنے کا شوق ہوا مگر عین اسی وقت مسئلہ یاد آیا کہ غیر کا خط دیکھنا جائز نہیں، مگر اسی دوران سرسری نظر غیر اختیاری طور پر پڑ چکی تھی، آخری سطر پر حضرتِ والا کے دستخط اور یہ الفاظ:

"بچوں کو دعوات وسلام۔"

اب تک سامنے ہیں۔"

⑱ فیض اکابر:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"کسی مسجد میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ تشریف فرما ہیں،

بندہ بہت خوش ہوا کہ حضرت سے بیعت ہو جاؤں گا، بہت
بڑی سعادت ہاتھ لگ گئی، پہلے درمیان میں تین واسطے تھے۔
میں نے عرض کیا: ــــــ "مجھے بیعت فرمالیجئے"۔
آپ نے فرمایا:
"ارے میں تو مفتی صاحب سے بیعت ہونے جا رہا ہوں اور
تم مجھ سے بیعت ہو رہے ہو، مفتی صاحب ہی سے بیعت ہو جاؤ
میں تو کچھ نہیں ہوں"۔
حضرت حاجی صاحب قدس سرہ تشریف لائے اور حضرت والا
کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ حضرتِ والا نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ
کو حسبِ معمول بیعت فرمالیا۔
پھر حضرت حاجی صاحب اس مسجد کے وسط میں جہاں بندہ
منظرِ بالا کو حیرت سے دیکھ رہا تھا تشریف لائے۔ ہم دونوں آپس
میں ایسی بے تکلفی سے باتیں کرنے لگ گئے جیسے دو دوست
کسی سے بیعت ہونے کے بعد بیعت و مرشد کا تذکرہ کرتے
ہیں، بندہ نے عرض کیا:
"اب تو ہم پیر بھائی ہو گئے"۔

تعبیر:

منجانبِ اللہ آپ کو ہدایت کی گئی ہے کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے
وصال کے بعد ان سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے سلسلہ کے زندہ
خدام میں سے کسی سے تعلق رکھیں، سلسلہ میں بندہ کی تخصیص ربِ کریم کا اس بندہ
پر خاص کرم ہے، اللہ تعالیٰ اس عاجز کو اداءِ حق کی توفیق عطاء فرمائیں۔

(۱۹) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واکابرِ سلسلہ کا فیض:

ایک مولوی صاحب نے علومِ اسلامیہ کی تکمیل کے بعد حضرتِ اقدس دامت برکاتہم سے افتاء کی تربیت حاصل کرنے کے لئے "دارالافتاء والارشاد" میں داخلہ لیا۔ یہ مولوی صاحب زمانۂ طلبِ علم ہی میں ایک شیخِ کامل سے بیعت بھی ہوگئے تھے اور انہیں خلافت بھی مل گئی تھی۔ حضرتِ اقدس کی خدمت میں رہنے سے انہیں علومِ ظاہرہ کے علاوہ حالاتِ باطنہ میں بھی حیرت انگیز ترقی ہوئی۔

حضرتِ والا سے تربیتِ افتاء کے نصاب کی تکمیل کے بعد انہیں خیال ہوا کہ آیندہ تدریس وافتاء وغیرہ خدماتِ دینیہ انجام دینے کے لئے کوئی ایسی جگہ منتخب کرنا چاہئے جہاں کسی ظاہر و باطن کی جامع و محقق شخصیت کی سرپرستی اور خاص تربیت کے تحت علومِ ظاہرہ و باطنہ دونوں میں مزید ترقی ہوتی رہے۔

اس سلسلہ میں ان کی دعاؤں، استخارات اور ان کی برکت سے خواب میں منجانب اللہ ہدایات کی روئیداد ملاحظہ ہو:

"بندہ رات کو استخارہ کی دعاء پڑھ کر سویا تھا، گو بوجہ مرض صلوٰۃ استخارہ نہ پڑھ پایا تھا مگر دعاء نہایت خلوص سے مانگی تھی، اور دل چاہتا تھا کہ کسی بزرگ سے خواب میں تأیید ہوجائے تو زیادہ باعثِ تسکین ہو۔

خواب میں کیا دیکھتا ہوں:

"اولیاءِ امت کا ایک بہت بڑا اجتماع ہے، صحابۂ کرام رضی

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اکابر علماء دیوبند دائرہ کی شکل میں تشریف فرما ہیں، دائرہ کی ابتداء میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انتہاء میں حضرات علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، بندہ کے شیخ اور حضرت والا حضرت تھانوی قدس سرہ کے سامنے دوزانو تشریف فرما ہیں اور بندہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے بالکل ساتھ اسی دائرہ کے آخر میں دوزانو بیٹھا ہے۔

یہ حضرات کوئی مشورہ فرما رہے ہیں، بندہ کے خیال میں آیا کہ یہ میرے ہی بارہ میں مشورہ فرما رہے ہیں کہ آیندہ کہاں رہنا چاہئے؟ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے بالکل پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ سے کچھ فرمایا نہیں، بندہ کو دیکھا ضرور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تھانوی قدس سرہ سے فرمایا:

"انہیں بتادینا جو طے ہوا۔"

حضرت تھانوی قدس سرہ نے بندہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آپ مفتی صاحب کے پاس رہیں، آپ کے لئے یہیں رہنا مفید ہے۔"

عین اسی وقت خیال آیا کہ مجھ سے یہاں کام کیسے ہوگا؟ مجھے کچھ آتا جاتا تو ہے نہیں، کافی خوف سا طاری ہو گیا، حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا:

"ارے ڈرتے کیوں ہو؟ شروع تو کرو سب راستے کھل جائیں گے گھبراتے کیوں ہو؟"

پھر حضرت والا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا،
"میرے خیال میں یہ آپ ہی کے پاس رہیں۔"
حضرت والا نے عرض کیا: ـــــــ "جی ہاں"۔
پھر بندہ کے شیخ دامت برکاتہم سے کچھ مشورہ فرمایا اور انہیں بھی فرمایا:
"میرے خیال میں آپ انھیں اجازت دے دیں۔"
انہوں نے عرض کیا:
"ٹھیک ہے، اجازت ہے۔"
جب خواب سے بیدار ہوا تو بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماءِ مبارکہ یاد تھے، اِس وقت صرف حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام یاد پڑتا ہے، باقی یاد نہیں۔"

۲۰ فیضِ اکابر:

مذکورِ بالا عالم کا دوسرا خواب:
" دوسری رات خوب اچھی طرح صلوٰۃ الاستخارہ پڑھ کر لیٹ گیا، ساتھ ساتھ یہ بھی دُعاء جاری رہی کہ یا اللہ! کسی بڑے بزرگ سے تأیید ہو جائے، ساتھ ساتھ ندامت بھی بہت تھی کہ تیری کیا حقیقت اور بزرگوں کی تأیید کا طالب ہے، اسی حالت میں نیند آگئی، خواب میں دیکھا:
"حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری قدس سرہما ایک بہت ہی سادہ مسجد میں تشریف لائے ہوئے ہیں، اس مسجد کی

چھت سرکنڈوں کی مانند چھپر کی تھی، ظہر کی نماز کا وقت تھا، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ امامت کے لئے مصلیٰ پر تشریف لے گئے، بندہ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے بالکل پیچھے تھے، اقامت سے پہلے یا اقامت کے متصل بعد فرمایا:

"آپ حضرت مفتی صاحب کے پاس ہی رہیں۔"

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تأیید فرمائی، پھر حضرت گنگوہی قدس سرہ نے مصلیٰ ہی پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"آئیے نماز پڑھائیے۔"

آگے یاد نہیں کہ نماز کس نے پڑھائی، البتہ یہ ضرور یاد ہے کہ ایک نماز بندہ نے حضرت گنگوہی قدس سرہ کے پیچھے پڑھی، اور ایک نماز حضرت نے بندہ کے پیچھے پڑھی۔

حضرت گنگوہی قدس سرہ کا کرتا مبارک بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی طرح بہت لمبا تقریباً ٹخنوں تک تھا۔"

(۲۱) امام العارفین:

ایک صاحب طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"حضرتِ والا اپنے مسترشدین و تلامذہ کے مجمع میں نہایت ہشاش بشاش فرما رہے ہیں:

"مجھے بہت دنوں سے ایک بشارت کا انتظار تھا الحمد للہ! آج وہ پوری ہو گئی۔"

پھر ایک نہایت نفیس اور عمدہ کرتا دکھایا جس پر تھوڑے

تھوڑے فاصلہ سے ستارے تھے جن کی روشنی دھیمی تھی، کپڑا بہت بوسیدہ تھا، مگر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسے کسی نے استعمال نہیں کیا، بلکہ دست بدست بطورِ تبرک چلا آرہا ہے۔

حضرتِ والا نے کرتا دکھا کر ارشاد فرمایا:

"یہ کرتا حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ علامتِ قبول عنایت فرمایا ہے۔"

حضرتِ والا نے سب کو دکھانا چاہا چونکہ قریب ترین بندہ تھا اس لئے بندہ نے ہاتھ میں لے کر خوب اچھے طریقہ سے دیکھا، کرتے کے گلے کے پاس جلی حروف میں لکھا ہوا تھا "سالار"

حضرتِ والا بار بار فرما رہے تھے:

"اس پر سالار بھی تحریر ہے۔"

یہ بات بہت مزے لے لے کر ارشاد فرمائی، چونکہ کرتا نہایت نازک تھا، ہاتھ لگنے سے پھٹنے کا خطرہ تھا اس لئے بندہ نے تہ لگا کر حضرتِ والا کو دے دیا۔ پھر حضرتِ والا نے فرمایا:

"مجھے انتظار اس لئے تھا کہ یہ کرتا ہمارے خاندان میں موجود رہے گا تاکہ ہمارے خاندان والے یہ کرتا دیکھ دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ ہمارے خاندان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی مقبول بندہ بھی گزرا ہے لہٰذا ہمیں بھی مقبول بننا چاہئے۔" "

(۲۲) دنیا دین کے تابع ہوگئی:

ایک عالم کا خواب:

”حضرتِ والا سے ایک ہندو لڑکی نے کسی امتحان میں مدد
طلب کی، حضرت نے اس کی مدد فرمائی اور وہ کامیاب ہوگئی۔
پھر اس نے امتحان میں تعاون اور اس کی بدولت کامیابی
کی وجہ سے کہا:
”میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔“
حضرتِ والا نے فرمایا:
”مسلمان ہوجاؤ تو شادی کرلوں گا۔“
وہ مسلمان ہوگئی۔“

تعبیر:

دنیا نے مجھ سے اپنی اصلاح چاہی، میں نے اصلاح کردی، پھر اس نے میرے پاس آنے کی درخواست کی، میں نے یہ شرط لگائی کہ وہ دین کے تابع ہو جائے، اس نے یہ شرط قبول کرلی اور دین کے تابع ہوگئی۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ۔ (۱۲ــــ ۱۸) ۔ ”اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔“

(۲۳) فیضِ امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ:

اس کی تفصیل ”باب العبر“ کے آخری نمبر ”ایک طالبِ علم کی آپ بیتی“ کے تحت بعنوان ”بحمد اللہ تعالیٰ دیرینہ شوق پورا ہوگیا“ گزر چکی ہے۔

(۲۴) بہت بڑے منصب کے لئے انتخاب:

حضرتِ اقدس کا خواب:

”حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ کے حکم سے علماء کی

ایک مجلس قائم کی گئی ہے اس میں دین کے کسی بہت بڑے منصب کے لئے کسی عالم کو منتخب کرنا مقصود ہے، اس مجلس کے صدر حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور سرپرست حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ مجلس میں تشریف نہیں رکھتے۔

سب اہلِ مجلس نے بالاتفاق بندہ کو منتخب کیا، حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت مسرت اور دلکش مسکراہٹ کے ساتھ میرا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا:

"میرا دل بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ ہی کو منتخب کیا جائے مگر میں نے چاہا کہ میری طرف سے اظہارِ رائے سے قبل تمام اہلِ مجلس بھی یہی فیصلہ کر دیں تو بہتر ہوگا۔"

معلوم ہو رہا تھا کہ بندہ کے انتخاب کا فیصلہ بھی حضرت مفتی محمد حسن قدس سرہ کے ایماء پر ہوا ہے۔"

﴿۲۵﴾ منعم علیہم کی معیّت ورفاقت:

حضرتِ اقدس کا خواب:

"حضرت پھولپوری قدس سرہ کو ہاتھوں پر اٹھائے لئے جا رہا ہوں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ سفرِ حج ہے، اسی حال میں آیتِ کریمہ کا یہ حصّہ پڑھ رہا ہوں:

أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ (۴ — ۶۹)

"یہ لوگ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء، اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"

حالتِ تلاوت ہی میں آنکھ کھل گئی۔"

تعبیر:

حضرت پھولپوری قدس سرہ کا اٹھانا آپ کے علوم ومعارفِ ظاہرہ وباطنہ کا اٹھانا ہے۔

(۲۶) اکابر کی معیّت:

ایک صالح شخص کا خواب:

"حضرت پھولپوری قدس سرہ سطحِ سمندر پر ایک باغ میں تشریف فرما ہیں، اور سفید رنگ کے مسند لگے ہوئے ہیں، حضرت پھولپوری قدس سرہ کی ایک طرف حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب خلیفۂ مجازِ بیعت حضرت تھانوی قدس سرہ اور دوسری طرف مولوی نجم احسن صاحب خلیفۂ مجازِ صحبت حضرت تھانوی قدس سرہ اور سامنے ہمارے حضرتِ والا مع چند احباب کے تشریف رکھتے ہیں، اور حضرت پھولپوری قدس سرہ وعظ فرما رہے ہیں۔"

تعبیر:

اس خواب کی تعبیر کی تین تعبیریں ہو سکتی ہیں، یعنی تعبیر کا حاصل تو ایک ہی ہے مگر اس کے بیان کی تعبیریں تین ہیں:

۱ــــ سطحِ سمندر سے بحرِ معرفت مراد ہے، جہاں حضرت پھولپوری قدس سرہ

معارف بیان فرمارہے ہیں، اور باغ سے مراد معرفتِ الٰہیہ پر مرتب ہونے والے ثمرات ہیں، مثلاً محبتِ الٰہیہ، معیتِ الٰہیہ، اعمالِ صالحہ و کیفیاتِ باطنہ۔

۲ــــ سطحِ سمندر بحرِ معرفت ہے اور باغ سے جنت کے باغ مراد ہیں۔

۳ــــ سمندر اور باغ دونوں جنت کے ہیں۔

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کی صورت دکھائی گئی ہے۔

پورا جملہ یوں ہے: لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ الآیۃ (۳ــ۱۵)

"ایسے لوگوں کے لئے جو گناہوں سے بچتے ہیں ان کے رب کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جن میں دریا جاری ہیں۔"

(۲۷) علومِ فقہ و حدیث مع دولتِ تقویٰ و استغناء:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"میں نے ایک نہایت حسین بارِش نوجوان لڑکا دیکھا، جو دارالافتاء میں آیا، حضرتِ والا اوپر اپنے کمرے میں تشریف فرما ہیں، وہ حضرتِ والا سے ٹیلیفون پر بات کرنا چاہتا ہے۔

بندہ نے پوچھا: ــــ "آپ کون ہیں؟"

کہنے لگے: ــــ "مالک بن انس کا بیٹا ہوں۔"

بندہ کو بہت تعجب ہوا کہ یہ یہاں کیسے آ گئے؟ اس لئے ان سے پوچھا: ــــ "یہاں کیسے آنا ہوا؟"

کہنے لگے: ____________ "حضرتِ والا سے بیعت ہوں"۔
ان کا مقصد یہ تھا کہ بغرضِ اصلاح حاضری ہوئی ہے"۔

تعبیر:
شیخ رُوحانی والد ہوتا ہے، بناءً علیہ خواب میں اس عاجز کے لئے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت کی بِشارت ہے۔
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث، فقہ، تقویٰ اور امیر المؤمنین ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے تقریباً پوری متمدن دنیا کے بادشاہ سے بھی استغناء میں مشہور ہیں۔

(۲۸) حضرتِ والا نے جنّت تک پہنچا دیا:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:
"حضرتِ والا مجھے ساتھ لے کر چلے، آگے ایک باغیچہ آیا، حضرتِ والا نے اپنے دستِ مبارک سے باغیچہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ بندہ خیال کرتا ہے کہ حضرتِ والا نے یہ زمین اب لی ہے اور اس میں باغیچہ لگایا ہے، بندہ کو دکھا رہے ہیں"۔

(۲۹) تزکیۂ یوسف علیہ السّلام:

حضرتِ اقدس کے والد ماجد کا خواب:
حضرتِ اقدس کی بالکل نوجوانی میں جب کہ ابھی آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی آپ پر ایک عورت ایسی مفتون ہوگئی:

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّاؕ (۱۲ـــ ۳۰)

"اس کا عشق اس کے دل میں گھر کر گیا ہے۔"

تک معاملہ پہنچ گیا، وہ اپنے جذبات کو چھپا نہ سکی، بات ظاہر ہونے پر حضرت والا سے متعلق بھی بدگمانی کا خدشہ تھا۔

اس حالت میں حضرت اقدس کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کا کرتا پیچھے سے پھٹا دیکھا۔

اس وقت حضرت اقدس ہزاروں میل دور بیرون ملک تھے اور آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خیرپور سندھ میں، اللہ تعالیٰ نے اتنی مسافت بعیدہ سے ہمارے حضرت کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام جیسا تزکیہ ظاہر فرمایا۔

۳۰ دامن این نفس کش را سخت گیر:

"اس نفس کش کا دامن مضبوط پکڑو۔"

ایک صاحب طریقت بزرگ کا خواب:

"بندہ کسی جنگل میں ایک راستہ سے حضرت والا دامت فیوضہم کی معیت مبارکہ میں سفر کر رہا ہے، راستہ میں دو نہایت خطرناک سانپ حرکت کرتے ہوئے نظر آئے، جیسے ہی حضرت والا ان کے قریب پہنچے تو فوراً دونوں سکڑ کر لکڑی کی مانند ہو گئے۔ بندہ نے خواب ہی میں تعجب کیا کہ یہ سانپ انسانوں کی طرح عقلمند ہیں کس طرح اپنے کو بے جان ظاہر کر رہے ہیں۔

حضرت والا نے بندہ سے فرمایا:

"انہیں مارو۔"

بندہ نے کسی چیز سے مارنا شروع کیا۔ حضرت والا نے فرمایا:

"یہ میری وجہ سے سکڑ گئے ہیں، میرے ہوتے ہوئے مارنا ہے تو مار لو اگر میں یہاں سے چلا گیا تو آپ سے نہیں مریں گے، اور انہیں ایسے مارو۔"

اس وقت حضرتِ والا نے ایک سانپ پکڑ کر دوسرے پر زور سے دے مارا اور بندہ کو پکڑا دیا۔ پھر بندہ نے اسی طریقہ سے اتنا مارا کہ سانس پھول گیا، اور وہاں سے غبار اُڑنے لگا۔

پھر وہاں سے چل دیئے، اتنے میں اسی جگہ سے شور سنائی دیا، لوگوں نے بتایا:

"خنزیر کے بچے ہیں۔"

غالباً چار تھے اور لڑکے انھیں پکڑ رہے تھے، مگر وہ ہاتھ نہیں آرہے تھے، اتنے میں حضرتِ والا ایک چار دیواری میں ہیں، اور فرمارہے ہیں:

"میاں! میرے ہوتے ہوئے مار لو ورنہ قابو نہیں آئیں گے، انہیں میرے پاس پکڑ لاؤ، آجائیں گے۔"

شاید حضرتِ والا نے انہیں بلایا یا کسی اور طرح سے انہیں چار دیواری میں لایا گیا۔ پھر انہیں مارا جانے لگا، یہ معلوم نہیں کہ مارنے والا بندہ تھا یا وہ لڑکے اور یہ کہ کس طرح مارے گئے؟"

تعبیر:

سانپ سے مراد نفس ہے اور خنزیروں سے شیاطین۔

چار کا عدد کثرت کے لئے آتا ہے، شیاطین کثیر ہیں اس لئے چار خنزیر نظر آئے۔

اور خواہشِ نفس کے دو شعبے حُبِّ مال و حُبِّ جاہ بہت زیادہ خطرناک ہیں، اس لئے سانپ دو دکھائے گئے۔

پھر سانپ کو سانپ ہی سے مارنے میں شرِ نفس کا یہ علاج بتایا گیا ہے کہ نفس کے تقاضا کے خلاف کیا جائے تو نفس کا یہ مرض خود ہی اس کا علاج بن جاتا ہے، جیسا کہ دو بزرگوں کا مکالمہ ہے، ایک نے دوسرے سے پوچھا:

مَتٰی یَکُوْنُ دَآءُ النَّفْسِ دَوَاهَا.

"نفس کی بیماری ہی اس کے لئے دوا کب بنتی ہے؟"

دوسرے نے فوراً برجستہ جواب دیا:

اِذَا خَالَفَتِ النَّفْسُ هَوَاهَا.

"جب نفس اپنی خواہش کے خلاف کرنے لگے۔"

(۳۱) فیضِ دیوبند و تھانہ بھون:

حضرتِ اقدس کا خواب:

"میں نے اس بار سفرِ عمرہ میں مکہ مکرمہ میں خواب میں دیکھا کہ ہندوستان سے پانی کی پائپ لائن میرے مکان میں آ رہی ہے، میں ٹونٹی کھول کر پاس بیٹھا ہوں، ٹونٹی سے پانی بہت تیزی سے بہ رہا ہے اور گرد و نواح کی زمین کو سیراب کر رہا ہے۔"

(۳۲) بحارِ رحمت میں غوطہ زنی:

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"میں اسی سفر میں مکہ مکرمہ میں مراقبۂ وطن (وطنِ آخرت)

سے لطف اندوز ہو رہا تھا، کچھ غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی اور قلب میں وارد ہوا:

اِنْغَمَسَتْ نَفْسِیْ فِیْ بِحَارِ رَحْمَةِ اللّٰهِ.

"میرا نفس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندروں میں غوطہ زن ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے اس عاجز بندہ کے ساتھ اس بشارت کے مطابق معاملہ فرمائیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (۱۴—۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

(۳۳) سرجن نے دل چیر کر اس میں تخمِ محبت بھر دیا:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"بندہ نے شبِ جمعہ میں خواب دیکھا کہ حضرتِ والا نے بندہ کو گرایا، پھر سینہ کو طولاً چیرا اندر سے دل نکالا، پھر دل کے دو ٹکڑے کر کے غالباً بالکل درمیان میں اخروٹ یا بادام کا مغز رکھا اور پھر دل اور سینہ بالکل صحیح پہلی حالت میں کر دیا۔

اس کے بعد بندہ کو اس قدر چکّر آنے لگے کہ فضائیں گول دائرہ کی صورت میں نہایت تیزی سے گھومنے لگا، لوگ اُس وقت بندہ کو پاگل تصوّر کر رہے تھے، اور بندہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق اور مجنون سمجھ رہا تھا، اور اس وقت بہت لطف آرہا تھا، اور عین اُسی وقت وہ حدیثِ پاک خیال میں تھی کہ محبوب کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں۔"

۳۴ فیضِ حلاوتِ دین :

ایک داخلِ سلسلہ عالم کا خواب :

"میں حضرتِ والا کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں، مصافحہ کے وقت حضرتِ والا کی انگلیاں چوسنا شروع کیں جن میں سے عجیب قسم کی شیرینی وحلاوت حاصل ہو رہی ہے۔

نیز حضرتِ والا نے موجود چھوٹی مسجد کو گرا کر بہت وسیع مسجد بنائی ہے۔"

۳۵ امت کو فیض :

حضرتِ اقدس کا خواب :

"استاذِ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا :

"دیوبند وسہارنپور سے بعض اہم اور پیچیدہ مسائل تحقیق کے لئے آئے ہیں، آپ ان کی تحقیق کریں۔"

پھر زبانی الفاظ کی بجائے قلبی القاء کے ذریعہ مکالمہ شروع ہوا۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا :

"آپ کے فیوض امت کے دلوں میں اتر رہے ہیں۔"

میں نے عرض کیا :

"ہاں بحمد اللہ تعالیٰ ناکارہ کے وعظ وارشاد سے امت کو بہت نفع ہو رہا ہے۔"

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا :

"اس سے بھی زیادہ فیض آپ کی تحقیقاتِ علمیہ سے پہنچ رہا ہے۔"

پھر ایک بہت بڑا ٹیپ ریکارڈر عنایت فرمایا جو متوسط صندوق کے برابر تھا اور ارشاد فرمایا؛

"اپنی تحقیق اس میں ٹیپ کرکے مجھے دیں"

اور تین مختلف پرچوں پر تین سوالات دیئے، جن کی تحقیق مطلوب تھی۔

پھر دیکھتا ہوں کہ کھانے کی بہت بڑی دعوت ہے طعام دعوت سے مجھے مختلف اقسام کے کھانے لے جانے کے لئے اتنی زیادہ مقدار میں دیئے گئے کہ ان کا اٹھانا مشکل ہے، میں ٹیکسی وغیرہ پر لے جانے کے بارہ میں سوچ رہا ہوں۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ دو خادم یہ کھانا گھوڑی پر لاد کر میرے گھر کی طرف لا رہے ہیں، ساتھ میں گھوڑی کا بچہ بھی ہے، کھانا اتنا زیادہ ہے کہ دونوں خادم گھوڑی کے دونوں جانب اس کے ساتھ ساتھ دونوں طرف سے وزن سنبھالے پیدل آ رہے ہیں، اور ان کے لئے گھوڑی پر کھانے کا وزن سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے"

تعبیر:

تعبیر ظاہر ہے، آخر میں مختلف انواع کے کھانوں کی مقدار کثیر کو غذا ظاہری وباطنی دونوں کی بشارت سمجھتا ہوں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (۱۴ — ۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں"

(۳۶) سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر:
ایک صالح کا خواب:

"میں نے شبِ جمعہ میں بوقتِ سحر خواب دیکھا کہ میں کسی مقام پر کھڑا ہوں، اور میرے بالکل سامنے ایک بزرگ کھڑے ہیں، اوپر سفید چادر ڈالی ہوئی ہے، اور تقریر فرما رہے ہیں، میں بالکل سامنے کھڑا سُن رہا ہوں، اور چاروں طرف جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے ساتھی کھڑے ہیں، تقریباً آدھے گھنٹہ تک وہ صاحب تقریر فرماتے رہے۔

اس کے بعد میں کسی کام کے لئے وہاں سے چلا آیا، تو واپس پلٹنے کے بعد ایک لڑکے نے بتایا:

"وہ صاحب جو کھڑے تقریر فرما رہے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں جلدی سے واپس مڑا کہ ملاقات کروں، لیکن معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاچکے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرتِ والا کھڑے ہیں۔"

(۳۷) محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تک ذریعۂ وصول:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"میں نے رمضان المبارک کے عشرۂ ثانیہ میں خواب دیکھا کہ غالباً بوقتِ ظہر سڑک کے قریب ایک مسجد سے گزر ہوا، خیال ہوا کہ نماز پڑھ لوں، مسجد کے اوپر یعنی چھت پر نماز کا انتظام ہے ایک گول زینہ ہے، مسجد اور گول زینہ بعینہ دار الافتاء کی مسجد اور حضرتِ والا کے زینہ کی طرح۔

زینہ کی ایک طرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں، اس وقت یہ خیال تھا کہ اوپر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، بندہ جلدی میں چڑھا تو مُنہ کے بل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں گرا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت محبّت و پیار سے ہاتھوں میں لیا اور کمر اور مُنہ سے مٹی جھاڑی، اور ساتھ فرما رہی تھیں:

"میرے بیٹے کو چوٹ تو نہیں لگی؟"

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ کر چڑھایا، مگر سابق کی طرح پھر مُنہ کے بل گرا، خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی شفقت و محبت کا معاملہ فرمایا اور بار بار فرما رہی ہیں:

"میرے بیٹے کو چوٹ تو نہیں لگی؟"

ایسے محبت بھرے لہجہ میں کہ بندہ کو اب تک اس کی لذّت و حلاوت محسوس ہوتی ہے۔

تقریبًا پانچ دفعہ ایسا ہی ہوا، بالآخر ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زور لگا کر کسی طرح چڑھا ہی دیا۔ اوپر دیکھتا ہوں کہ بجائے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرتِ والا جلوہ افروز فرما رہے ہیں۔ خواب ہی میں اس کی وجہ یہ مفہوم ہوئی کہ اس میں حضرتِ والا کے لئے بشارت ہے۔"

تعبیر:

بفضلہ تعالیٰ یہ بندۂ عاجز محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ دکھا رہا ہے جو

اُس دربارِ عالی تک رسائی کا ذریعہ ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی برکت سے وصول الی اللہ کی مشکلات کو آسان اور لذیذ بنا دیتے ہیں۔
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ (۱۲ــ۱۸)
"اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں"

(۳۸) اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ (۲۵ـ۵۹)

" رحمٰن کی شان کسی باخبر سے پوچھئے"

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:
"میں حضرت والا کی خدمت میں ہوں، اتنے میں ایک بڑھیا نے حاضر ہو کر کہا:
"حضرت جی! بتائیں میرا وصول کب ہوگا؟"
بندہ اس سے وصول الی اللہ سمجھا، حضرت والا نے فرمایا:
"لوحِ محفوظ میں دیکھ کر بتاتا ہوں"
حضرت والا نے نظر اُوپر اٹھائی آسمان بالکل قریب ہو گیا، دیکھ کر اس بڑھیا کو ایک پرچہ دیا اور فرمایا:
"اتنے سال بعد"
بندہ اس شبہ میں رہا کہ پرچہ میں چالیس سال لکھا ہوا ہے یا چار سو سال۔
اس کے بعد وہ بڑھیا بہت روئی اور بندہ بھی رو پڑا کہ وصول میں اتنی مدت؟ حضرت والا نے تسلی دی"

تعبیر:

وصول الی اللہ کے لئے مدتِ طویلہ تک کسی کامل کی صحبت لازم ہے۔

(۳۹) فنِ اصلاح میں کمال:

ایک صاحبِ طریقت بزرگ عالم کا خواب:

"حضرت والا کے پاس حضرت جلال تھانیسری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب آیا ہے، جس میں ایک اصلاحی الجھن کا حل دریافت فرمایا ہے یہ الجھن اپنے بارہ میں تھی یا اپنے صاحبزادہ کے بارہ میں یا کسی مرید کے بارہ میں۔

خواب کا اکثر حصہ یاد نہیں رہا ورنہ خواب کافی طویل تھا اتنا ضرور یاد پڑتا ہے کہ اس وقت کچھ اور اکابر کے اسماء یا ان کا تذکرہ بھی تھا۔"

(۴۰) اہلِ اقتدار کو ہدایت:

حضرتِ اقدس کا خواب:

"صدرِ مملکت جنرل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں، ہم دونوں کے سامنے دو الگ برتنوں میں مکھن رکھا ہے، اس مکھن سے روٹی کھا رہے ہیں، جنرل صاحب نے آخری لقمہ اس مکھن سے لیا جو میں کھا رہا تھا، حالانکہ ان کے سامنے والے برتن میں ابھی کافی مکھن موجود تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ جماعت سے نماز پڑھنے میرے ساتھ

مسجد کی طرف جا رہے ہیں، اُن کے چہرہ پر تقریبًا دو انگشت ڈاڑھی ہے، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انھوں نے ابھی چند ماہ پیشتر ہی ڈاڑھی رکھی ہے، اور اب وہ بڑھ رہی ہے۔"

تعبیر:

اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ اہلِ اقتدار کو دین کی دولت نصیب فرمائیں گے،

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔ (۱۴ — ۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

بظاہر اگرچہ یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ میں اپنے اور عوام کے دین کی حفاظت کے پیشِ نظر ہمیشہ اہلِ اقتدار سے بہت دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں، ان کی طرف سے بسا اوقات خواہشِ ملاقات کے باوجود میں نے کبھی انہیں ملاقات کا موقع نہیں دیا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اس ناکارہ سے یہ خدمت لینے کے اسباب پیدا فرمادے، وہ اسباب بلاواسطہ ہوں یا بالواسطہ، ظاہرہ ہوں یا باطنہ۔

اسبابِ باطنہ میں سے سب سے زیادہ اہم و اعلیٰ سبب دعاء ہے، بحمد اللہ تعالیٰ اہلِ اقتدار کے لئے تدیّن و صلاحیت کی دُعاء کا میرا دائمی معمول ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ (۱۲—۱۸) ——— "اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔"

خوابِ مذکور کی تعبیر کا ظہور، "کرشمۂ قدرت"، "مبشرات" کے آخر میں۔ اسی جلد کا ص ۱۸۵

(۴۱) سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و معیت:

ایک صاحبِ سلسلہ عالم کا خواب:

"حضرتِ والا وصال فرما چکے ہیں اور حضرتِ والا کا مزارِ مبارک روضۂ اطہر کے ساتھ بالکل پیوست ہے، بندہ وہاں کھڑا سوچ رہا ہے:

"یہ مقام حاصل ہوا؟ یہاں تو کسی کو دفن کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔"

تعبیر:

اس آیتِ کریمہ کے مصداق کی بشارت ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (۴ — ۶۹)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو یہ لوگ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء، اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"

عِلاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا مصداق بھی ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

"ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔"

﴿۴۲﴾ محبوبِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے محبّت کی تصدیق فرمادی:

ایک عالم نے طویل خواب لکھ کر بھیجا اس کا اہم حصّہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:

"پھر میں نے آقا (حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں استفتاء کیا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شیخ مفتی رشید احمد کی کتابیں دیکھو۔"

تعبیر:

کسی کے راز کی باتیں صرف وہی شخص معلوم کرسکتا ہے جس کا اس کے ساتھ محبت کا گہرا تعلق ہو، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ آپ کا خاص راز ہے، اسے سمجھنے کے لئے بندہ کی طرف متوجہ فرمانے میں بندہ کے لئے دو بشارتیں ہیں:

ایک یہ کہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کی محبت کی تصدیق فرمادی۔

دوسری یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے مقصد آپ کے پہنچائے ہوئے دین کی حیات ہے، جس کی تحصیل کے لئے بندہ کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

"یہ محض اللہ تعالیٰ ہی کی دستگیری سے ہے۔"

(۴۳) محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مبارکباد:

ایک صالح عالم نے لکھا کہ پیر کی رات بوقتِ سحر مجھے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت ہوئی وہ مجھے دیکھتے ہی نہایت خوشی کی حالت میں تبسم کے ساتھ فرمانے لگے:

"میں ہر رات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں کہ میری طرف سے مفتی رشید احمد صاحب کو مبارکباد دے دیں، وہ لوگوں کے

قلوب کا خوب علاج کر رہے ہیں۔"

ان کا یہ ارشاد ختم ہوتے ہی کچھ فاصلہ پر میں نے دیکھا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آپ نے انہی بزرگ کی طرف متوجہ ہو کر تبسم فرماتے ہوئے فرمایا:

"واقعی دلوں کے امراض کا علاج کر رہے ہیں۔"

بیدار ہونے کے بعد بہت ہی مسرت کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی۔

(۴۴) زمانۂ فتنہ میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہدایت:

میرے چچازاد بھائی نے خواب دیکھا کہ وہ تاریکی شب کے طویل سفر میں مدینہ منورہ جا پہنچے ہیں، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، سیدنا حضرت ابوبکر و سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

میرے چچازاد برادر نے عرض کیا:

"آقا! اس وقت ملک میں مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم چل رہا ہے، آپ میری رہنمائی فرمائیں۔"

محسنِ اعظم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مفتی رشید احمد صاحب کا 'احسن الفتاوی' مطالعہ کیجئے۔"

یہ ان کے لئے بہت ہی عجیب واقعہ ہے، کیونکہ وہ اس فتاوی کو بالکل جانتے تک ہی نہیں تھے۔

(۴۵) ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعطاءِ منصبِ ارشاد:

میں تبلیغی جماعت کو الوداع کرکے واپس آرہا تھا کہ نیم بیداری کی حالت میں یوں کیفیت نظر آئی:

"مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے اولیاءِ کرام حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔

اِس اثناء میں حضرتِ والا اور مفتی عبدالرحیم صاحب تشریف لاکر باادب قبرِ اطہر کی ایک جانب بیٹھ جاتے ہیں، اتنے میں ہمارے گاؤں کے حافظ استاذ جی بھی تشریف لے آتے ہیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور مسکرا کر حافظ جی کو فرماتے ہیں: ——— "آپ بھی آگئے"

وہ پاؤں کی طرف بیٹھ جاتے ہیں۔

پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ والا کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:

"مفتی صاحب! سُنا ہے آپ سختی بہت کرتے ہیں"

حضرتِ والا سرنگوں رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی مسکرا کر فرمانے لگے:

"آپ بالکل ٹھیک کرتے ہیں"

پھر حضرتِ والا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سب علماء اور اولیاء کو مخاطب ہوکر فرمایا:

"تم سب ان کی پیروی کرو" "

(۴۶) فیضِ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

بندہ نے درجۂ رابعہ کے سال خواب دیکھا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فقہ کے اسباق پڑھائے، اس کے بعد حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کار پر بٹھا کر فرمایا:

"آؤ میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔"

بہت دشوار گزار راستہ سے پار کر کے ایک بہت بڑے شارع پر اتار کر فرمایا:

"اب آپ خود جا سکتے ہیں۔"

پھر حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ بہت حیرت انگیز تیز رفتاری سے کار چلاتے ہوئے غائب ہو گئے۔

بندہ اس وقت حضرتِ والا کو پوری طرح جانتا بھی نہ تھا، بعد میں حضرتِ اقدس کے چہرۂ انور کو دیکھتے ہی یقینی طور پر پہچان لیا کہ بلاشبہہ وہ حضرتِ اقدس ہی کی صورت تھی۔ خصوصًا لحیۂ مبارکہ بالکل ہو بہو۔

(۴۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ پکڑ کر "عارفِ کامل" تک پہنچا دیا جس کی خواب میں زیارت سے ہی دل کی کایا پلٹ گئی:

خواب میں دیکھ رہا ہوں جیسے مغرب کا سا وقت ہے، چیزیں واضح نظر نہیں آ رہی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، ظنِ غالب تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، کُرتا گھٹنوں سے نیچے تھا، صحت کافی اچھی تھی اور قد بھی کافی لمبا تھا۔ میں ایک سنسان سڑک پر کھڑا ہوا تھا، آپ میرے

قریب تشریف لائے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"تم بدنظری مت کیا کرو، بدنظری تمہارے لئے بہت نقصان دہ ہے۔"

یہ سن کر میرا دل بھر آیا اور میں نے اپنے دونوں بازوؤں سے آپ کے بازو کو تھام کر سینہ سے لگالیا اور بہت پُر درد لہجہ میں آپ سے عرض کیا:

"آپ ہی بتائیے میں کیا کروں؟ میں اس کا علاج کیسے کروں؟"

اس دوران میں نے آپ کے ہاتھوں کو کہنی کے پاس سے مضبوطی سے پکڑ کر معانقہ کے انداز میں سینہ سے لگا رکھا تھا، آپ اسی طرح پکڑے پکڑے مجھے ایک دوکان پر لے آئے اور فرمایا:

"رشید احمد سے علاج کراؤ یہ تمہارا علاج کریں گے۔"

دوکان میں اس وقت حضرتِ والا تشریف فرما نہیں تھے، مردوں اور عورتوں کا ہجوم تھا، سب بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرتِ والا کی دوکان میں بہت خوب صورت شیشے کے مرتبان اور برنیاں رکھی ہوئی تھیں، جن میں بہت ہی خوب صورت جواہر اور موتی وغیرہ اور عجیب عجیب خوب صورت جڑی بوٹیاں تھیں، دوکان پر موجود خادم نے بتایا:

"حضرتِ والا ابھی تشریف لانے والے ہیں۔"

میں حضرتِ والا کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران جن پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گمان تھا واپس تشریف لے گئے۔ حضرتِ والا تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھ گئے۔

الحمدللہ! بیدار ہوتے ہی اندر کی کیفیت بدلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور اسی وقت حضرتِ والا سے علاج کرانے سے پہلے ہی بدنظری کا مرض ساٹھ فیصد سے بھی زیادہ جاتا رہا۔

(۴۸) فیضِ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

مجھے خواب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، انہوں نے ایک سرخ مخمل کی جانماز دی اور فرمایا:

"یہ جانماز مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کو پہنچا دو۔"

میں نے وہ جانماز اپنی جانماز پر سجدہ کی جگہ بچھا کر نمازِ فجر پڑھی۔

تعبیر:

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو حدیث، فقہ، تعلق مع اللہ اور بہت عظیم مجاہدانہ کارناموں کی دولت سے نوازا تھا۔

ربِّ کریم اپنی رحمت سے اس بندۂ عاجز سے بھی یہ خدمات لے رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مصلّی کا سرخ رنگ میری خدمتِ جہاد ہے اور آپ کو یہ ہدایت کہ صحیح مسلمان بننے کے لئے کچھ مجاہدہ کرنا پڑے گا، اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کمالاتِ ذیل میں بہت مشہور ہیں:

① بہت جلیل القدر محدث۔

② فقہ کے بلند پایہ مشہور امام۔

③ ولایت میں بہت اعلیٰ مقام۔

④ جہاد میں حیرت انگیز کارنامے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس کو ان سب کمالات میں جس بلند مقام سے نوازا ہے اس کو پوری دنیا جانتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اس کا ظہور اسی جلد کے ...

(۲۹) امریکہ میں اقامتِ حکومتِ الٰہیہ:

ایک عالم کا خواب:

میں نے خواب میں صدرِ امریکہ "ریگن" کو دیکھا کہ "دار الافتاء والارشاد" میں آیا ہے، اور حضرتِ والا کے انتظار میں ہے، حتی کہ نماز کا وقت ہوگیا، آپ تشریف لائے، آپ کے سر پر عمامہ تھا، ریگن نے بہت محبت کے ساتھ آپ سے معانقہ کیا۔

حضرتِ والا نے نماز پڑھائی، ریگن نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

پھر وہ بہت دیر تک حضرتِ والا کی خدمت میں بیٹھا ارشادات سنتا رہا۔

میں نے بہت تعجب سے حضرتِ والا سے دریافت کیا:

"حضرت! آپ ایک کافر کی اتنی رعایت کیوں فرماتے ہیں؟"

حضرتِ والا نے فرمایا: ——— "یہ مسلمان ہوگیا ہے۔"

تعبیر:

اللہ تعالیٰ بندہ سے امریکہ میں اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کی خدمت لیں گے، اگر میری زندگی میں مقدر نہ ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کے سلسلہ میں میری مساعی اور تمناؤں و دعاؤں کا ثمرہ میرے انتقال کے بعد ظاہر ہوگا۔

اللہ کرے کہ میری زندگی ہی میں پوری دنیا میں حکومتِ الٰہیہ قائم ہوجائے اللہ تعالیٰ مجھے وہ مبارک زمانہ دکھا کر دنیا سے اٹھائیں۔

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ (۳۶-۸۲)

"اس کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو وہ فوراً ہوجاتا ہے۔"

۵۰ روحِ توحید کے حصول کی بشارت:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے اپنے خادم خاص کو بتایا:

میں نے "توحید" سے متعلق ایک مضمون لکھا ہے، اس کے ایک دن بعد مجھے بیداری میں "کلمۂ توحید" کی صورت یوں دکھائی گئی:

"ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی جڑیں بہت مضبوط ہیں، تنا بہت موٹا، شاخیں پھیلاؤ میں ہر طرف حدِ نظر سے بھی متجاوز اور بلندی میں آسمان تک۔

تنے پر نیچے سے اوپر کو لکھا ہوا ہے:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ.

اس کے اوپر شاخوں پر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں یا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے نام۔"

یہ کلمۂ طیبہ کی تمثیل ہے جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (۱۴-۲۴،۲۵)

"تو نے نہ دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنے ہیں آسمان میں، لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے، اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ فکر کریں۔"

مجھے یہ درخت "توحید" سے متعلق تحریر کے ایک دن بعد دکھایا گیا ہے اور

کامل بیداری میں بیٹھے، جبکہ اس کا کہیں دور تک بھی کوئی خیال نہ تھا، نہ بوقت تحریر اور نہ ہی اس کے بعد۔

میں اس کو "توحید" سے متعلق تحریر کے قبول اور "روحِ توحید" کے حصول کی بشارت سمجھتا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو حقیقت بنادیں۔

یہ درخت اپنی تمام تر صفاتِ کمال، پورے آب و تاب، شان و شوکت، عظمت و جلالت کے ساتھ اب تک میرے تصور میں اس طرح قائم ہے گویا کہ آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں ؏ تری تصویر ہی ہر سو کھنچی معلوم ہوتی ہے

حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؏

تری تصویر سی ہر سو کھنچی معلوم ہوتی ہے

مگر میرے ساتھ تو معاملہ یوں ہے ؏

تری تصویر ہی ہر سو کھنچی معلوم ہوتی ہے

کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں؟

بس اس کے کرم کی بارشوں سے دل سرور سے معمور و مخمور اور عقل مسحور ہے

میں دل پر جواں کا کرم دیکھتا ہوں
تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتا ہوں

دوسری آیت:

تُؤْتِیٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ

کے ثمرات ظاہرہ و باطنہ قلب و قالب میں اترتے محسوس ہو رہے ہیں اور ان کی لذت و حلاوت سے قلب سرشار۔

اللہ تعالیٰ آخر دم تک اس شجرۂ طیبہ کے ثمراتِ ظاہرہ و باطنہ کی سعادت اور لذت و حلاوت میں لحہ بلحہ ترقی عطاء فرمائیں۔

بشارتِ مذکورہ کی تفصیل:

حضرتِ والا یوم النحر ۱۴۱۵ میں نمازِ عید کے بعد "دار الافتاء والارشاد" کے دفتر میں اپنے تلمیذ علماء کی مجلس میں جلوہ افروز تھے، یوم النحر جیسے مبارک دن کے علاوہ وقت بھی ایسا مبارک کہ وقت النحر کی ابتداء تھی، عُشّاق اپنے محبوبِ حقیقی کے دربار میں قربانیوں کے نذرانے پیش کرنے میں سرشار تھے۔

اس ساعتِ سعیدہ میں منجانب اللہ ایک نہایت ہی عجیب لطیفۂ غیبیہ کی صورت میں حضرتِ والا کے قلبِ مبارک پر ایک ایسا تیرِ محبت لگا کہ فوراً اسی وقت حالت دگرگوں ہوگئی ؎

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر آگے کوئی خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

درونِ سینۂ من زخمِ بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کمان زدۂ

"تو نے میرے سینہ میں زخمِ بے نشاں لگایا ہے، میں حیران ہوں کہ تو نے عجیب تیرِ بے کماں مارا ہے۔"

زخمی بھی کیا کس کو؟ سینہ میں چھپے دل کو
شاباش او تیر افگن! کیا ٹھیک نشانہ ہے

خود حضرتِ والا کے اشعارِ ذیل کے مطابق ؎

نہ جانے یہ کیا کر دیا تو نے جاناں — ترے ہی کرم پر ہے اب جاں ہماری
لگا تیر دل میں ہوئے نیم بسمل — زہے دل فگاری زہے جاں نثاری

دوسرے دن ۱۱ر ذی الحجہ کی شام تک اس "مقامِ حیرت" کی "زلفِ پیچاں" میں ابتلاء رہا، اس لذتِ درد پر دنیا و مافیہا قربان۔

اس کے بعد متصل ۱۲ر ذی الحجہ کی شب سے "جذبِ توحید" کا ایسا غلبہ ہوا کہ ربِّ کریم نے "توحید" کے مقاماتِ رفیعہ سے نوازا۔

انہی "بساتینِ توحید" کی سیر و تفریح کی لذت میں وقت گزر رہا تھا، خود حضرتِ والا کے مصراعِ ذیل کے مطابق حال یہ تھا ؏

زہی مستی کہ گردِ یار چون پرکار می رقصم

"کیا خوب مستی ہے کہ یار کے گرد پرکار کی طرح رقص کر رہا ہوں۔"

حتیٰ کہ ایامِ تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳ر ذی الحجہ کو تکبیراتِ تشریق کے آخری وقت یعنی نمازِ عصر سے کچھ قبل "شجرۂ توحید" کی زیارت سے نواز اگیا، جس کی تفصیل اوپر بشارت کے تحت لکھی جا چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں فضل و کرم کا یہ پورا معاملہ عشقِ مولیٰ کے سب سے اعلیٰ مقام یعنی قربانی کے [illegible] ے ایام میں ہوا ہے، ۱۳ر ذی الحجہ اگرچہ ایامِ نحر سے خارج ہے۔ مگر بعض وجوہ سے یہ بھی ایامِ نحر کے ساتھ ملحق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فضلِ عظیم کے بعد حضرتِ والا نے اپنا دائمی معمول بنا لیا ہے کہ روزانہ رات کو سونے سے پیشتر بسترِ استراحت پر لیٹ کر ربِّ کریم کے اس کرمِ عظیم کے پورے معاملہ کا مراقبہ فرماتے ہیں اور "شجرۂ توحید" کے تصوّر کی لذت میں محوِ خواب ہوتے ہیں۔

تحقیقِ تعبیر

"مبشراتِ منامیہ" میں بشارت نمبر ۱۰، نمبر ۴۰ اور نمبر ۴۸ کا ظہور

یہ تینوں خواب اس زمانہ کے ہیں جب پوری دنیا میں ہر طرف کفر کا غلبہ اور مکمل تسلط تھا، مسلمان انتہائی تنزل وسقوط میں زندگی بسر کر رہے تھے، انگریز کی غلامی میں طویل عرصہ گزارنے کی وجہ سے طوقِ ذلت کو عین عزت سمجھتے تھے اور جہاد کے نام تک سے وحشت وخوف۔

علاوہ ازیں حضرت اقدس کا مزاج؟

طبعًا خلوت پسندی، ذوقِ گمنامی، شہرت سے اجتناب، مناصب سے انکار اور سیاساتِ حاضرہ سے کوسوں دور۔

ایسے زمانہ میں اور ان حالات میں اس قسم کے خوابوں کو مندرجۂ ذیل خیالات پر مبنی قرار دیا جاتا ہے:

① تبخیرِ معدہ سے ـــــ اضغاث احلام "پراگندہ خیالات"۔

② ہوسِ دنیا سے ـــــ بلّی کو چھیچھڑے کے خواب۔

③ نوعِ جنون سے ـــــ جگ ہنسائی۔

④ خام خیالی سے ـــــ مجذوب کی بڑ۔

مگر حضرتِ والا کے تعلق مع اللہ کا مقام اس قدر بلند کہ ان خیالاتِ فاسدہ کی طرف نسبت اور عوام وخواص میں بدنامی کی کوئی پروا کئے بغیر ایسے بعید از قیاس و

وہم بلکہ بظاہر محال و ناممکن خواب اوران کی تعبیرات کی عام اشاعت بھی کروادی۔

درحقیقت آپ کی نظر اپنے رب کریم اور قادرِ مطلق کی اس شان پر تھی ؛

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(۱۲ــ۲۱)

”اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ط (۱۲ــــ۱۰۰)

”بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے۔“

یہ آیات حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ہیں، ان کے خواب کی تعبیر کے ظہور کی طرح حضرتِ اقدس کے معاملہ میں بھی اس رب کریم کے کرم اور اس کی قدرتِ قاہرہ کا کرشمہ دیکھئے کہ اس نے حضرتِ والا کے لئے پوری دنیا میں اسلامی انقلاب، اصلاحِ اہلِ اقتدار و اقامتِ حکومتِ الہیہ کی تحریکات میں بہت نمایاں کارناموں کے محیر العقول اسباب پیدا فرما دیئے۔

جنود اللہ کی ان تحریکات کی سطوت و ہیبت سے پوری دنیا کے طاغوتی لشکر لرزہ براندام ہیں، سب سے بڑا طاغوت (سوویت یونین) انتہائی ذلت کی موت مر چکا ہے اور دوسرے دم توڑ رہے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ حضرتِ والا ایسی بہت سی جہادی تحریکات کی سرپرستی فرما رہے ہیں یا ان میں مؤثر اور وافر مقدار میں حصہ لے رہے ہیں جن کے ذریعہ نہ صرف عالمِ اسلام کے کئی خطوں میں اہلِ اقتدار عملاً شریعتِ مقدسہ کی تنفیذ کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں بلکہ عالمِ کفر بھی اپنے تمام تر لاؤ لشکر، کر و فر کے باوجود حضرتِ والا کے شاہینوں کے آگے گھٹنے ٹیکنے اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہے۔

حضرتِ والا ان جہادی تحریکات میں مالی اعانت، وعظ و تبلیغ، فتاویٰ

ترغیب و تحریض، تحریر و تقریر کے علاوہ اپنے ان ہزاروں شاگردوں اور مخلص مریدین کے ذریعہ بھی حصہ لے رہے ہیں جو مختلف ممالک میں اسلام و اہلِ اسلام کی سربلندی کی خاطر فریضۂ جہاد میں جان و مال کی بے مثال قربانیاں پیش کررہے ہیں۔

ان جہادی تحریکات نے سوویت یونین کو جہادِ افغانستان میں ذلت آمیز شکست دی۔ حضرتِ والا کے تلامذہ و متوسلین نے "تنظیم طالبان" سے قبل ہی افغانستان کے صوبہ "خوست" میں مکمل اسلامی حکومت قائم کردی تھی۔

کشمیر، ہندوستان، تاجکستان، بوسنیا، برما، چیچنیا و دیگر ممالک میں کفر سے برسرِ پیکار واحد عالمی تنظیم حرکۃ الانصار کے بے لوث، بیباک اور بیمثال قائد، دنیائے اسلام کے مایۂ ناز خطیب، عالَمِ اسلام کی دھڑکن، حضرت مولانا کمانڈر مفتی محمد مسعود اظہر صاحب بھی حضرتِ والا کے شاگرد و خلیفۂ مجازِ بیعت ہیں۔

آپ کی جہادی خدمات میدانِ کارزار میں قتال فی سبیل اللہ اور زخم کھانے سے لے کر فریضۂ جہاد کی ترغیب و تحریض، وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف، تحریر و تقریر اور صحافت و خطابت تک پھیلی ہوئی ہیں۔

آپ کے جہادی اسفار کا دائرہ برِ صغیر، وسطی ایشیا، افریقۂ جنوب و شمال، یورپ اور جزیرۂ عرب کے بیشتر ممالک پر محیط ہے۔

تصنیف و تالیف کے باب میں آپ کے درجنوں جہادی رسائل کتابیں لاکھوں کی مقدار میں مختلف زبانوں میں شائع ہوکر امت کو جہاد کا بھولا سبق یاد دلا رہی ہیں۔

بیانات کی کیسٹیں اردو، عربی اور فارسی میں پاک و ہند، بنگلا دیش و برما، یورپ و افریقہ، کینیڈا و امریکہ، ویسٹ انڈیز کے جزائر اور امریکۂ جنوب پناما، برازیل غرض دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہیں، صرف ایک کیسٹ "بابری مسجد"

ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں پونے دو لاکھ سے زیادہ تعداد میں شائع ہو چکی ہے
مالاکنڈ ڈویژن میں "نفاذِ شریعتِ محمدی" کے کئی قائدین حضرتِ والا کے
شاگرد و مرید ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ وہاں شریعت نافذ ہو چکی ہے۔
بعض دوسرے علاقوں میں بھی یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں وہاں بھی پیش پیش
حضرتِ اقدس ہی کے جانباز ہیں۔
اِس وقت افغانستان میں جس تنظیم "طالبان" نے حکومتِ اسلامیہ اور
بے مثال امن قائم کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، جن کی جرأت، شجاعت،
جنگی مہارت، بے پناہ ہیبت، نہایت مستحکم و مکمل نظامِ شریعت اور دنیا بھر کے
طاغوتی لشکروں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی آہنی دیوار کا منظر دیکھ کر اقوامِ متحدہ،
امریکہ و یورپ انگشت بدندان، دم بخود اور لرزہ براندام ہیں ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اس تنظیم میں بھی حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے تلامذہ و مریدین پیش
پیش ہیں۔
تنظیم "طالبان" کے امیر "ملا عمر" کو بالاتفاق "امیر المؤمنین" منتخب کر لیا گیا
ہے، آپ نے بفضل اللہ تعالیٰ وعونہ اپنی حدودِ ولایت میں مکمل طور پر حکومتِ
الٰہیہ قائم کر دی ہے جو دوسرے علاقوں کی طرف بھی برق رفتاری سے پیش قدمی
کر رہی ہے اور اس کی کمندیں عالمگیر سطح پر پہنچتی نظر آرہی ہیں ؎

تیرے شاہینوں کے آگے بحر قطرہ کہ سپند
ہے ثریا بھی ترے فرسان کے زیرِ کمند

امیر المومنین "ملا عمر" حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے خاص عقیدت مند

ہیں اور آپ کی طرف سے ملنے والی ہدایات کے مکمل پابند۔

امیر المؤمنین کے مشیرِ خاص اور وزیرِ اطلاعات حضرت مولانا مفتی محمد معصوم صاحب قندھاری حضرت والا کے تلمیذِ رشید اور خلیفۂ مجاز بیعت ہیں۔

علاوہ ازیں کشمیر، بوسنیا، تاجکستان اور چیچنیا کے محاذوں پر بھی حضرتِ والا کے تربیت یافتہ سرفروش اپنے سُرخ خون سے تاریخ رقم کر رہے ہیں اور اہل اقتدار اپنی جان بچانے کے عوض اقتدار کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

حضرتِ اقدس کی صحبت نے ان جانبازوں کے قلوب اور رگ و پے میں یہ جذبہ بھر دیا ہے ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

اللہ تعالیٰ پورے عالم میں اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کا عَلَم قائم فرما دیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (۱۴—۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

بچہ بچہ کی زبان سے یہ نعرہ سُنائی دے رہا ہے ؎

کل رُوس بکھرتے دیکھا تھا اب انڈیا ٹوٹتا دیکھیں گے
ہم برقِ جہاد کے شعلوں سے امریکا جلتا دیکھیں گے

اور ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے (۸ ۳۹)

(۵۱) بشارتِ قبولِ جہاد:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا خواب:

میں نے کل جمعہ کے بیان میں فرضیتِ جہاد سے متعلق بھی چند باتیں کہیں۔ رات کو سوتے وقت بعض ایسے لوگوں کا خیال آگیا جو دینداری بلکہ دین کے داعی بلکہ حفاظتِ دین کے بلا شرکتِ غیرے واحد علَم بردار ہونے کے دعوے کرتے ہیں مگر جہاد جیسے فریضہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

میں سوچنے لگا کہ یہ لوگ پورے قرآن، ذخیرۂ احادیث، تمام انبیاءِ کرام علیہم السّلام اور ان کی امتوں کے عملِ متوارث، سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پوری امتِ مسلمہ کے تعاملِ متوارث اور روزِ روشن کی طرح کھلی حقیقت سے کیسے بے خبر ہیں؟

اسلام میں جہاد کی فرضیت اور اس کی اہمیت سے تو کوئی معاند سے معاند کافر بھی انکار کر کے پوری دنیا میں اپنی حماقت بلکہ دیوانگی کا ثبوت پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ کوئی مسلم اور بزعمِ خویش داعیِ دین۔

میں نے جب بھی ان کی اس بدفہمی اور بدحالی پر غور کیا اور اس کی اساس کا کھوج لگانے کی کوشش کی تو بس یہی جواب ملا ؎

کرشمہ اک ان کی جہالت کا ہے یہ

رات کو ان کے لئے ہدایت اور فہمِ دین کی دعائیں کرتا ہوا سو گیا، خواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔

آپ نے رات کو میرے کمرے میں میرے پلنگ کے ساتھ والے پلنگ پر آرام فرمایا۔ صبح بیدار ہوئے تو میں اپنے پاس اپنی سب سے چھوٹی بچی کو اس کے

بالکل بچپن کی عمر میں دیکھتا ہوں، تقریباً دو سال کی عمر، ابھی تک بولنے میں زبان صاف نہیں۔ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرکے بچی سے پوچھتا ہوں:

"آپ ان کو پہچانتی ہیں، یہ کون ہیں"؟

اس نے کہا: ——— نہیں۔

میں نے کہا:

"آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی۔"

بچی بہت خوشی سے خوب مچل کر توتلی زبان سے بار بار کہنے لگی:

"السلام علیک یا عبداللہ بن مسعود۔"

آپ نے سلام کا جواب دیا۔

اتنے میں اپنے پاس مختلف قسم کے خشک پھلوں کا ڈھیر دیکھتا ہوں، ان میں سے ایک قسم کا پھل غالباً کھجوریں چن چن کر ایک تھیلی میں ڈال کر بچی کو پکڑاتا ہوں اور کہتا ہوں:

"جب آپ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وضوء سے فارغ ہوجائیں تو آپ کو یہ ہدیہ دے دیں۔"

تعبیر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث وفقہ کے بہت بڑے امام ہیں، آپ نے جہاد میں بھی بہت بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں، معرکۂ بدر میں اسلام کے بہت بڑے دشمن ابوجہل کو جہنم رسید کیا، اللہ تعالیٰ بندہ کے ذریعہ علوم قرآن وحدیث اور تفقہ کی ضرب سے مخالفینِ جہاد کی جہالتوں کا خاتمہ فرما رہے ہیں۔ واللہ المستعان۔

۵۲ اعلیٰ درجہ کے مقربین میں سے ہونے کی بشارتِ عظمیٰ

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ (۵۶-۱۰ تا ۱۴)

"اور جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں، وہ خاص مقرب ہیں آرام کے باغوں میں ہوں گے، ان کی ایک بڑی جماعت تو اگلے لوگوں میں سے ہوگی اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔"

۵۳ مقربین میں دخول کی بشارت دوسری بار:

قرآنِ کریم میں ذکرِ مقربین میں سے اوپر کی بشارت ہیں ابتدائی آیات ہیں اور اس بشارت میں آخری آیات:

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ (۵۶ ـ ۲۲ تا ۲۶)

"اور ان کے لئے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی، یہ اُن کے اعمال کے صلہ میں ملے گا، وہاں نہ بک بک سُنیں گے اور نہ کوئی بیہودہ بات، بس سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔"

۵۴ آتشِ عشق کا صلہ:

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ (۷۶ ـ ۱۷، ۱۸)

"اور وہاں ان کو ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔"

۵۵ بشارت علومِ لدنیہ:

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا

مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

(۱۸ — ٦٢ تا ٦۵)

" پھر جب دونوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے خادم) آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ، ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف پہنچی۔ خادم نے کہا کہ لیجئے دیکھئے جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی کو بھول گیا اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا اور اس مچھلی نے دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی۔

موسیٰ نے فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی، سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اُلٹے لوٹے۔

سو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا عِلم سکھایا تھا۔"

اس میں خادم عبدالرحیم کے لئے بھی بشارت ہے۔

۵۶ مُرشدِ کامل نے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچادیا

میں نے ابھی حضرتِ اقدس سے اصلاحی تعلق قائم نہیں کیا تھا، صرف ایک یا دو مرتبہ وعظ میں شرکت کے بعد خواب میں دیکھا کہ میں مکمل پردہ میں حضرت اقدس کے رُوبرو کھڑی ہوں بہت قریب۔ حضرتِ والا کُرتا اور تہبند پہنے ہوئے ہیں۔ حضرتِ اقدس کی آنکھیں نمایاں اور روشن ہیں اور میری آنکھیں بھی روشن ہیں، پھر غیب سے آواز آئی:

"مفتی رشید احمد کا تو دیکھنا ہی کافی ہے، وہ تو دیکھتے ہی بتادیں گے، ان کا تو بس دیکھنا ہی کافی ہے۔"

پھر میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑی ہوئی ہوں اور کسی سے پوچھ رہی ہوں کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کہاں ہیں؟ تو بتانے والا مجھے نظر نہیں آیا بس ہاتھ کے اشارہ سے اس نے مجھے بتایا:

"اس طرف ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم فرمارہے ہیں۔"

میں اس طرف چلی جاتی ہوں وہ ایک وسیع میدان ہے جس میں تاحدِّ نگاہ مرد بیٹھے ہوئے ہیں اس میدان پر کوئی چھت نہیں لیکن دیکھنے میں یوں لگتا ہے کہ میدان پر سایہ ہے، وہاں نہ تو اندھیرا ہے نہ روشنی، اور میدان پر بجری ہے، جہاں میں جاکر کھڑی ہوتی ہوں بالکل اسی سیدھ میں بہت فاصلہ پر تخت پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما ہیں، مجھے صورتِ مبارکہ نظر نہیں آئی، بس وہ نورانی مجسمہ تھا نور ہی نور۔ میں مردوں کی آخری صف سے پانچ چھ قدم کے فاصلہ پر کھڑی ہوئی ہوں۔

۵۷ بے مثال مصلح قلب:

مجھے خواب میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، آپ ارشاد فرما رہے تھے:

"اس وقت مفتی رشید احمد صاحب جیسا مصلح قلب کوئی نہیں، اس لئے علماء اور عوام پر لازم ہے کہ اصلاحِ قلب کے لئے آپ سے تعلق قائم کریں۔"

۵۸ حکیم الامۃ قدس سرہ کا انتخاب:

میں نفس و شیطان اور بُرے ماحول کے ہاتھوں گمراہ، راندۂ درگاہ ہو کر توبہ و استغفار کے لئے ملک کے مشہور علماء، اولیاء اللہ اور خانقاہوں کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ سات سال تک تو وقت کے سب سے بڑے بزرگ (ایک بہت مشہور عالم و بزرگ کا نام) کی خدمت میں بھی گزارے لیکن مضطرب ہی رہا، قلبی سکون نہ ملا۔

اکثر اوقات خصوصاً رات کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ زاری کر کے التجا کرتا تھا:

"یا الٰہی! مجھے شریعت مطہرہ کے مکمل پابند مقبول ولی اللہ سے ملا دے، جس کے سامنے دو زانو ہو کر سابقہ اعمالِ بد سے استغفار کر کے باقیماندہ زندگی تیری رضا کے مطابق گزار سکوں۔"

بفضلِ الٰہی ایک مبارک رات کو خواب میں حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ ایک وسیع باغ کے پاس چہل قدمی فرما رہے تھے، مجھے

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وفیوضہم کی طرف اشارہ فرمادیا۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کا مقامِ ولایت تو بڑے بڑے اولیاء اللہ سے بلند تر ہے، لیکن حضرتِ اقدس سے کوئی ملاقات نہ تھی، بس اُس بشارت کے بعد دل میں ہمیشہ کے لئے فیصلہ کرلیا کہ اِس وقت پوری دنیا میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وفیوضہم کا ہمسر کوئی ولی اللہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس کی بارگاہ میں پہنچا کر تمام منکرات اور ہر قسم کے فسق وفجور سے یکسر پاک فرمادیا اور سکونِ قلب کی بے بہا دولت سے نوازا، صد ہزار بار الحمد للہ۔

۵۹ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے والا

میں رات کو دُرود شریف پڑھتے پڑھتے سوگیا، اس نیت سے کہ دُرود شریف کی برکت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو، جب آنکھ لگی تو خواب میں حضرتِ والا کو دیکھ رہا ہوں۔

۶۰ بشارتِ عظمیٰ:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ○ (۲۱ - ۱۰۱)

جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہوچکی ہے وہ لوگ اس (جہنم) سے دُور رکھے جائیں گے۔

۶۱ مقربین میں ہونے کی بشارت تیسری بار:

نمبر ۵۲ میں مذکورہ آیت۔

(۶۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے والا

الحمد للہ! اس رمضان المبارک میں حضرت والا کی دعاؤں سے اعتکاف کی سعادت نصیب ہوئی، ۲۱ رمضان المبارک کی رات میں تہجد کے لئے لگایا ہوا الارم بجنے سے پہلے ایسا عجیب خواب دیکھا کہ اب تک دل و دماغ اس کی حلاوت سے سرشار ہیں اور بار بار دل میں خیال آتا ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ انسان کو بھی اتنی بڑی نعمت سے مولائے کریم اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اپنے گھر میں بلاکر۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ.

خواب میں دیکھتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں ہوں اور کوئی شخص ایک طرف اشارہ کرکے مجھے کہتا ہے:

"ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ"

میں اس طرف دیکھتا ہوں تو وہاں حضرت والا کھڑے ہیں دستار اور عباء پہنے ہوئے، میں فوراً کہتا ہوں کہ یہ تو ہمارے حضرت اقدس ہیں، تو وہ شخص پھر بڑے زور اور یقین کے ساتھ کہتا ہے:

"ھٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گفتگو فرمارہے ہیں، میں کھڑا دیکھتا رہ جاتا ہوں کہ میں اپنے حضرت کی زیارت کررہا ہوں یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دل چاہتا کہ حضرت تعبیر مرحمت فرمائیں۔

تعبیر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ دکھایا گیا ہے۔

(۶۲) فیضِ حکیم الامت قُدِّسَ سِرُّہ؛

حضرتِ اقدس سے بیعت ہوئے ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی کے گھر گئی ہوں وہاں مناجاتِ مقبول پڑھنے کا وقت ہوگیا تو میں بے چین ہوگئی، وہاں دُعاؤں کی بہت سی کتابیں تھیں، میں ان میں مناجاتِ مقبول ڈھونڈتی رہی مگر مجھے وہ نہ ملی۔ پھر کسی نے مجھے دُعاء کی کوئی کتاب دی کہ یہ پڑھ لو تو میں نے کہا؛

"نہیں میں تو مناجاتِ مقبول ہی پڑھوں گی۔"

پھر میں نے دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں ان میں سے ایک عورت میری طرف اشارہ کرکے کہتی ہے؛

"یہ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئی ہیں۔"

دوسری پوچھتی ہے؛ —————— "وہ کون ہیں؟"

پہلی عورت اسے بتاتی ہے؛

"وہی حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی جنھوں نے بہشتی زیور لکھی ہے۔"

بیدار ہونے کے بعد اس بات پر حیرت کے ساتھ بہت مسرت بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے ایسے شیخِ کامل سے وابستہ فرمادیا کہ ان کے فیض کو حضرت حکیم الامۃ قُدِّسَ سِرُّہ کا فیض دکھایا گیا ہے۔

بیعت کے بعد میں اپنے اندر انقلابِ عظیم محسوس کرتی ہوں اور فرطِ مسرت کی مستی میں بار بار یہ شعر دل سے اٹھتا ہے اور بے ساختہ زبان پر جاری ہوجاتا ہے ؎

کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیرِ مغاں تو نے
مرا میخانہ اب لاہوت ہے روح الامیں ساقی

۶۴ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر:

اَلْکَامِلُوْنَ

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (۹-۱۰۰)

اللہ کے کامل بندے

"جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے متبع ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔"

۶۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام:

ایک بہت بڑے اور بہت مشہور شیخ طریقت جو عمر میں حضرت اقدس سے بھی بڑے ہیں انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مفتی رشید احمد کو میرا سلام پہنچادیں۔"

دل چاہتا تھا کہ ایسے مقبول ولی اللہ کا نام بھی لکھ دیا جائے مگر انہوں نے نام ظاہر کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ مراد ہیں۔

سینے میں جو ہر دم ہے تجلّی کا تلاطم
کیا عرشِ مُعلّیٰ اُتر آیا مرے دل میں
او پردہ نشیں! میں ترے اس ناز کے قرباں
پنہاں مری آنکھوں سے ہویدا مرے دل میں
اشعارِ حکمت
احادیث
آیات
وارداتِ قلبیّہ
حدود اللہ پر استقامت کی برکت، حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی زندگی کا ایک
عجیب و غریب پہلو، بین النوم و الیقظہ منجانب اللہ آیات و احادیث اور اشعار کی صورت
میں بشارات کا دل سے زبان پر ورود، ان گنت قصص و واردات میں سے صرف ایک مثال،
شاید کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت، تعلق اور اعتماد و توکّل کا وہ جذبہ بھر دیں
جو دشمنانِ اسلام کی فتنہ سامانیوں کی تند و تیز ہواؤں میں بھی حدود اللہ پر استقامت
کی شمع جلائے رکھتا ہے۔

وارداتِ قلبیہ

ان الحکم الا للہ
حکم تو بس اللہ ہی کا ہے
(یوسف، آیت ۴۰)

وارداتِ قلبیہ

حضرتِ والا دامت برکاتہم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب معاملہ یہ ہے کہ سوتے میں کوئی آیتِ رحمت و بشارت یا اس مضمون کی کوئی حدیث قلبِ مبارک میں وارد ہوتی ہے اور اسی حالت میں فوراً آنکھ کھل جاتی ہے، اکثر و بیشتر آیاتِ قرآنیہ ہی وارد ہوتی ہیں، اور گاہے گاہے احادیثِ رحمت و بشارت کا بھی ورود ہوتا ہے، جن میں سے بعض کا ذکر عنوان "مبشراتِ منامیہ" میں گزر چکا ہے۔

حضرتِ والا مذکورہ حالت مبارکہ سے عرصۂ دراز سے مشرف ہیں، اب واردات کے ضبط کا اہتمام شروع کیا تھا مگر چونکہ بفضل اللہ تعالیٰ ان بشارات کا ورود مسلسل بہت کثرت سے ہونے لگا ہے اس لئے حضرتِ والا نے ان کے ضبط سے منع فرمادیا، اور ارشاد فرمایا:

"کہاں تک لکھیں گے؟ اب تو ؎

شب و روز کا مشغلہ ہو گیا"

بسا اوقات بیداری میں بھی قلب میں حسبِ حال آیاتِ مبارکہ کا وُرود ہوتا ہے۔

حضرتِ اقدس کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وارداتِ قلبیہ بھی بکثرت آیاتِ قرآنیہ سے ہوتے تھے۔

حضرتِ والا کے حکم کی تعمیل میں "وارداتِ قلبیہ" کے ضبط کا سلسلہ چھوڑ دیا گیا تھا مگر ایک بہت ہی اہم، نہایت عبرت انگیز و سبق آموز واقعہ بلکہ اعجوبہ اس لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ شاید اسے پڑھنے والوں کے قلوب میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت،

تعلق، اعتماد و توکل پیدا فرما دیں جس کی بدولت بڑے سے بڑے فتنوں اور آزمائشوں کی تند ہواؤں میں بھی حدود اللہ پر استقامت نصیب ہو جائے، واقعہ یہ ہے:

نسبتِ موسویّہ وارداتِ قلبیّہ کے آئینہ میں:

ایک بہت گمراہ اور ملحد پیر جس کے مرید بیرونی ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں، اس کے مریدوں کی کثرت، مالی قوت اور حکومت میں اثر و رسوخ کے علاوہ طبائع میں غلبۂ شر و فساد کی وجہ سے ان کی طغیانی، سرکشی اور فرعونیت کا یہ عالم کہ کسی نے پیر کے خلاف ذرا سی زبان کھولی بس اس پر قیامت آئی۔ مار پٹائی، وحشتناک تشدد، گھروں کے اندر گھس گھس کر بہت ہی دردناک مارپیٹ کا مستقل مشغلہ، اغواء اور قتل میں بہت شہرت، ان کے ظلم و تشدد اور بہیمانہ حرکتوں کی وجہ سے عوام میں ان سے بہت سخت خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔

حضرتِ والا نے اس کی ہدایت کے لئے پہلے بہت نرمی، محبت اور دل سوزی سے اس کو نصیحت فرمائی اور راہِ راست پر لانے کی ہر چند کوشش کی مگر اس نے الٹا اثر لیا تو اس کے الحاد و زندقہ کے شر سے امت کو بچانے کے لئے اس کے خلاف بذریعہ تقریر و تحریر جہاد شروع فرمایا جس سے مریدوں میں آگ لگ گئی، گویا آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا، ایک طرف اخباروں، رسالوں، پوسٹروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ حضرتِ والا کے خلاف مضامین کا مسلسل طوفان بپا کر دیا اور دوسری طرف ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعہ اغواء اور سخت سے سخت کارروائیوں کی دھمکیوں کا لامتناہی سلسلہ قائم کر دیا، حتیٰ کہ بزعم خود بعض خیرخواہ حضرات نے حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کیا:

"ایسے غنڈہ قسم کے لوگوں کو چھیڑنا نہیں چاہئے تھا، اب

قصہ شروع ہو ہی گیا تو آپ اپنی حفاظت کا مکمل اور بہت مضبوط
انتظام فرمائیں، ان لوگوں سے بہت سخت خطرہ ہے۔"
حضرتِ والا ہر موافق و مخالف کو جو جواب دیتے اور اسے عام مجالس میں
دہراتے بھی رہتے وہ یہ تھا:

"اونٹ کسان کے کھیت میں چلا گیا، کسان اسے بھگانے
کے لئے ڈگڈگی بجانے لگا، اونٹ نے کہا:
"میری پشت پر تو ڈھول بجتے رہتے ہیں تو مجھے ڈگڈگی سے
ڈرا رہا ہے؟"

مجالس میں بار بار یوں بھی فرماتے:

"اب تو شوقِ شہادت اعماقِ قلب سے ابل کر میرے بدن
کے ایک ایک رونگٹے میں رواں دواں ہے ۔

سر جدا کرد از تنم یارے کہ باما یار بود
قِصہ کوتہ کرد ورنہ دردِ سر بسیار بود

"میرے محبوب نے میرا سر میرے دھڑ سے جدا کر دیا ہے،
قصہ مختصر کر دیا ورنہ دردِ فراق ناقابلِ تحمل ہو رہا تھا۔"

ان دشمنانِ دین کے مطالبات یہ تھے:

① اپنے فتویٰ سے رجوع کا اعلان اخباروں میں کریں۔
② تقریروں میں ہمارے خلاف کہنا چھوڑ دیں۔
③ ہم سے معافی مانگیں اور پھر اخباروں میں اس کا اعلان بھی کریں۔

ان لوگوں نے اپنے یہ مطالبات منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا
جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ ان طاغوتی لشکروں نے اخباروں، رسالوں، پوسٹروں

اور پمفلٹوں کی توپوں کے علاوہ ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعہ بھی اغواء اور سخت سے سخت کارروائیوں کی دھمکیوں کو بروئے کار لانے کے لئے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے کہ ان کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا، مگر:

"بفضل اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے استقلال و استقامت میں بال برابر بھی فرق نہ آنے پایا، بلکہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کا جوش اور اس کی خاطر جذبۂ شہادت مسلسل ترقی پذیر اور موجزن رہا۔"

اس سے بھی بڑھ کر یہ کمال کہ آپ نے عوام کو ہیجان و انتشار سے بچانے کے لئے یہ تدبیر فرمائی:

"خطوط اور ٹیلیفون سے وصول ہونے والی دھمکیوں کو مکمل طور پر صیغۂ راز میں رکھتے، کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اخباروں، پوسٹروں، پمفلٹوں وغیرہ کے مضامین سے عوام میں جو ہیجان پیدا ہوتا اسے فرو کرنے کے لئے صبر و تحمل پر ایسا مؤثر بیان فرماتے کہ سب جذبات سرد پڑ جاتے۔"

حضرتِ والا اسی میں حکمت سمجھتے تھے ورنہ عوام میں اس قدر ہیجان و اشتعال تھا کہ اس ملحد کے خلاف اعلانِ جہاد کر کے اس کی خانقاہ کو تباہ کرنے کے جذبات ابھر رہے تھے، ایک زبردست محرک قائد نے اس کی اجازت طلب کی حضرتِ والا نے تصادم و خون ریزی سے منع فرما دیا۔ کئی بااثر حضرات بلکہ بعض متعلقہ سرکاری حکام نے بھی فوجداری اور دیوانی مقدمات دائر کرنے کی اجازت چاہی، حضرتِ والا نے اسے بھی ردّ فرما دیا۔

ان حالات میں حضرتِ والا نے ڈیڑھ سال کا عرصہ نہایت صبر و تحمل، استقلال اور حدود اللہ پر حیرت انگیز استقامت سے گزارا، اس صبر و استقلال اور حدود اللہ پر

استقامت کی بدولت اللہ تعالیٰ نیم بیداری کے عالم میں "واردات قلبیہ" کی صورت میں مسلسل بشارتوں کی بارش سے نوازتے رہے، جن میں سے صرف چند اہم واردات وبشارات نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

① سیاہ دلوں کو نصیحت نقصان دیتی ہے:

وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝ (۱۷—۶۰)

"اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔"

② ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت ہے:

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(۴۵—۲۳)

"سو کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا اللہ اپنی نفسانی خواہش کو بنا رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے، سو ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت کرے؟ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟"

③ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے خلاف ان کے معبودوں کی شہادت:

فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۝ (۲۵—۱۹)

"لو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا

ٹھیرادیا، سوتم نہ تو خود عذاب کو ٹال سکتے ہو اور نہ مدد دیئے جا سکتے ہو۔"

④ حق و باطل کا معرکہ بہت بڑی آزمائش ہے:

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ؀ (۲۵—۲۰)

"اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لئے آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے۔"

⑤ دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا مرے دل میں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؀ (۱۰—۶۲)

"یاد رکھو کہ بلاشبہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو خوفناک اور غمناک حوادث سے بچاتے ہیں)۔"

⑥ وعدۂ حفاظت و نصرت:

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَھُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؀ (۲—۱۳۷)

"تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے ان سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔"

⑦ وعدۂ حفاظت و نصرت:

اٰمِنِيْنَ .... لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ؀ (۴۸—۲۷)

"امن امان کے ساتھ ...... کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا، سو

اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے لگے ہاتھ ایک فتح دے دی "۔

⑧ نسبتِ موسویہ، فرعونی لشکر کا انجام :

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا۝ (۱۷۔۔۔۱۰۰ تا ۱۰۳)

"اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے جبکہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے، سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھئے، تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے، موسیٰ نے فرمایا تو خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار ہی نے بھیجے ہیں جو بصیرت کے ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کم بختی کے دن آئے ہیں، پھر اس نے چاہا کہ بنی اسرائیل کے اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے، سو ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا"۔

⑨ نسبتِ موسویہ، فرعونی لشکر کا انجام :

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۝ (۵۱۔۔۔۳۸، ۳۹)

"اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی عبرت ہے، جبکہ ہم نے

ان کو فرعون کے پاس ایک کھلا معجزہ دے کر بھیجا، سو اُس نے مع ارکانِ سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہے۔"

⑩ اولیاء اللہ کے دشمنوں کا انجام:

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (۲۷ــ۴۸ تا ۵۲)

"اور اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ آپس میں سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین کو جا ماریں گے، پھر ہم ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے مارے جانے میں موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔ اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی، سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کر دیا۔ سو یہ اُن کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ان کے کفر کے سبب سے، بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کے لئے۔"

حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے متعلقین کو قتل کرنے کا منصوبہ بنانے

والے ان نو بدبختوں کی طرح حضرتِ والا کو اغواء وقتل کی دھمکیاں دینے والوں اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچانے والے ملحدوں میں سے بھی نو بدبخت پیش پیش تھے جن کا بہت برا حشر ہوا۔

⑪ اولیاء اللہ کے دشمنوں کا انجام:

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ (۹۱—۱۴،۱۵)

"سو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا، تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر اس کو عام فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے اخیر میں کسی خرابی کا اندیشہ نہ ہوا۔"

اس اونٹنی کا وجود حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھا، کفار نے اس دلیلِ نبوت کی قطع و برید کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا، اسی طرح حضرتِ والا کے دشمن ملحدین آپ کے فتوی میں مندرجہ دلائلِ شریعت کی قطع و برید اور فتوی میں تحریف کر کے ذلیل و خوار ہوئے۔

⑫ طاغوتی لشکروں میں بھگدڑ:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (۵۴—۴۵)

"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔"

⑬ گزشتہ زمانہ کے دشمنانِ اسلام پر قہرِ الٰہی سے سبق:

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ (۵۴—۵۱)

"ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں، سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔"

(۱۴) طاغوتی لشکروں نے مطالبۂ عذاب کی بھی رٹ لگا رکھی تھی:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (۲۹ــــ۲۹)

"سو ان کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔"

آگے اس کا جواب ہے۔

(۱۵) دیر گیر د سخت گیر د مر ترا:

"وہ ذرا دیر سے پکڑتا ہے مگر بہت سخت پکڑتا ہے۔"

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ (۲۲ــــ۴۷)

"اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا، اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق۔"

(۱۶) فتح مبین، ربِّ کریم کا کرمِ عظیم، قدرت کا عجیب کرشمہ:

اس کی تشریح خود حضرتِ والا کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے، ارشاد فرمایا:

"میں فجر کے بعد تفریح سے واپس آکر حسبِ معمول استراحت کے لئے لیٹ گیا، سونے کے بعد چند ہی لمحات گزرے کہ قلب سے بہت زبردست چوٹ کے ساتھ آواز آئی:

"چار سو آٹھ! چار سو آٹھ!! چار سو آٹھ!!!"

فوراً آنکھ کھل گئی، دوبارہ سونے کی کوشش کی، آنکھ لگی ہی

تھی کہ پھر ضربِ شدید کے ساتھ وہی آواز :

”چار سو آٹھ ! چار سو آٹھ ! ! چار سو آٹھ ! ! !“

دل پر بہت سخت چوٹ پر چوٹ پڑ رہی تھی ، تیسری بار پھر سونے کی کوشش کی تو فوراً ہی پھر وہی چوٹوں کی بھرمار :

”چار سو آٹھ ! چار سو آٹھ ! ! چار سو آٹھ ! ! !“

بالآخر اٹھ کر بیٹھنا پڑا ، شروع ہی سے دل میں اس کا مطلب یہ آرہا تھا :

”قرآنِ مجید کے جس نسخہ پر تلاوت کا معمول ہے اس کا صفحہ نمبر ۴۰۸ دیکھو۔“

میں نے ہر چند کوشش کی کہ سونے کا معمول پورا کرلوں ، اس کے بعد اٹھ کر دیکھ لوں گا ، مگر وہ کہاں سونے دے ؟ ربِّ کریم نے پے بہ پے اتنی زبردست چوٹیں لگائیں کہ جب تک اٹھ کر بیٹھ نہیں گیا چھوڑا نہیں ۔

میرا خیال تھا کہ قرآنِ مجید کے اس صفحہ میں بشارت کی کوئی ایک آدھ آیت ہوگی ، مگر جب قرآنِ مجید کھولا تو ربِّ کریم کے کرمِ عظیم کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ صفحہ کی ابتداء ہی سے سورۂ فتح شروع ہو رہی ہے ، بشارت کی کسی ایک آدھ آیت کی بجائے پوری سورت ہی بشاراتِ عظیمہ کی بارش ہے ۔

اس پوری سورت کے ایک ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ کے انعاماتِ عظیمہ اور عجیب سے عجیب تر بشارات کے خزانے ہیں جن کو پورے طور پر صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے سمجھا ہے ، دوسرے

کسی کی وہاں تک رسائی نہیں۔

اس وقت سے میں نے "چار سو آٹھ" کے صدقہ سے دُعاء مانگنے کا معمول بنالیا ہے۔"

"وارداتِ قلبیہ" کے ذریعہ وصول ہونے والی ان بشاراتِ عظیمہ کے چند ہی روز بعد اللہ تعالیٰ نے شیطانی لشکروں کی کمر توڑ دی، طرح طرح کی نقمتوں اور عذابوں میں گرفتار کرکے سب کو خائب وخاسر کر دیا، حتیٰ کہ پھر انہوں نے حضرتِ والا کی خدمت میں معافی کی درخواست کی، حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"ان معاملات میں میری ذات کا قطعاً کوئی دخل نہیں، اس لئے مجھ سے معافی مانگنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، میں نے جو کچھ بھی کیا محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے اور تم لوگوں نے میرے خلاف جو فتنے برپا کئے ہیں اور فسادات پھیلائے ہیں وہ درحقیقت میری مخالفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور بغاوت ہے، اس لئے اپنی ان شرارتوں اور ملحدانہ عقائد سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے، میرا اللہ راضی تو میں بھی راضی۔"

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے اس قربِ خاص سے ہم سب کو حصۂ وافرہ عطاء فرمائیں۔ اپنی محبت، تعلق اور ہر مرحلہ میں دین پر استقامت کی دولت سے نوازیں، آپ کے فیوض سے امت کو تاقیامت زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ آمین

(۱۷) نقمتوں کے بعد بھی ہدایت بدبختوں کے مقدر میں نہ ہوئی:

وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝ (۱۷-۶۰)

"اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔"

حضرتِ والا کا معمول تھا کہ ان ملحدوں اور جان تک کے دشمنوں کے لئے ہدایت کی دُعاء فرمایا کرتے تھے، بالخصوص نمازوں کے بعد۔

واردِ مذکور میں اس طرف اشارہ ہے کہ طرح طرح کی ذلتوں اور نقمتوں کے بعد بھی ان بدبختوں کے مقدر میں ہدایت نہیں، اس کے باوجود حضرتِ والا نے ان کے لئے ہدایت کی دُعاء کا معمول جاری رکھا۔

⑱ اللہ تعالیٰ معاندین کو ہدایت نہیں دیتے :

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (۷۔۱۷۶)

”اور اگر ہم چاہتے تو اس کو اُن آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا، سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔“

⑲ نیم جان بستاند و صد جان دہد :

”وہ آدھی جان لے کر سو جانیں دیتے ہیں“۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○

(۱۲۔۷۶)

”ہم جس کو چاہتے ہیں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام

علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کو مخالفین کی اذیتوں پر صبر کرنے کی بدولت یہ درجات عطاء ہوئے، اسی طرح ہمارے حضرت کو ملحدین کی اذیتوں پر صبر اور قدرت کے باوجود درگزر کرنے پر یہ بشارت ملی۔

(۲۰) آنچہ در وہمت نہ آید آں دہد :

"اتنا دے گا کہ تیرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا"۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (۹۴ — ۴ تا ۶)

"اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا، سو بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے، بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔"

(۲۱) ملحدین کی اذیتوں پر صبر و درگزر پر انعام عظیم :

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ؕ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝

"(اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے) فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا، انہوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو، ارشاد ہوا کہ میرا عہد خلاف ورزی کرنے والوں کو نہیں ملے گا"۔

(۲۲) وعدۂ نصرت :

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ (۴۰ — ۵۱)

"یقیناً ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے"۔

(۳۳) سلام محبت:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ○ (۳۷ — ۱۱۹، ۱۲۰)

"اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام۔"

اس میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے ساتھ راقم الحروف بندہ عبدالرحیم کے لئے بھی بشارت ہے۔

اِن بشارات کے بارہ میں حضرتِ والا فرماتے ہیں:

"قاعدہ کے مطابق تو اس قسم کی بشارات خوف و خطر اور غم و فکر کی حالت میں خوف زدہ وافسردہ قلبِ حزین و دلِ غمگین کی تسلی و تسکین کے لئے عطاء کی جاتی ہیں مگر بعونِ اللہ تعالیٰ میرے قلب پر تو کسی قسم کے خوف کا بال برابر بھی اثر نہیں، بلکہ کسی خطر کا کسی گوشۂ قلب پر بھی گزر نہیں، یہ محض میرے اللہ کا کرم ہے، پھر مکمل سکونِ قلب کی حالت میں بھی ایسی بشاراتِ عظیمہ کا تسلسل کرم بالائے کرم۔"

حضرتِ والا کے اس ارشاد کی آپ کے حالات سے پوری پوری تصدیق ہوتی ہے، نہ کسی نے کبھی کسی قسم کی فکر کا کوئی اثر آپ پر دیکھا، نہ ہی حفاظت کا کوئی سامان، گھر سے باہر جانے کا معمول جس طرح پہلے تھا اس میں ذرا سی بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی، جمعرات کی شام کو عصر کے بعد شہر سے باہر بہت دور سنسان پہاڑیوں پر تفریح، مغرب کی نماز وہیں پڑھنا اور رات کو بہت دیر سے واپسی یہ معمول بلاخوف و خطر جاری رہا، جبکہ اس زمانہ میں شہر کے اندر دن دہاڑے ڈکیتی اور

قتل وغارت کی واردات روزانہ کے معمولات میں داخل ہوگئی تھیں۔

حضرتِ والا کے اس تفریحی دورہ کا دن، وقت، جہت، راستہ اور مقامِ تفریح ونماز، پھر واپسی کا وقت سب کا ایک نظم متعین ہے جس سے کبھی بھی ذرا بھی تقدیم یا تاخیر نہیں ہوتی، ایسے مواقع کو تو دشمن بہت غنیمت سمجھتا ہے، اس لئے بعض مخلصین نے کئی بار اس بارہ میں عرض کیا مگر حضرتِ والا اس کی بزدلی کا ایسا مذاق اڑاتے کہ اس میں مزید کچھ کہنے کی ہمت نہ رہتی۔

کبھی کوئی عرض کرتا:

"حضرت! شہر کے اندر دن دہاڑے قتل وقتال کا سلسلہ جاری ہے، آپ باہر تشریف نہ لے جایا کریں۔"

آپ مسکراتے ہوئے فرماتے:

"قتل وقتال تو شہر کے اندر ہو رہا ہے، میں شہر سے باہر جاتا ہوں، اور دن میں ہو رہا ہے میں رات کو جاتا ہوں۔"

پھر جب دشمنانِ اسلام بالخصوص روافض سے حضرتِ اقدس کے زبانی وقلمی جہاد کا نقارہ عالم میں چار سُو بجنے لگا اور آپ کی تقریر وتحریر میں یہ اعلان نشر ہونے لگا:

"جو شیعہ قرآن پر اپنا ایمان ثابت کردے اسے لاکھ روپے دوں گا۔"

حضرتِ اقدس کی للکار کی تاب نہ لاکر اور چیلنج سے عاجز آکر روافض نے مسلح کارروائیوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ایک بیرونی حکومت کے علاوہ صوبائی حکومت بھی ان سے بھرپور تعاون کرنے لگی، تو حضرتِ اقدس کے خدام میں سے مجاہدینِ افغانستان وکشمیر کے قائدین کے اصرار پر آپ نے حفاظتی تدابیر کی اجازت دے دی۔

اس موضوع پر رسالہ "مسلح پہرہ اور توکل" میں علوم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، یہ رسالہ مستقل بھی شائع ہو رہا ہے اور "احسن الفتاوی" جلد ۶ "کتاب الجہاد" میں بھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا ۳۳ ۲۵

عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسا واشد تنکیلا (۴ ۸۴)

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (الحدیث)

روافض کی رسوائی

مثل مشہور ہے کہ کوئی ہاتھی کو چھیڑے تو بچ سکتا ہے مگر ہاتھی کے بچے کو چھیڑنے کے بعد بچنا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو تمام باطل فرقوں بالخصوص اسلام کے ازلی دشمن روافض کے خلاف ایک ایسی شمشیر بے نیام بنایا ہے جس کی کاٹ تو کاٹ چمک سے ہی ان کی آنکھیں خیرہ ہوئی چلی جارہی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت آپ کو نقصان پہنچانے کے درپئے رہتے ہیں مگر وہ جتنا تڑپتے ہیں جال ان کی کھال میں اتنا ہی گھستا ہے۔ زیر نظر باب ان کی اسی ذلت و رسوائی پر مرثیہ خواں ہے۔

روافض کی رسوائی

روافض کے خلاف حضرت والا کے زبانی و قلمی جہاد سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے انتہاء رسوا کیا تو انہوں نے بغرضِ انتقام ناپاک عزائم بروئے کار لانے کی مہم بہت تیز تر کردی، ان کے ساتھ ایک بیرونی حکومت کے علاوہ رسوائے زمانہ صوبائی حکومت کا بھی بھرپور تعاون تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ حضرت والا کو سلسلۂ بشارات سے مشرف فرماتے رہے، جن کا ورود اس قدر کثرت سے تھا کہ ضبط سے باہر۔ ان میں سے جو احاطۂ ضبط میں آسکیں تحریر کی جاتی ہیں:

① اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (۶۴—۱۳)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل رکھنا چاہئے۔"

② وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ (۴—۱۴۱)

"اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرمائیں گے۔"

③ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

(۳—۱۵۱)

"ہم ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے، اور وہ بری جگہ ہے ظالموں کی۔"

④ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (۵—۵۶)

"اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور مومنین سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔"

⑤ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٦-٤٩﴾

"اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں ان کو عذاب ہوتا ہے اس وجہ سے کہ وہ فسق کرتے ہیں۔"

⑥ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٦١-٨﴾

"یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا، گو کافر کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

⑦ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨-١٩﴾

"اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی گو کتنی زیادہ ہو، اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔"

⑧ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٧-١٧٦﴾

"اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اُس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اُس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اُس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری

آیتوں کو جھٹلایا، سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں"۔

⑨ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○ (۳۶ — ۹)

"اور ہم نے ایک آڑ اُن کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے اُن کو گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے"۔

⑩ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ○ (۳۶ — ۶۶)

"اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیا میٹ کر دیتے، پھر یہ رستے کی طرف دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا"۔

⑪ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ○ (۳۶ — ۶۷)

"اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے، جس سے یہ لوگ نہ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے"۔

⑫ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ○ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○ (۶۵ — ۲، ۳)

"اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک انداز مقرر کر رکھا ہے"۔

(۱۳) وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط
(۴۷ — ۴)

"اور اگر اللہ چاہتا تو اُن سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ امتحان کرے۔"

(۱۴) وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ط وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ (۳۳ — ۲۵)

"اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اُن کے غصہ میں بھرے ہوئے لوٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے خود ہی کافی ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا بڑا زبردست ہے۔"

(۱۵) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ (۳ — ۱۲۰)

"اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی مکاری تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں۔"

(۱۶) فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (۳ — ۱۴۶ تا ۱۴۸)

"سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے اُن مصائب کی وجہ سے جو اُن پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ اُن کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے۔ اور اُن کی زبان سے بھی تو اس کے سوا

نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو کافروں پر غالب کیجئے۔ سو اُن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نکوکاروں سے محبت ہے۔"

(۱۷) سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝ (۹—۱۰۱)

"ہم ان کو عنقریب دوبار عذاب دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔"

(۱۸) إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝ (۷-۱۹۶)

"یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔"

(۱۹) فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (۸—۴۸)

"پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو شیطان اُلٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں، میں اُن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔"

(۲۰) إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ۝ (۱۰—۷۱)

"اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہیہ کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا

اللہ ہی پر بھروسا ہے سو تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو پھر تمہاری وہ تدبیر گھٹن کا باعث نہ ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔"

(۲۱) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (۲۸۔۲۱)
"اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔"

(۲۲) اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (۳۔۱۷۵)
"اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔"

(۲۳) وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ (۶۹۔۹، ۱۰)
"اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے، سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا۔"

(۲۴) اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ (۶۹۔۱۱)
"جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی ہم نے تم کو کشتی میں سوار کیا۔"

(۲۵) وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ (۷۳۔۱۱)
"اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں نازونعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان کو تھوڑے دنوں اور مہلت دے دو۔"

(۲۶) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

(۴۸ — ۲،۱)

"بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دی اور آپ کو سیدھے رستہ پر لے چلے۔"

(۲۷) هُوَ الَّذِيٓ أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوٓا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ (۴۸ — ۴)

"وہ اللہ ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تاکہ اُن کے پہلے ایمان کے ساتھ اُن کا ایمان اور زیادہ ہو اور آسمان اور زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔"

(۲۸) هُوَ الَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (۸ — ۶۲، ۶۳)

"وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے قوت دی اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا، اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا، بیشک وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔"

(۲۹) هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ (۶۱ — ۹)

"وہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ

اُس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

(۳۰) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○ (۴۰-۵۱)

"ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز میں بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔"

(۳۱) هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ○ (۷۹ — ۱۵)

"کیا آپ کو موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے۔"

(۳۲) فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (۲ — ۱۳۷)

"تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی اُن سے اللہ تعالیٰ نمٹ لیں گے اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔"

(۳۳) عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ○ (۷ — ۱۲۹)

"بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے اُن کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں گے، پھر تمہارا طرزِ عمل دیکھیں گے۔"

(۳۴) عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِیْلًا ○ (۴ — ۸۴)

"اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ کافروں کے زورِ جنگ کو روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ زورِ جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دیتے ہیں۔"

(۳۵) فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (۳ — ۱۰۷)

"وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔"

(۳۶) قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ (۳۷ — ۱۰۵)

"تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا بے شک ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔"

(۳۷) لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ (۴۸ ـ ۲۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام میں ان شاء اللہ امن و امان کے ساتھ ضرور جاؤ گے کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا، کوئی بال کترا تا ہوگا، کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا، سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں، پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دے دی۔"

(۳۸) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ (۱۵ ـ ۹۵، ۹۶)

"یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں، ان سے ہم آپ کے لئے کافی ہیں، سو اُن کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔"

(۳۹) فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ (۴۱ ـ ۵۰)

"سو ہم ان کافروں کو ان کے سب کردار ضرور بتلا دیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزا چکھا دیں گے۔"

(۴۰) فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○ (۶۱ ـ ۱۴)

"سو ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، سو وہ غالب ہو گئے۔"

(۴۱) وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ (۳۳ — ۳)
"اور اللہ پر بھروسا رکھئے اور اللہ کافی کارساز ہے۔"

(۴۲) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ (۳ — ۶۳)
"پھر اگر وہ سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو۔"

(۴۳) سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ (۵۴ — ۴۵)
"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔"

(۴۴) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (۵۷ — ۱۹)
"اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہوگا اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ جہنمی ہیں۔"

(۴۵) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○ (۷ — ۱۳۷)
"اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا، اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کردیا۔"

(۴۶) وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○ (۲۸ — ۵، ۶)
"اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین میں زور گھٹایا جارہا تھا ہم ان پر

احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کو مالک بنائیں اور ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان کی جانب سے وہ واقعات دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے''۔

(۴۷) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (۴-۱۱۳)

''اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے آپ کو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا، اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرا برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے''۔

(۴۸) لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ (۳۴-۴)

''تاکہ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے، ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے''۔

(۴۹) وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○ (۳۴-۵)

''اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کی تھی ہرانے کے لئے ایسے لوگوں کے لئے سختی کا دردناک عذاب ہوگا''۔

(۵۰) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ○ (۶۱-۱۳)

"اور ایک اور بھی ہے کہ تم اس کو پسند کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی، اور آپ مؤمنین کو بشارت دے دیجئے۔"

(۵۱) فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ○ (۲۷-۷۹)

"سو آپ اللہ پر توکل رکھئے، یقیناً آپ صریح حق پر ہیں۔"

(۵۲) سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ○ (۲۸-۳۵)

"ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوتِ بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطاء کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی، ہمارے معجزے لے کر جاؤ، تم دونوں اور جو تمہارا اتباع کرے گا غالب رہوگے۔"

اس آیت کے وُرود میں برکتِ حضرتِ اقدس بندہ عبدالرحیم کے لئے بھی بشارت ہے۔

(۵۳) وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا○ (۴-۱۵۳)

"اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا رعب دیا تھا۔"

(۵۴) يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (۹-۷۴)

"وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی، حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کی بات کہی تھی اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے اور انہوں نے ایسی شرارت کا ارادہ کیا تھا جس میں وہ کامیاب نہ ہوسکے۔"

شیعہ کا بھی یہی حال ہے، جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہم قرآن کے منکر نہیں، اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی شرارتوں میں لگے رہتے ہیں پھر خود ہی منہ کی کھاتے ہیں۔

(۵۵) لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ (۳-۱۱۱)

”وہ تمہیں ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت، اور اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تمہیں پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر کسی کی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جائے گی۔“

(۵۶) اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (۹-۴۰)

”جس وقت کہ دونوں غار میں تھے، جب آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ تم غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو اپنے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔“

اس آیت کے وُرود میں بھی حضرتِ اقدس کی برکت سے بندہ عبدالرحیم کے لئے بھی بشارت ہے۔

(۵۷) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ○ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (۳۷-۱۷۱ تا ۱۷۳)

"اور یقیناً ہمارے خاص بندوں یعنی رسولوں کے لئے ہمارا یہ فیصلہ پہلے ہی سے ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔

﴿۵۸﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ (۱۰—۶۲،۶۳)

"یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں وہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز رکھتے ہیں۔

﴿۵۹﴾ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (۵۹—۶)

"لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔"

﴿۶۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○ (۴۰—۵۱،۵۲)

"ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے جس دن کہ ظالموں کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے اُس عالم میں خرابی ہوگی۔"

اس ورد میں دو آیتیں ہیں، ان میں سے پہلی آیت کا ورود پہلے بھی گزر چکا ہے۔

﴿۶۱﴾ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ (۲۲—۴۰)

"اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو کہ اللہ کی مدد کرے گا،
بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔"

(۶۲) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○ (۲—۹۶)

"اللہ ان کی خباثتوں کو دیکھ رہا ہے۔"

(۶۳) اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ (۵۲—۷، ۸)

"بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا، کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔"

(۶۴) وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ○ (۱۵—۶۶)

"اور ہم نے لوط کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جائے گی۔"

(۶۵) وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ○ (۴۴—۲۴)

"اور اس سمندر (سے پار ہو کر اس) کو ساکن چھوڑ دو، یقیناً ان کا پورا لشکر غرق کیا جائے گا۔"

(۶۶) وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ○ (۱۰—۴۶)

"اور جس عذاب کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے۔"

(۶۷) وَلَنُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

"اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا

ہم آپ کو ضرور دکھائیں گے۔"

اس میں دشمنوں پر دنیا ہی میں وقوعِ عذاب کا مشاہدہ کروانے کا وعدہ ہے اور اس عزیز ذوانتقام کی گرفت کا آغاز بھی ہو چکا ہے جس کا مشاہدہ پوری دنیا کر رہی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ ۝

دنیا میں مشاہدۂ عذاب کروانے سے متعلق مضمون قرآن کریم میں چار جگہ ہے (۱۰-۴۶ ★ ۱۳-۴۰ ★ ۲۳-۹۵ ★ ۴۳-۴۲)

مگر کہیں بھی اس کا وعدہ نہیں اس لئے اس وعدہ کا ورود بصورتِ آیتِ قرآنیہ نہیں ہوا۔

آگے نمبر ۶۸ کے تحت مندرجہ آیت کے ورود میں اس وعدہ کا ایفاء اور دشمنانِ اسلام کی تباہی کا منظر دکھایا گیا ہے۔

(۶۸) اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ (۴۷-۱۳)

"ہم نے ان کو ہلاک کر دیا سو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا۔"

(۶۹) قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ. رواہ البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

"حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

"مجھے مشرقی ہوا سے غالب کیا گیا اور قومِ عاد کو مغربی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔"

حضرتِ والا دشمنانِ اسلام سے جہاد میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہیں، اس لئے دشمنانِ اسلام پر آپ کے غلبہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ سے تشبیہ دی گئی۔

علاوہ ازیں حضرتِ والا کے غلبہ کی صورتِ ظاہرہ بھی شمال مشرق کی طرف سے ہے، اس طرح کہ آپ کے خدام مجاہدینِ افغانستان و کشمیر ہیں۔

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۝
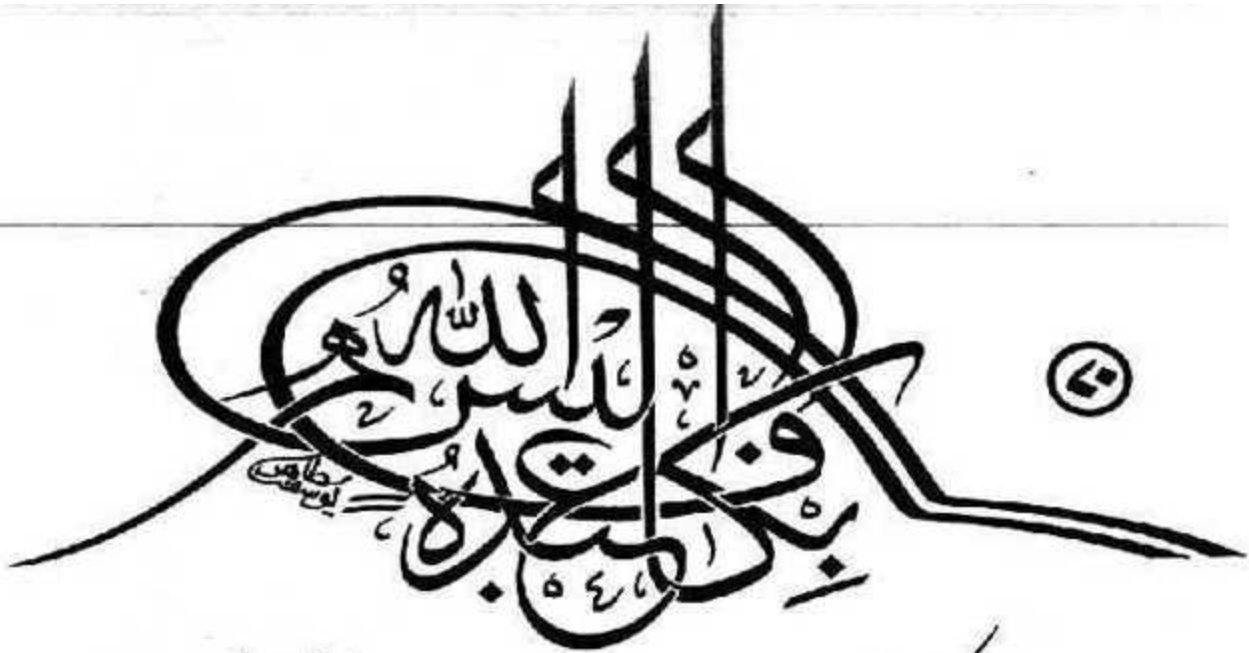
کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں

وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ

اور یہ لوگ آپ کو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں

وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

اور جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں

(۳۹-۳۶)

(۷۱) اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○ (۳ ـــ ۱۷۳، ۱۷۴)

"یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے اِن سے کہا کہ اُن لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو اُن سے اندیشہ کرنا چاہئے تو اس خبر نے اُن کے ایمان کو اور زیادہ کیا اور کہہ دیا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے، پس یہ لوگ اللہ کی نعمت و فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔"

(۷۲) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (۱۹ ـــ ۹۶)

"بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ اُن کے لئے محبت پیدا کر دے گا۔"

(۷۳) تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ط (۸ ـــ ۲۶)

"تم اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو اللہ تعالیٰ نے تم کو رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطاء فرمائیں۔"

(۷۴) اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ (۱۶ ـــ ۴۲)

"وہ ایسے لوگ ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔"

(۷۵) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۵ — ۵۵)

"تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں۔"

(۷۶) بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَہُمْ ۝ (۴۷-۱۱)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔"

(۷۷) وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (۲۶ — ۲۲۷)

"اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ اُن کو لوٹ کر جانا ہے۔"

(۷۸) وَسَیَعْلَمُ الْکُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ ۝ (۱۳ — ۴۲)

"اور ان کفّار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصّہ میں ہے۔"

(۷۹) اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (۵۸ — ۲۲)

"خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔"

(۸۰) اِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھَلْ تُحِسُّ مِنْھُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَھُمْ رِکْزًا ۝ (۱۹ — ۹۷، ۹۸)

"سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور اس سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں، اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے، کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں۔"

(۸۱) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ (۱۳ — ۲۹)

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے۔"

جہاد میں حیرت انگیز کامیابیاں

معجزاتِ اسلام

ہندوستان کے ایجنٹوں کی تباہی:

ہندوستان کے مقبوضہ کشمیر میں جب تحریکِ آزادی بہت زور پکڑ گئی، حکومتِ ہند کے مظالم وجبر واستبداد سے نجات پانے کے لئے مجاہدینِ اسلام سربکف میدان میں نکل پڑے، مجاہدین کی متحدہ تنظیموں بالخصوص "حرکۃ الانصار" کے جانبازوں نے ہندوستان میں زلزلہ پیدا کر دیا اور حکومتِ ہند کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں تو حکومتِ ہند نے "حرکۃ الانصار" کی زد سے بچنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی:

"پاکستان میں تخریب کاری کے لئے بہت بڑی تعداد میں اپنے ایجنٹ بھیج دیئے۔"

یہ سلسلہ کئی سالوں سے چل رہا تھا مگر سالِ رواں ۱۴۱۶ ہجری = ۱۹۹۵ عیسوی میں سندھ اور بالخصوص کراچی میں لوٹ مار، قتل وغارت اور حکومت سے علانیہ بغاوت ہونے لگی۔ حالات اس حد تک بگڑ گئے کہ اخباروں میں جلی سرخیوں کے ساتھ یہ دہائی شائع ہونے لگی:

"پاکستان کو بچاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں حضرتِ والا کو بشاراتِ ذیل سے نوازا اور پھر ان کے مطابق بہت جلد ان تخریب کار عناصر کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا:

① وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ

فِیۡ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ لَنُہۡلِکَنَّ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿ۙ﴾ وَ لَنُسۡکِنَنَّکُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِیۡ وَ خَافَ وَعِیۡدِ ﴿۝﴾

(۱۴ — ۱۳، ۱۴)

"اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ، پس ان رسولوں پر ان کے رب نے وحی نازل فرمائی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور یقیناً ان کے بعد تمہیں اس سرزمین میں آباد رکھیں گے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔"

(۲) ثُمَّ صَدَقۡنٰہُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰہُمۡ وَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ اَہۡلَکۡنَا الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۝﴾

(۲۱ — ۹)

"پھر ہم نے جو اُن سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کیا، یعنی ان کو اور جن جن کو منظور ہوا ہم نے نجات دی اور حد سے گزرنے والوں کو ہلاک کیا۔"

(۳) فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۝﴾ (۱۲ — ۱۱۰)

"پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا، اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا۔"

(۴) وَ الَّذِیۡنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍۭ بِمِثۡلِہَا ۙ (۱۰ — ۲۷)

"اور جن لوگوں نے بُرے کام کئے ان کے کردار کی سزا اس کے برابر ملے گی۔"

(۵) مجرموں پر قہر الٰہی کے بارہ میں آیت۔

یہ آیت بوقتِ سحر بیدار ہونے سے قبل ذہن سے نکل گئی۔

(۶) لشکرِ فرعون کے انجامِ بد کے بارہ میں آیت۔

بوقتِ سحر بیدار ہونے سے قبل ذہن سے نکل گئی۔

⑦ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (۱۱ـــ ۸۶)
"اللہ کا دیا ہوا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔"

اس میں سیاسی فسادات کے بارہ میں تنبیہ ہے کہ اپنے حقوق کا فیصلہ شریعت سے کروائیں، پھر شریعت کے مطابق جو کچھ بھی مل جائے وہ ناجائز استحصال سے جمع کردہ بڑے بڑے ذخائر سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

بھارت نے گھٹنے ٹیک دیئے:

سن ۱۴۱۶ ہجری = سن ۱۹۹۵ عیسوی میں "حرکۃ الانصار" نے بنصر اللہ تعالیٰ حکومتِ ہند کو ایسے شکنجہ میں جکڑا کہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ برطانیہ، امریکہ، جرمنی، ناروے، غرض پوری دنیا کا کفر بلبلا اٹھا، "حرکۃ الانصار" کی یہ گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ ہندوستان کی پشت پر دُنیائے کفر کی پوری طاغوتی طاقتیں جمع ہو جانے کے باوجود اس گرفت نے ہندوستان کی کمر توڑ ڈالی۔

اللہ تعالیٰ حسبِ دستور اس موقع پر بھی حضرتِ والا کو بشاراتِ عظیمہ سے نوازتے رہے، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ایک بار حالات کے تحت کچھ مایوسی نظر آنے لگی تو حضرتِ والا نے یہ دُعاء شروع کردی:

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۳ـــ ۱۹۴)
"یا اللہ! بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔"

اس دُعاء سے حضرتِ والا نے یہ مقصد بیان فرمایا:

"یا اللہ! اس بندۂ عاجز کو اتنی طویل عمر تک تو نے جن بے شمار بشارات سے مشرف فرمایا تو نے اپنی رحمت سے ان سب کو شرفِ ایفاء

سے بھی نوازا، ان میں سے کبھی کسی ایک بشارت کے ایفاء میں بھی تخلف
نہیں ہوا، یا اللہ! تو اپنی رحمت کے اس دستور کے مطابق اس
بشارت کو بھی شرفِ ایفاء عطاء فرما۔"

یہ دُعاء شروع کرنے کے بعد ایک ہی شب گزرنے پائی تھی کہ اگلے دن علی الصباح اخباروں میں بہت جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی:

"بھارت نے گھٹنے ٹیک دیئے۔"

اخباروں میں دوسرے روز علی الصباح یہ خبر شائع ہونے سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرتِ والا کی یہ دُعاء پہلے ہی روز قبول فرمالی تھی۔ حرکۃ الانصار کے محبوب قائد اور روحِ رواں حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کی اسارت کے زمانہ میں درجِ ذیل بشارات (نمبر ۸ تا نمبر ۱۳) کا ورود ہوا:

⑧ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ○ (۵۴—۳۴،۳۵)

"ہم نے ان کو بوقتِ سحر نجات دی اپنے فضل سے، جو شکر کرتا ہے ہم اس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔"

⑨ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (۱۵—۹)

"اور ہم اس کے محافظ ہیں۔"

⑩ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (۲۱—۸۸)

"اور ہم نے ان کو اس گھٹن سے نجات دی، اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔"

⑪ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِىْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ

سے بھی نوازا، ان میں سے کبھی کسی ایک بشارت کے ایفاء میں بھی تخلّف نہیں ہوا، یا اللہ! تو اپنی رحمت کے اس دستور کے مطابق اس بشارت کو بھی شرف ایفاء عطاء فرما۔"

یہ دُعاء شروع کرنے کے بعد ایک ہی شب گزرنے پائی تھی کہ اگلے دن علی الصباح اخباروں میں بہت جلی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی:

"بھارت نے گھٹنے ٹیک دیئے۔"

اخباروں میں دوسرے روز علی الصباح یہ خبر شائع ہونے سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرتِ والا کی یہ دُعاء پہلے ہی روز قبول فرمالی تھی۔

حرکۃ الانصار کے محبوب قائد اور روحِ رواں حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کی اسارت کے زمانہ میں درجِ ذیل بشارات (نمبر ۸ تا نمبر ۱۳) کا ورود ہوا:

⑧ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝ (۵۴-۳۴،۳۵)

"ہم نے ان کو بوقتِ سحر نجات دی اپنے فضل سے، جو شکر کرتا ہے ہم اس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔"

⑨ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (۱۵-۹)

"اور ہم اس کے محافظ ہیں۔"

⑩ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۲۱-۸۸)

"اور ہم نے ان کو اس گھٹن سے نجات دی، اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔"

⑪ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ

وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ (۱۲—۹۰)

”میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، ہم پر اللہ نے احسان کیا، واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

اس میں حضرت مولانا مسعود اظہر کے علاوہ ”حرکۃ الانصار“ کے ان کمانڈروں کے لئے بھی بشارت تھی جو مولانا کے ساتھ ہندوستان کی قید میں تھے۔

﴿۱۲﴾ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○ (۱۳—۴۱)

”اور اللہ فیصلہ کرتا ہے اس کے فیصلہ کو کوئی ہٹانے والا نہیں، اور بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔“

﴿۱۳﴾ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○ (۱۰۸—۱ تا ۳)

”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطاء فرمائی ہے، سو آپ اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔“

﴿۱۴﴾ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ○ (۴۶—۵)

”اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے اور اس کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو۔“

ان دنوں ہر سال اطرافِ ہند سے بہت دور و دراز مقامات سے بہت بڑی تعداد میں ہندو کشمیر میں سرینگر کے قریب مقام ”پہلگام“ کی طرف یاترا (زیارت) کے لئے جاتے ہیں، اس سال ”حرکۃ الانصار“ کے مجاہدین، ان

یاتریوں کو بموں سے اڑا رہے تھے۔

آیتِ مذکورہ میں ان یاتریوں کی گمراہی بتا کر ان سے ہر قسم کی ممکن بیزاری کی تعلیم ہے۔

(۱۵) وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (۴۶ — ۳۲)

"اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا اور اللہ کے سوا اور کوئی اس کا حامی بھی نہ ہوگا، ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔"

اس آیت کا مورد بھی وہی ہے جو اس سے پہلی آیت کے تحت لکھا گیا ہے۔

(۱۶) اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا ۝ وَّاَكِیْدُ كَیْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ۝ (۸۶ — ۱۵ تا ۱۷)

"بے شک وہ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے میں، سو ڈھیل دے کافروں کو، ڈھیل دے ان کو تھوڑے دنوں۔"

اس آیت کے ورود کا مجاہدین کو بتایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ واقعۃً کفار کی طرف سے کسی فریب کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں، چنانچہ مجاہدین کی ہشیاری اور توکّل علی اللہ میں مزید اضافہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے فریب سے ان کی حفاظت فرمائی۔

(۱۷) کفار کے شر سے حفاظت و نجات کے بارہ میں کسی آیت سے بشارت۔ بوقتِ سحر بیدار ہونے سے قبل ذہن سے نکل گئی۔

(۱۸) اوپر کے نمبر کے مطابق۔

(۱۹) فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ (۹۶ — ۱۷، ۱۸)

"سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو بُلا لے، ہم بھی جہنم کے پیادوں کو بُلا لیں گے۔"

ہندوستان نے اپنی فوج کے ساتھ تعاون کے لئے برطانیہ، امریکہ اور جرمنی سے کمانڈوز فوجیں بلائی تھیں، مگر بشارتِ مذکورہ کے مطابق انہیں مجاہدین سے مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔

(۲۰) فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (۲ — ۱۵۰)

"سو ایسے لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور تاکہ تم پر میں اپنے انعام کی تکمیل کردوں اور تاکہ تم راہ پر رہو۔"

اس آیت کا مورد بھی وہی ہے جو اس سے اوپر کی آیت میں لکھا گیا۔

(۲۱) وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (۱۲ — ۸۷)

"اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو، بے شک اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی نا امید ہوتے ہیں۔"

ایک موقع پر حالات کے پیش نظر مجاہدین کچھ مایوس ہونے لگے تھے، بشارتِ مذکورہ سن کر ان کے حوصلے پھر بلند ہوگئے۔

(۲۲) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (۴۸ — ۴)

"وہی ہے جس نے اتارا اطمینان ایمان والوں کے دلوں میں تاکہ اور

بڑھ جائے ان کو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ، اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے، اور اللہ ہے خبردار حکمت والا۔"

(۲۳) ..... اٰمِنِیْنَ ..... لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ (۴۸ ـ ۲۷)

"..... اَمن سے ..... بے کھٹکے، سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں، پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دے دی۔"

"فتح قریب" سے افغانستان میں "طالبان" کی فتح کی طرف اشارہ ہے۔

طالبان پر نزولِ ملائکہ:

افغانستان میں مجاہدین کی تنظیم "طالبان" کا اخلاص، للّٰہیت، شجاعت، ہیبت، سطوت، اِدراکِ عقل سے بالاتر برق رفتاری سے فتوحات، اقامتِ حکومتِ الٰہیہ، نہایت مکمل اور بہت مستحکم نظامِ اسلام جس کی ماضی میں صدیوں تک کہیں کوئی مثال نہیں ملتی، ان صفاتِ قدسیہ و حالاتِ رفیعہ کو دیکھ کر پوری دنیا انگشت بدنداں ہے اور دنیا بھر میں کفر کی طاغوتی طاقتیں لرزہ براندام۔

اھل اللہ وانصار اللہ کی اس جماعتِ مقدسہ کی شان میں وارد ہونے والی بشارات:

(۲۴) اِنَّآ اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ۝ (۳۸ ـ ۴۶، ۴۷)

"ہم نے ان کو ایک خاص صفت یعنی یادِ آخرت کے ساتھ مخصوص کیا

ہے اور وہ ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں۔"

(۲۵) اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۝ (۱۸۔۸۴)

"بے شک ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان دیا۔"

(۲۶) اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۝ (۴۸۔۱)

"بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔"

(۲۷) نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط (۶۱۔۱۳)

"اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح۔"

(۲۸) وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَہْدَ اَیْمَانِہِمْ لَئِنْ جَآءَہُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَہْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ج فَلَمَّا جَآءَہُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَہُمْ اِلَّا نُفُوْرَا۝ اِسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَکْرَ السَّیِّئِ ط وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَہْلِہٖ ط فَہَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا۝ (۳۵۔۴۲،۴۳،۴۴)

"اور تاکید کے ساتھ اللہ کی قسمیں اٹھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ ہر ایک امت سے زیادہ سیدھی راہ پر چلیں گے، پھر جب آیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی، ملک میں غرور اور بُرے کام کا داؤ، اور برائی کے داؤ کا وبال انہی داؤ کرنے والوں پر پڑتا ہے سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے، سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہیں پائیں گے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا نہیں پائیں گے۔"

کابل میں برہان الدین ربانی کے کمانڈر احمد شاہ مسعود نے منافقانہ روش

اختیار کی، "طالبان" کو فریب دیا، جس کا وبال اسی پر پڑا، آیت مذکورہ کا مورد یہی ہے۔

(۲۹) وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۞ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۞ (۲۷۔۵۰ تا ۵۳)

"اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی، پھر دیکھ لے ان کے فریب کا انجام کیا ہوا ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کی پوری قوم کو ہلاک کر ڈالا، سو یہ ان کے گھر ان کے ظلم کی وجہ سے منہدم پڑے ہیں، بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے عبرت ہے، اور ہم نے ایمان والوں اور تقویٰ والوں کو بچالیا۔"

اس آیت کا مورد بھی وہی ہے جو اس سے پہلی آیت میں لکھا گیا۔

(۳۰) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۞ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۞ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۞ (۳۳۔۹ تا ۱۱)

"اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں، پھر ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھنے والا ہے، جب وہ تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور

تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کی اٹکلیں کرنے لگے، وہاں ایمان والے جانچے
گئے اور زور سے جھڑجھڑائے گئے"۔

(۳۱) اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ○ (۸۔۹)

"جب تم اپنے رب سے فریاد کرنے لگے تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچا کہ میں
تمہاری مدد کو لگاتار ہزار فرشتے بھیجوں گا"۔

اوپر کی دو آیتوں میں سے پہلی آیت کا وُرود رات کو ہوا اور دوسری کا
اسی صبح، اشراق کے بعد استراحت کے وقت۔

حضرتِ والا کو اس وقت ان کا مورد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ حیرت
تھی، تھوڑی ہی دیر بعد "طالبان" نے خدمتِ اقدس میں دعاء کی درخواست
پیش کرتے ہوئے بتایا:

"طالبان پر حملہ کرنے کے لئے کابل میں برہان الدین ربانی
کی حکومت کے ساتھ کمیونسٹ، روس، شیعہ، ایران اور ہندوستان
سب متحد ہوگئے ہیں، اس لئے ہم بہت پریشان ہیں"۔

ان کو بشاراتِ مذکورہ سنائی گئیں تو بحمد اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے بہت بلند
ہوگئے۔

مزید بریں بعد میں درجِ ذیل بشارت بھی ملی:

(۳۲) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ (۵۴-۵۱)

"اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو کیا کوئی نصیحت
حاصل کرنے والا ہے"۔

پھر تو "طالبان" کا کیا پوچھنا، دشمن کی فوجوں پر شیروں کی طرح جھپٹے اور

ان کے پرخچے اڑا ڈالے "طالبان" کی قوت و شجاعت کا چار سو پوری دنیا میں ڈنکا بجنے لگا چنانچہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ = ۲۸ اگست ۱۹۹۵ کو صبح ساڑھے چھ بجے بی بی سی پکار اٹھا:

"طالبان" کی قوت کے اندازے ہمیشہ غلط لگائے گئے ہیں، اب پھر یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ "طالبان" کی قوت ناقابلِ شکست ہے۔"

بی بی سی کی اس عالمگیر آواز سے پورے عالم پر سکتہ طاری ہو گیا، اور پھر حالات نے ثابت کر دیا کہ "طالبان" کی طاقت صرف ناقابلِ شکست ہی نہیں بلکہ عالمگیر بھی ہے ۔

تیرے شاہینوں کے آگے بحر قطرہ کہ سپند
ہے ثریا بھی ترے فرسان کے زیرِ کمند

جن فتوحات کا مہینوں بلکہ سالوں میں بھی کوئی تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چند گھنٹوں میں ہو گئیں۔

بی بی سی کے نمایندہ نے "طالبان" کے نمایندہ سے پوچھا:

"آپ لوگوں کی اس قدر تیز رفتاری سے پیش قدمی عقل سے باہر ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟"

"طالبان" کے نمایندہ نے جواب دیا:

"اللہ کی نصرت سے ہے۔"

بے حساب مالِ غنیمت ہاتھ آیا:

۵ ربیع الاول ۱۴۱۶ = ۳ اگست ۱۹۹۵ کو تیس ٹن اسلحہ سے لدا طیارہ ہندوستان سے کابل جا رہا تھا، یہ اسلحہ طلبہ کے خلاف استعمال ہونے والا

تھا، "طالبان" کے ایک شاہین نے اس کا تعاقب کر کے طیارہ جبراً اتروا لیا، جس سے چونتیس لاکھ گولیوں اور دوسرے بہت سے اسلحہ کے علاوہ عملہ کے سات روسی بھی ہاتھ آئے۔ جس سے پوری دنیا پر یہ حقیقت مزید واضح ہوگئی کہ کابل میں بُرہان الدین کی حکومت اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود "طالبان" کی طرف سے اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کے خلاف ہندوستان اور روس سے مدد لے رہی ہے۔

اس جہاز کے علاوہ مزید بے حد وحساب مالِ غنیمت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ دشمن کی صرف ایک چھاؤنی "شینڈنڈ" سے اکتالیس جنگی طیارے بہت زبردست قسم کے (مگ ۲۱، مگ ۲۵، مگ ۲۷) پانچ جنگی ہیلی کاپٹر، ساڑھے آٹھ سو ٹینک اور بے شمار بکتر بند گاڑیاں اور بے حساب اسلحہ ملا۔

دشمن کے سینکڑوں فوجی مردار ہوئے، ہزاروں گرفتار بقیہ فرار۔ برہان الدین ربانی کی طرف سے صوبہ ہرات پر متعین بہت جابر وظالم کمانڈر اسمٰعیل خان نے "طالبان" کی زد سے بھاگ نکلنے والے رہزنوں، ڈاکوؤں، سفاکوں، ظالموں اور فسّاق وفجار بدکاروں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا، پھر "طالبان" کو مذاکرات بلکہ دوستانہ تعلقات کا فریب دے کر ان پران بھگوڑے ڈاکوؤں کی مدد سے اچانک حملہ کر دیا جس سے کئی طلبہ شہید ہوگئے، جب طلبہ نے جوابی کارروائی کی تو اسمٰعیل خان کو دنیا بھر میں انتہائی رُسوا کن بے مثال شکست ہوئی اور اس نے اپنے ایک ہزار کمانڈروں اور اسلحہ کے ساتھ ملک سے فرار ہو کر ایران میں پناہ لی، اور تمام تر اسلحہ حکومتِ ایران کے سپرد کر کے اپنی شیعہ نوازی وایران دوستی پر آخری مُہر ثبت کر دی۔

میدانِ جہاد میں دشمن کے کئی فوجی اس حالت میں مُردہ پائے گئے کہ ان کے ناک مُنہ سے خون جاری تھا مگر ان کے جسم پر کہیں بھی گولی وغیرہ کا نشان

قطعاً نہیں تھا، جس سے یہ یقین کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ "طالبان" کی نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ملائکہ نے اپنی کارروائی کی علامت کے طور پر اللہ کے ان دشمنوں کو اس طرح پھینکا ہے۔

نزولِ ملائکہ کی دوسری شہادت:

ہرات کے معرکہ میں شریک ہونے والے ایک طالب علم نے بتایا:

"ہم صرف ساٹھ طلبہ تھے جو کلاشن کوف چلانا بھی نہ جانتے تھے ہم نے دشمن کی فوج کی طرف توجہ کی تو اس کے بہادر ہمارے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے، ہم ان کے تعاقب میں بہت تیز بھاگ رہے تھے اور ہمیں اپنے ساتھ ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں طلبہ ہی طلبہ نظر آرہے تھے جب کہ درحقیقت ہم صرف ساٹھ تھے۔"

۹ر ربیع الثانی ۱۴۱۶ = ۶ر ستمبر ۱۹۹۵ کو صبح ساڑھے چھ بجے بی بی سی نے یہ فیصلہ سُنایا:

"اب ربانی کے پاس افغانستان کے بتیس صوبوں میں سے صرف پانچ صوبے رہ گئے ہیں، جن میں کسی کا مال، عزت، جان محفوظ نہیں، جبکہ "طالبان" کی حکومت میں بے مثال مکمل امن ہے، اس لئے اب ربانی کے لئے کابل پر حکومت کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔"

بی بی سی کا یہ فیصلہ سن کر حضرتِ والا نے فرمایا:

"اگر اب بھی ربانی کی سمجھ میں "عدمِ جواز" کا مسئلہ نہیں آرہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ "طالبان" بنصر اللہ تعالیٰ و توفیقہ جلدی ہی سمجھا دیں گے۔" (چنانچہ جلد ہی کابل فتح ہوگیا)۔

مندرجۂ ذیل نمبر ۳۳ اور نمبر ۳۴ میں مذکورہ بشارتوں کے بعد "طالبان" کے ان

جانبازوں کی شہادت کی خبر ملی جن کا ذکر اوپر نمبر ۳۲ میں ہے۔

(۳۳) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳-۱۶۹ تا ۱۷۱)

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے تو ان کو مردے نہ سمجھ بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے، اس پر خوشی کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے، اور خوش ہوتے ہیں ان پر جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان تک نہیں پہنچے، اس لئے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ان کو کوئی غم، خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

(۳۴) قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔـوْلًا ۝ (۲۵-۱۵، ۱۶)

"آپ کہئے کیا یہ (دشمنوں کے لئے جہنم) اچھی ہے یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت جس کا متقین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے صلہ ہے اور ٹھکانا، ان کے لئے وہاں وہ ہے جو وہ چاہیں، ہمیشہ رہیں گے، آپ کے رب پر قابلِ درخواست وعدہ ہے۔"

(۳۵) دشمنوں پر فتح و نصرت اور دشمنوں کی تباہی و بربادی کی بشارتِ عظمیٰ کے بارہ میں آیت جو بیدار ہونے سے قبل حافظہ سے نکل گئی۔

(۳۶) بشارتِ مذکورہ کے مطابق۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۶ = ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ کو بی بی سی نے کابل کی وزارتِ دفاع کے سربراہ یونس قانونی کا یہ اعلان نشر کیا:

"ہم کابل پر "طالبان" کے حملہ کے منتظر ہیں، ہرات میں شکست کا بدلہ یہاں کابل میں لیں گے، ان کو عبرتناک شکست دیں گے، ہرات بھی ان سے واپس لیں گے۔"

اسی شب میں "طالبان" کے لئے بشارات کے سلسلہ میں درجِ ذیل چھ بشارات کا وُرود ہوا، نمبر ۳۷ سے نمبر ۴۲ تک۔ ان میں سے پہلی پانچ بشارات کا وُرود رات میں ہوا اور چھٹی کا صبح کو اشراق کے بعد استراحت کے وقت۔

(۳۷) لَنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ○ وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ ○ (۱۴ — ۱۳، ۱۴)

"ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے اور یقیناً ان کے بعد تمہیں اس سرزمین میں آباد رکھیں گے یہ اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔"

(۳۸) وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ○ (۱۴ — ۱۵)

"اور وہ فیصلہ چاہنے لگے اور نامراد ہوا ہر سرکش ضدی۔"

(۳۹) وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ○ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ○ (۴۵ — ۷، ۸)

"خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے کہ اللہ کی باتیں سنتا ہے جو اس کے پاس پڑھی جاتی ہیں، پھر غرور سے ضد کرتا ہے گویا سنا ہی نہیں، سو اس کو ایک دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔"

(۴۰) فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (۲ - ۱۵۰)

"سو ایسے لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور تاکہ تم پر اپنے انعام کی تکمیل کر دوں اور تاکہ تم راہ پر رہو۔"

(۴۱) "طالبان" کی اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کے بارہ میں بشارت کی آیت جو بوقت سحر بیدار ہونے سے قبل حافظہ سے نکل گئی۔

(۴۲) اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ○ (۶۸ - ۴۵)

"بے شک میرا داؤ پکا ہے۔"

(۴۳) یَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ○ (۷۱ - ۱۲)

"اللہ تمہیں گھنے باغ دے گا اور تمہیں نہریں دے گا۔"

(۴۴) فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ○ (۶۱ - ۱۴)

"پھر ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں پر مدد کی سو وہ غالب رہے۔"

(۴۵) شب میں بشارتِ عظیمہ کی آیت وارد ہوئی جو بوقتِ سحر بیدار ہونے پر یاد نہیں رہی۔

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۶ = ۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ کو حضرتِ والا کی قندھار کی طرف روانگی کے وقت آپ کی نسبتِ موسویہ کے مطابق مندرجۂ ذیل دو بشارتیں وارد ہوئیں؛

(۴۶) وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ○ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (۱۰ ـ ۸۸، ۸۹)

”اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامانِ تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اس واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے گمراہ کریں اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ عذابِ الیم کو دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعاء قبول کر لی گئی سو تم مستقیم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔“

اس میں راقم الحروف بندہ عبدالرحیم کے لئے بھی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور حضرتِ والا کی برکت سے قبول فرمائیں۔

(۴۷) وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ (۵۱ ـ ۳۸، ۳۹)

”اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ہم نے ان کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا سو اس نے مع اپنے ارکانِ سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا یہ ساحر یا مجنون ہیں۔“

مبشراتِ مذکورہ کے قبول ہونے کی بشارت میں آیتِ ذیل وارد ہوئی:

(۴۸) وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (۱۲ ـ ۶)

”اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور تم کو خوابوں کی تعبیر

کا علم دے گا اور تمہارے اور یعقوب کے خاندان پر اپنا انعام کامل کرے گا جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا، پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق پر انعام کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔"

(۴۹) فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○(۴۸-۲۷)

"سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دے دی۔"

(۵۰) فتوحاتِ "طالبان" کے بارہ میں ایک اور بشارت جو بیدار ہونے پر یاد نہیں رہی۔

(۵۱) وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ○(۲۱-۵۷)

"اور اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کی گت بناؤں گا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔"

(۵۲) وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○(۲۵-۲۳)

"اور ہم ان کے ان کاموں کی طرف جو کہ وہ کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا کر دیں گے جیسے پریشان غبار۔"

حکومتِ کابل کے صدر برہان الدین ربانی نے ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ = ۱۹ ستمبر ۱۹۹۵ کو اپنی مدد کے لئے اقوامِ متحدہ کو پکارا، ان کے نمائندوں نے کابل پہنچ کر کہا:

"غیر جانبدار مشترک حکومت بنائی جائے۔"

"طالبان" نے جواب دیا:

"ہم غیر جانبدار ہیں۔"

اسی شب آیتِ ذیل کا ورود ہوا:

(۵۳) اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ (۱۲-۶۷)

"حکم تو بس اللہ ہی کا ہے"

علماء نے حکومتِ کابل کے صدر بُرہان الدین ربانی اور اس کے کمانڈر احمد شاہ مسعود کو اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کی تبلیغ کی اور اس سلسلہ میں "طالبان" کے ساتھ تعاون کرنے کے بارہ میں بہت سمجھایا، مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے اس موقع پر درج ذیل دو آیتیں وارد ہوئیں:

(۵۴) لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ (۶-۱۹)

"تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں"

(۵۵) اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ (۳۵-۱۸)

"آپ تو صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لئے پاک ہوتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"

کابل پر حملہ کرنے کے بارہ میں "طالبان" اس فکر میں تھے کہ شہریوں اور بیرونی سفارتخانوں کو نقصان نہ پہنچے، اس لئے وہ بار بار اعلان کر رہے تھے:

"ہم کابل پر حملہ کرنے والے ہیں، اس لئے تمام شہری اور سفارتخانوں کا عملہ اب کابل سے جلد از جلد نکل جائیں"

اسی انتظار میں "طالبان" حملہ کرنے میں تاخیر کر رہے تھے، اس موقع پر آیتِ ذیل کا وُرود ہوا:

(۵۶) وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ

تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِّيُدْخِلَ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (۴۸ ـ ۲۵)

''اور اگر بہت مسلمان مرد اور بہت مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تمہیں خبر نہ تھی، یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تمہیں بھی بے خبری سے ضرر پہنچتا تو سب قصہ طے کر دیا جاتا، لیکن ایسا اس لئے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر دے، اگر یہ ٹل گئے ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک عذاب دیتے۔''

(۵۷) دشمنوں کی مغلوبیت کے بارہ میں بشارت کی آیت جو بوقتِ سحر بیدار ہونے سے قبل حافظہ سے نکل گئی۔

''طالبان'' نے ٹینک کابل کے دھانے پر پہنچا دیئے تو آیاتِ ذیل وارد ہوئیں:

(۵۸) وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ (۱۰۰ ـ ۱ تا ۵)

''قسم ہے ان گھوڑوں کی جو سینے سے آواز نکالتے ہوئے دوڑتے ہیں، پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں، پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں، پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں، پھر اس وقت فوج میں جا گھستے ہیں۔''

(۵۹) بشارت نمبر ۲۶ مکرر۔

(۶۰) اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (۲۷ ـ ۳۴)

''بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا

کر دیتے ہیں اور اس کے معزز باشندوں کو ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔"

(۶۱) اوپر نمبر ۵۴ میں مذکورہ آیت مکرر۔

(۶۲) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ (۴۷-۱۱)

"یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔"

(۶۳) فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝ (۴۱-۱۳)

"پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔"

(۶۴) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (۵۸-۲۱)

"اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔"

(۶۵) اوپر نمبر ۴۴ میں مذکورہ آیت مکرر۔

(۶۶) اللہ کے دشمنوں پر غلبہ کی بشارت سے متعلق آیت۔
وقت پر ضبط نہ ہو سکنے کی وجہ سے یاد نہیں رہی۔

(۶۷) مثلِ مذکور۔

(۶۸) کابل کا صدر ربانی کئی محاذوں پر "طالبان" سے نہایت ہی ذلت آمیز شکست کھانے اور اپنی حکومت کے اکثر صوبوں سے محروم ہو جانے کے بعد بھی اپنی سرکشی پر قائم رہا تو آیت نمبر ۶۳ مکرر وارد ہوئی۔

(۶۹) فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (۴۸-۱۸)
"پھر ان پر اطمینان آتارا اور ان کو ایک نزدیک فتح انعام دیا۔"

(۷۰) وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (۳۷-۱۷۳)
"اور بے شک ہمارا لشکر وہی غالب ہے۔"

(۷۱) فتح جلال آباد سے ایک شب قبل آیت نمبر ۶۳ مکرر۔

(۷۲) کابل پر "طالبان" کے دوسرے حملہ کے وقت نمبر ۵۸ میں مذکورہ آیات کا ورود مکرر۔

اس حملہ میں بتوفیق اللہ تعالیٰ "دار الافتاء والارشاد" کے مقیمان کرام، اساتذہ اور تقریباً تمام طلبہ نے بھرپور حصہ لیا۔ اور محاذ پر اگلی صفوں میں رہے اور بنصر اللہ تعالیٰ آج ۱۳ جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ = ۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء شب جمعہ کو "طالبان" نے ـــــ کابل پر قبضہ کرکے حکومت الٰہیہ کا جھنڈا قائم کر دیا ع

تھمتا نہیں کسی سے سیل رواں ہمارا

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (۸-۱۰)
"اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، یقیناً اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت غالبہ سے پوری دنیا میں جلد از جلد حکومت اسلامیہ قائم فرمادیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (۱۴-۲۰)
"اور یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (۹-۴۰)
"اور اللہ کا کلمہ ہی ہمیشہ بلند ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵-۲،۳)

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے ہر مشکل سے نجات کا راستہ پیدا کردے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝ (۶۵-۴)

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے کام میں سہولت پیدا کردے گا۔

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۝ (۶۵-۵)

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کے گناہ دور کردے گا اور اجرِ عظیم بخشے گا۔

یہ رسالہ حضرتِ والا کے

چار وصیّت ناموں کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں تحریر فرمائے ہیں۔ پہلے دو میں اگرچہ خاص اولاد کو خطاب ہے مگر ان کا فائدہ عام ہے۔

حضرتِ والا کی تحریریں قرآن کریم کی آیات، احادیث اور دوسری عبارات کا ترجمہ نہیں تھا، اس اشاعت میں افادۂ عوام کے لئے ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزہ اسماء سلمہا اللہ تعالیٰ کی تکمیلِ حفظِ قرآن کے موقع پر یہ وصیتیں کی گئیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَ وَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ ط یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (۲—۱۳۲، ۱۳۳)

"اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام بھی، میرے بیٹو! بلاشبہ اللہ نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا ۔ کیا تم خود موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق عبادت کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہٗ لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر رہیں گے۔"

پہلی آیت میں اس کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

اور دوسری آیت میں اس کا ذکر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقتِ رحلت اپنی اولاد سے یہ عہد اور اقرار لیا تھا کہ میرے بعد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے رہو گے اور صرف اسی کے سامنے جھکو گے۔

یہ خوب سمجھ لیں کہ اسلام یا اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف کلمہ طیبہ پڑھ لینے یا نماز، روزہ وغیرہ چند عبادات اداء کر لینے کا نام نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری زندگی شریعت کے مطابق ہو، اور بندہ اپنی سب خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا کر دے۔

پس میں بھی تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ دین کی حفاظت کے لئے امورِ ذیل کا بہت اہتمام رکھیں:

۱ــــ اپنی اولاد کو اسکول اور کالج کی تعلیم سے اس طرح بچائیں جیسے شیر یا بھیڑیئے سے بچایا جاتا ہے، اس ماحول میں بچوں کو بھیجنا انہیں اپنے ہاتھوں سے جہنم میں جھونکنا ہے۔

وہاں جا کر لاکھوں میں سے کسی ایک کا دین محفوظ رہ جائے تو یہ بطورِ خرقِ عادت ہوگا، جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، جیسے کسی کو خونخوار شیر کے مُنہ سے یا دہکتی ہوئی آگ سے اگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بچا لیا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمداً شیر کے مُنہ میں جانے یا آگ میں کودنے کا کوئی جواز ہے۔

دنیوی تعلیم مضر نہیں بُرا ماحول مہلک ہے۔

۲ــــ اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیں، دین کا جو کام بھی اللہ تعالیٰ لے لیں اسے بہت بڑا انعام سمجھیں، اگرچہ لوگوں کی نظر میں وہ کام ذلت و حقارت ہی کا کیوں نہ ہو، عزت و ذلت صرف وہ معتبر ہے جو مالک کی نظر میں ہو۔

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

خدمتِ دین کی صلاحیّت رکھتے ہوئے اس سے کام نہ لینا نعمتِ الٰہیہ کی ناقدری وناشکری ہے۔

غرضیکہ دنیوی کام کا مشغلہ نہ بنائیں، اس کی وجہ سے تم خدمتِ دین سے محروم ہوجانے کے علاوہ بہت سے گناہوں میں بھی مبتلا ہوجاؤ گے، خدمتِ دین میں مشغول رہنا گناہوں سے حفاظت کا بہت مضبوط قلعہ ہے۔

۳ — روزانہ بلاناغہ تلاوت کی پابندی رکھیں۔

۴ — مندرجۂ ذیل گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھنے کی بتاکید وصیت کرتا ہوں:

① کسی ایسی جگہ جانا جہاں کسی جاندار کی تصویر ہو یا تصویر لی جارہی ہو۔
② کسی کا کوئی حق دبانا۔
③ بلا اجازت کسی کی کوئی چیز استعمال کرنا۔
④ کسی کو تکلیف پہنچانا۔
⑤ کسی پر بہتان لگانا۔
⑥ کسی کی غیبت کرنا۔
⑦ غیبت سننا۔
⑧ شرعی پردہ کا اہتمام نہ کرنا۔

۵ — یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اپنی اولاد کو بھی ان سب اُمور کی وصیت کرکے مرنا۔

میں مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تمہیں امورِ بالا کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ ! اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ !! اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ !!!

”یا اللہ! میں نے تیرے احکام پہنچا دیئے! یا اللہ میں نے تیرے احکام پہنچا دیئے!! یا اللہ میں نے تیرے احکام پہنچا دیئے!!!“

اَللّٰهُمَّ وَاقِيَةً كَوَاقِيَةِ الْوَلِيْدِ.

”یا اللہ! ہماری ایسے حفاظت فرما جیسے بچہ کی حفاظت کی جاتی ہے“۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۝ (۱۲-۱۰۱)

”اے آسمانوں اور زمین کے خالق! آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مجھے پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھے خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے“۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اٰمِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

”اور ہماری آخری بات یہ ہے: ”الحمد للہ رب العلمین، اس کے بعد درود شریف پھر آمین“۔

★ ★ ★ ★ ★

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل جنت کے بارہ میں فرمایا ہے:

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ (۱۰-۱۰)

”اور ان کی آخری بات یہ ہوگی ”الحمد للہ رب العلمین“۔

رشید احمد

دار الافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی

۳ رجمادی الآخرہ ۱۳۸۷ھ عشیۃ الجمعہ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اہم وصیت اولاد اور اُن کی ازواج کے نام

میرے عزیزو! چند روز سے تمہارے مستقبل کے بارہ میں ایک اہم فکر میرے دماغ پر مسلط ہے، آج بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ بروز پنجشنبہ فجر کی نماز کے بعد جب میں قبلہ رُو ہو کر اپنے معمولات میں مشغول ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قلب میں بڑی قوت کے ساتھ یہ القاء فرمایا کہ اس بارہ میں ایک وصیت لکھوں۔

رمضان المبارک میں اشراق سے فارغ ہو کر دو گھنٹے سونے کا معمول ہے، خیال تھا کہ اس معمول سے فارغ ہو کر وصیت لکھوں گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو اس حد تک مسلط فرما دیا کہ بمشکل آدھا گھنٹا سو سکا، اس کے بعد ہر چند سونے کی کوشش کی مگر نیند نہ آئی اور اُٹھ کر اس تحریر میں مشغول ہو گیا۔

میرے عزیز بیٹو اور بیٹیو! بچپن میں تمہارا آپس میں تعلق اور محبت میری نظر میں بڑی حد تک قابلِ اطمینان اور موجبِ مسرت رہی ہے، اور دوسروں کی نظر میں تو بہت ہی باعثِ رشک اور لائقِ ستائش وتحسین اور قابلِ مبارکباد اور عام زبان زد، اب ماشاء اللہ تم سب جوان ہو گئے ہو، بعض کی شادی ہو گئی اور بعض کی ہونے والی ہے، اب تمہارے تعلقاتِ محبت پر بہت بڑے ابتلاء وامتحان کا وقت آرہا ہے، بیوی بچوں اور مال ومنصب کی غلط محبت میں پھنس کر بڑے بڑے عقلاء اور شہسوار بھی اوندھے گر جاتے ہیں اور گردنیں تڑوا بیٹھتے ہیں، علاوہ ازیں ایک جگہ قیام وطعام اور ان سے متعلق کام کاج بھی بسا اوقات اختلاف کا سبب بن جاتا ہے۔

اس لئے میں تمہیں بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں محبت کے نازک رشتہ کو کسی قیمت پر بھی ٹوٹنے نہ دیں، اس نازک ترین رشتہ اور بہت قیمتی سرمایہ کی حفاظت کے لئے تمام خواہشات اور مال و منصب بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے بھی ہرگز دریغ نہ کریں۔

آپس میں اتفاق و محبت سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نعمتوں کے علاوہ دنیا میں بھی راحت، سکون، مسرت، برکت اور عزت و مال میں ترقی ہوتی ہے، اس کے برعکس اختلاف خالق کی ناراضی اور آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا میں بھی پریشانی، ذلت، فقر و فاقہ اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔

اب میں مختصرًا اسبابِ اختلاف و اسبابِ محبت بیان کرتا ہوں، تاکہ اول سے اجتناب اور دوم سے اقتراب کا اہتمام کیا جائے۔

اسبابِ اختلاف:

۱ــــ گناہوں سے نہ بچنا اور گناہ ہو جائے تو فورًا توبہ نہ کرنا۔

اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں، اور ایسے لوگوں پر اختلاف کا عذاب مسلّط فرما دیتے ہیں۔

۲ــــ حُبِّ مال۔ ۳ــــ حُبِّ جاہ۔

ان دونوں کی وجہ سے آپس میں اختلاف، فتنہ و فساد، قتل و غارت، تباہی و بربادی کا ہم شب و روز مشاہدہ کر رہے ہیں۔

۴ــــ غیبت، عیب جوئی اور مذاق اڑانا۔

۵ــــ روکھاپن، ترش رُوئی اور زبان درازی۔

۶ــــ مشترک کام کاج سے جی چرانا۔

۷ــــ کھانے پینے، پہننے اور آرام و راحت میں اپنے نفس کو ترجیح دینا۔

اسبابِ محبّت:

۱۔ تقویٰ، یعنی گناہ سے بچنے کا اہتمام کرنا اور کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلینا۔
اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، اور اُن کی رحمت آپس میں محبت اور پُرکیف زندگی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔

۲۔ حُبِّ مال کا علاج۔ ۳۔ حُبِّ جاہ کا علاج۔
ان دونوں خطرناک اور دنیا و آخرت دونوں کے لئے تباہ کن امراض کا علاج اہل اللہ کی صحبت اور یہ میسّر نہ ہو تو ان کے ملفوظات اور مراقبۂ موت سے کیا جائے۔

۴۔ ایک دوسرے کے قول و فعل اور اشیاء کی تحسین اور غائبانہ تعریف کی جائے۔

۵۔ آپس میں بتکلّف محبت کا اظہار کیا جائے اور بتایا جائے کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔
یہ محبت بڑھانے کا بہت ہی اکسیر نسخہ ہے۔

۶۔ مشترک کام میں سب سے زیادہ حصّہ لینے اور دوسروں کی خدمت کرنے کی کوشش کی جائے۔

۷۔ کھانے، پینے، پہننے اور آرام و راحت میں ایثار سے کام لیا جائے، یعنی دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دی جائے۔

۸۔ اگر کسی سے کوئی شکایت ہو تو اُسے دل میں نہ رکھیں بلکہ اس سے نرمی اور محبّت سے کہہ دیں۔

۹۔ ایک دوسرے کے لئے دُعاء کی جائے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ سے آپس میں محبت کی دُعاء اور اختلاف کے عذاب سے پناہ مانگتے رہیں۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ.

"اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اور اسی پر بھروسا ہے۔"

رشید احمد
مقیم دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی
۱۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۳ھ

(۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَيْءٌ يُّرِيْدُ اَنْ يُّوْصِيَ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَ وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ. (متفق علیہ).

"کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔"

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَّاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ وَّ سُنَّةٍ وَّ مَاتَ عَلٰى تُقًى وَّ شَهَادَةٍ وَّ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ. (ابن ماجہ).

"جو شخص وصیت کرکے مرا وہ صراط مستقیم اور طریق سنت پر مرا اور تقوی وشہادت پر مرا اور مغفرت کی حالت میں مرا۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کے ذمہ کوئی حق واجب ہے تو

اس پر اس کی وصیّت لکھنا ضروری ہے، اور اگر کوئی حق اس کے ذمہ نہیں تو بھی وصیت کرنا مغفرت اور بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

لہٰذا میں امورِ ذیل کی وصیت کرتا ہوں:

۱۔ أُوْصِیْ نَفْسِیْ وَإِیَّاکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ۔

"میں اپنے نفس کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں۔"

یہ دولت کسی اللہ والے کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا کسی ایسی شخصیت کی صحبت کو لازم پکڑیں جس کے پاس بیٹھنے سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پیدا ہو، اگر ایسی مجلس میسّر نہ آئے تو اہل اللہ کی کتابوں کے مطالعہ کا روزانہ بلاناغہ معمول بنالیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے شکر ادا کرنے کا معمول بنالیں، اس عاجز کو جو کچھ حاصل ہوا شکرِ نعمت کی بدولت ہوا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا اس عاجز بندہ پر بہت بڑا کرم ہے کہ کسی کا کوئی مالی حق اس بندہ کے ذمّہ واجب نہیں، آیندہ کے لئے بھی ربِّ کریم سے حفاظت کی امید ہے۔

البتہ جسمانی حقوق میں ابتلاء کے مواقع پیش آتے رہے ہیں، اپنی اولاد اور طلبہ کو بغرضِ اصلاح اور بعض غیر متعلق لوگوں کو بھی حمیّتِ دینیہ کے باعث زجر و توبیخ اور بعض مرتبہ جسمانی سزا کی بھی نوبت آئی۔

چونکہ ان مواقع میں ضرورت سے زیادہ شدّت یا نفس کی آمیزش کا احتمال ہے اس لئے میں ان سب حضرات سے نہایت عاجزی اور لجاجت سے درخواست کرتا ہوں:

"لِلّٰہ! مجھے دل سے معاف فرمادیں۔"

اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرمائیں گے، یہ معاف کرنا اِن شاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی مفید اور بڑے اَجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ درگزر اور معاف کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں، اور معذرت کرنے والے کو معاف نہ کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اسے قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آنے پائے گا۔"
(ترغیب وترہیب)

ایک حدیث میں ہے:

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اسے قبول نہ کرے اس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلماً محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے۔" (ابن ماجہ)

اور ظلماً محصول لینے والے کے بارہ میں یہ وعید ہے:

"اللہ تعالیٰ (بروزِ قیامت) اپنی مخلوق سے (بلحاظِ رحمت و مغفرت) قریب ہوں گے، پس رنڈی اور (ظلماً) محصول لینے والے کے سوا جس کی چاہیں گے مغفرت فرمائیں گے۔" (طبرانی)

دوسری روایت میں ہے:

"(ظلماً) محصول وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"
(ابوداؤد، ابن خزیمۃ، حاکم)

میرا کئی سال سے یہ معمول ہے کہ ہر اس شخص کے لئے جسے مجھ سے کبھی کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچی ہو روزانہ بلاناغہ دُعاءِ مغفرت کرتا ہوں اور اسے

اپنے تمام نیک اعمال کا ثواب بخشتا ہوں، مزید بریں تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر بھی ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔

مجھ پر ظلم کرنے والوں کے بارہ میں بھی میرا یہی معمول ہے۔

۴۔ وصیت کے باب میں میرے نزدیک "دارالافتاء والارشاد" کا معاملہ بہت اہم ہے، میں اب تک یہ فیصلہ نہیں کرسکا کہ "دارالافتاء والارشاد" کے نظم سے متعلق اپنا وصیّ کسے مقرر کروں۔ اگر آیندہ کوئی قابلِ اطمینان صورت ظاہر ہوئی تو اس کے مطابق وصیت کردوں گا ورنہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

"وہ مجھے کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔"

★ اس تحریر کے دس سال بعد عزیزم مولوی عبدالرحیم زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عِلْمًا وَّعَمَلًا وَّصَلَاحًا کے حق میں شرحِ صدر ہوگیا، لہٰذا میں توکلاً علی اللہ عزیزِ موصوف کو "دارالافتاء والارشاد" کے نظم میں اپنا وصیّ مقرر کرتا ہوں، میرے انتقال کے بعد انہیں "دارالافتاء والارشاد" کے وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جو مجھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں اور تمام خدمات مفوّضہ اپنی رضا کے مطابق باحسن وجوہ انجام دینے کی توفیق عطاء فرمائیں، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور تاقیامت صدقۂ جاریہ بنائیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (۱۴—۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔" ★

۵۔ میں اپنے تمام متعلقین بالخصوص اولاد کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ کبھی بھی قرض کالین دین ہرگز نہ کریں، نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ ہی کسی

دینی کام کے لئے۔ اپنی تمام ترحاجات صرف اپنے مالک کے سامنے پیش کیا کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی ہے، اور استعاذہ (پناہ مانگنے) میں مغرم و مأثم (قرض اور گناہ) کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ قرض لینے میں عزت اور دین دونوں کا نقصان ہے۔

قرض دینا اگرچہ بہت بڑا ثواب ہے، مگر اس زمانہ میں لوگوں کی بدمعاملگی کی وجہ سے آپس میں عداوت و منافرت کا باعث بن جاتا ہے اس لئے اس سے بھی احتراز لازم ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے آج تک کبھی بھی کسی سے اپنی ذات کے لئے یا کسی دینی کام کے لئے قرض نہیں لیا، مجھے اپنے رب کریم کی رحمت سے یقین ہے کہ وہ آیندہ بھی حفاظت فرمائیں گے۔

سفر میں کوئی ساتھ ہوتا ہے تو مصارفِ سفر کا اندازہ کرکے اس سے بھی کافی زیادہ رقم اس کے حوالہ کر دیتا ہوں، سفر ختم ہونے پر وہ حساب کرکے بقیہ رقم مجھے واپس کر دیتا ہے، میں حساب نہیں کرتا۔

البتہ کئی لوگوں کو قرض دیا ان میں سے کسی نے بھی بطیبِ خاطر واپس نہیں کیا، اکثر کو تو معاف ہی کرنا پڑا، اور ہمیشہ آپس میں ناگواری کا سبب بنا۔

۶ — کچھ امانت رکھنے کا معاملہ کریں تو اشیاء کی پوری تفصیل اور رقم کی مقدار لکھ کر اس پر مالک دستخط کرے، محض حافظہ پر اعتماد کرنا بسا اوقات غلط فہمی اور بدگمانی کا باعث بن جاتا ہے۔

۷ — کوئی رقم کسی خاص مد کی ہو تو جتنی جلد ہوسکے اس پر یادداشت لکھ دیں، اسی طرح کوئی صاحب آپ کو کوئی چیز یا کچھ رقم بطورِ امانت دیں اگرچہ تھوڑی

ہی دیر کے لئے ہو اس پر بھی جتنی جلدی ممکن ہو مالک کا نام اور رقم کی مقدار لکھ لیں، نہ معلوم کب وقت آجائے، موت کے لئے ہر وقت سب معاملات سے فارغ رہنا لازم ہے۔

۸۔۔۔ میں نے قبل ازیں ایک وصیت نامہ ۳ر جمادی الآخرہ ۱۳۸۷ھ میں عزیزہ اسماء کے حفظِ قرآن کی تکمیل کے موقع پر اہتمامِ اعمال سے متعلق لکھا تھا، پھر ۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ میں آپس میں محبت اور اسبابِ اختلاف و اسبابِ محبت پر مشتمل دوسرا وصیت نامہ لکھا۔

ان دونوں وصیت ناموں کے مطابق عمل کرنے کی اب پھر وصیت کرتا ہوں۔

۹۔۔۔ مجھے کسی حال میں بھی ہسپتال میں ہرگز داخل نہ کریں اور اتنا مشورہ تو سب کو دیتا ہوں کہ جب مریض کی حالت مایوس کن ہو تو اسے ہسپتال نہ لے جائیں۔

۱۰۔۔۔ جس شہر یا گاؤں میں میرا انتقال ہو مجھے وہیں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے، کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل نہ کیا جائے، اور نہ ہی میرے لئے عام قبرستان سے الگ کوئی جگہ منتخب کی جائے۔

۱۱۔۔۔ میت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا ناف سے زانو تک ڈالا جاتا ہے وہ تر ہونے کے بعد جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے، جس سے جسم کی رنگت اور حجم نظر آنے لگتا ہے۔

اس لئے مجھے غسل دیتے وقت ناف سے زانو تک کے حصہ پر کوئی چارپائی وغیرہ رکھ کر اس کے اوپر چادر ڈال دی جائے یا چارپائی کی بجائے چادر کو دونوں طرف سے دو آدمی پکڑ کر جسم سے ذرا اونچی کھینچ کر رکھیں۔

۱۲۔۔۔ میرے جنازہ میں شرکت کے لئے کسی قریب سے قریب رشتہ دار یا کسی بڑے

سے بڑے بزرگ یا زیادہ لوگوں کے اجتماع کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ وقت پر جتنے افراد بھی موجود ہوں وہ نمازِ جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں۔

سنت کے مطابق چند افراد کے نمازِ جنازہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی جو رحمت متوجہ ہوتی ہے وہ خلافِ سنت ہزاروں کے مجمع پر بھی نہیں ہوتی۔

۱۳۔ منہ دکھانے کی رسم بہت بری ہے، اس میں شرعاً بھی کئی قباحتیں ہیں، اس لئے اس رسم سے احتراز کی تاکید کرتا ہوں۔

۱۴۔ مجھے قبر میں سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹایا جائے۔

میّت کو سیدھا لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دینے کا دستور غلط ہے۔

۱۵۔ میرے ایصالِ ثواب کے لئے اجتماع نہ کیا جائے، ہر شخص اپنے اپنے مقام پر حسبِ توفیق ایصالِ ثواب کرتا رہے۔

مالی عبادت کا ثواب پہنچانا چاہے تو حسبِ توفیق رقم کسی کارِ خیر میں لگادے یا کسی مسکین کی مدد کر دے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل بھی خلافِ سنت بہت بڑے اعمال سے بدرجہا بہتر ہے۔

۱۶۔ میرے لئے ابھی سے روزانہ مغفرت اور رضائے الٰہی کی دعا اور ایصالِ ثواب کا معمول بنالیں، کم از کم تین بار قُلْ ھُوَاللّٰہُ ہی پڑھ کر بخش دیا کریں۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ عمل خود پڑھنے والوں کے لئے بھی بہت نافع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہماری حیات و موت، تجہیز و تکفین، نمازِ جنازہ، دفن، تعزیت اور ایصالِ ثواب وغیرہ سب معاملات اپنی مرضی کے مطابق اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق مقدر فرمائیں۔ آمین۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (۶—۷۹)

"میں یقین کے ساتھ یکسو ہو کر اپنا رُخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں"۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

"بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العلمین ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں ماننے والوں سے ہوں"۔

★ قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مضمون کی تلقین فرمائی گئی ہے، اس لئے آیت کا آخر یوں ہے:

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (۶—۱۶۲)

"اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں"۔ ★

رشید احمد

مقیم[1] دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ بروز جمعہ

---

[1] "مقیم دارالافتاء والارشاد" لکھنے کا معمول اس لئے ہے کہ دنیا میں جہاں بھی رہیں بہرحال قیام عارضی ہی ہے، وطن تو آخرت ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا استحضار اور وطن کا شوق عطاء فرمائیں، آمین۔

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی کی موت پر اہلِ میّت کے ہاں اعزّہ واقارب کے اجتماع سے یہ مقاصد ہوتے ہیں:

۱ — اہلِ میّت کو تنہائی کی وحشت سے بچانا۔
۲ — میّت کے غسل اور کفن دفن میں تعاون۔
۳ — نمازِ جنازہ میں شرکت۔
۴ — میّت کا منہ دیکھنے کے لئے۔

ان میں سے ۴ کو اکثر لوگ ثواب سمجھتے ہیں اس لئے یہ بدعت ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اگر ثواب نہ سمجھیں تو بھی اس میں کئی قباحتیں ہیں مثلاً:

① دفن میں تأخیر۔
② میّت میں پیدا ہونے والے تغیرات کا اظہار۔
③ اس رسم کا فرائض سے بھی زیادہ التزام۔

ان وجوہ کی بنا پر یہ جاہلانہ رسم بہرحال واجب الترک ہے۔

باقی رہے پہلے تین مقاصد، سو یہ صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جبکہ میّت کے گھر جمع ہونے والے لوگ بہت قریب رہتے ہوں۔ دُور سے آکر مجمع لگانے میں یہ مفاسد ہیں:

۱ — کتبِ فقہ میں تصریح ہے کہ اہلِ میّت کے ہاں غیر ضروری مجمع لگانا ممنوع ہے۔
۲ — ہر وقت مجمع لگا رہنے سے اہلِ میّت کی پریشانی میں اضافہ۔

قریب سے آنے میں اس قباحت سے یوں بچا جا سکتا ہے کہ ہر شخص بقدرِ ضرورت ہی میّت کے گھر ٹھہر کر واپس اپنے گھر آسکتا ہے اور ضرورت

پڑلے پر دوبارہ بھی جاسکتا ہے۔

۳ــــ سب کے کھانے، پینے، سونے وغیرہ ضرورات کا انتظام۔

۴ــــ نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے ان کا انتظار کرنا ناجائز، اور بلا انتظار نماز پڑھ کر دفن کر دیا تو ان کا سفر بے سود۔

۵ــــ دور سے آنے والے لوگ اہلِ میت کو تو پریشان کرتے ہی ہیں، خود بھی کئی قسم کی سخت مشقتیں برداشت کرتے ہیں اور بہت پریشان ہوتے ہیں، ان کی اس محنت ومشقت میں کوئی فائدہ ہوتا تو اس پر اجر وثواب ملتا، مگر تفصیلِ مذکور کے مطابق اس میں کوئی بھی فائدہ نہیں، اہل میت کا بھی اور آنے والوں کا بھی سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

رہا حقِ تعزیت سو دُور والے یہ حق بذریعہ خط ادا کر سکتے ہیں۔

حقائقِ مذکورہ کے پیشِ نظر میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے اور میری اہلیہ کے انتقال پر باہر سے عزیزہ صفورہ اور عبدالستار کے سوا کوئی رشتہ دار ہرگز نہ آئے، صفورہ کے آنے سے سکون کے علاوہ گھر کے کام میں سہولت ہوگی۔

اگر کسی کو ہم سے واقعۃً محبت ہے تو وہ اس وصیت پر عمل کرے، یہاں آنے کی مشقت برداشت کرنے اور یہاں کے لوگوں کو پریشان کرنے کی بجائے ہمارے لئے دعاءِ مغفرت اور سنت کے مطابق ایصالِ ثواب کرتا رہے۔

اگر کوئی محض نام ونمود کے لئے یہاں آئے گا تو اس کی اس جہالت سے میرا اللہ بھی بیزار ہوگا اور میں بھی۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ــــــ ”اللہ ہی مددگار ہے۔“

رشید احمد

۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

مغرب کی وادیوں میں

فقیہ العصر مفتئ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

کے مغربی ممالک کے سہ ماہی دورہ کے حالات پر مشتمل

مختصر سفرنامہ

اِس سفرنامہ میں ممالکِ غربیہ کے شہروں کی آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی چمک دمک اور ریل پیل کی منظر کشی کی بجائے وہاں کی رنگ رلیوں سے بے اِعتنائی، معرفت و محبت کے اسباق، دعوت کی تڑپ، جہاد کی ترغیب، میزبانی کے آداب، تفریح کی تشریح و مقاصد، بہتر مقاماتِ تفریح کی تفصیل، توکّل و استغناء، غرض زندگی کے رہنما اُصول کا ذکر ایسے درد بھرے اور دلچسپ انداز سے ہے کہ ہر جملہ قاری کو کچھ اس طرح اپنی طرف کھینچتا ہے کہ وہ اس میں کھو ہی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور پوری دنیا پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جان لینے دینے کے جذبات سے بے تاب ہو جاتا ہے۔

مغرب کی وادیوں میں

تری محفل میں جو بیٹھا اُٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے

آئینہ

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے اسلاف حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جس طریقے سے پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرایا اس کے تین بنیادی اصول تھے:

① اوامر کی پاسداری۔
② نواہی سے اجتناب۔
③ مسلح جہاد۔

افسوس کہ آج امتِ مسلمہ زبوں حالی اور پستی کا شکار ہونے کے باوجود اپنے اسلاف کے طریقے پر مکمل طور پر کاربند نہیں بلکہ اپنی پستی کا علاج محض اوراد و وظائف اور چند گنی چنی عبادات میں منحصر سمجھتی ہے۔ حالانکہ یہ یقینی امر ہے کہ گناہوں کو چھوڑے اور مسلح جہاد کئے بغیر اس امت کو اپنی عظمتِ رفتہ دوبارہ کبھی بھی نہیں مل سکتی۔ امت کو اس حقیقت سے روشناس کروانے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم سے اصلاحِ امت کا جو کام لے رہے ہیں

وہ کسی سے مخفی نہیں، یہی دردِ اصلاح تھا جو حضرت اقدس کو کشاں کشاں مغرب کی وادیوں میں لے گیا۔ آپ نے مغربی ممالک کا یہ اصلاحی سفر بہت غور و خوض کے بعد اختیار فرمایا۔ تقریباً پندرہ، بیس سال سے مغربی ممالک میں موجود حضرت اقدس کے ہزاروں متعلقین اور محبین وقتاً فوقتاً یہ تقاضا کرتے رہتے تھے کہ حضرت اقدس ضرور بالضرور یہاں تشریف لائیں لیکن آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ یہاں اللہ تعالیٰ دین کے جتنے اہم کام لے رہے ہیں انہیں چھوڑ کر میں کیسے دوسرے نسبتہً غیر اہم کام کے لئے نکلوں۔ وہاں سے تقاضا اور یہاں سے انکار کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر ۱۴۱۵ھ=۱۹۹۴ء میں آپ نے طے فرمالیا کہ کم از کم ایک بار تو ان ممالک کا دورہ کرکے وہ باتیں ان تک پہنچانی چاہئیں جو انہیں کوئی اور نہیں بتاتا، یعنی گناہوں سے اجتناب اور مسلح جہاد کی ضرورت۔ آپ نے ان ممالک میں جہاں جہاں بھی بیان فرمایا صرف ایک ہی بات بیان فرمائی کہ اللہ کے بندو! میرے اللہ کی نافرمانیاں چھوڑ دو۔ آپ کے ان مواعظ کا حاصل وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" میں چھپ چکا ہے اور اسی نام سے اس کی کیسٹیں بھی دستیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلینڈ، کینیڈا، امریکہ، جزیرہ باربڈوز اور ویسٹ انڈیز کے مختلف مقامات میں حضرت اقدس نے ایسے زوردار خطابات فرمائے کہ سامعین کے دلوں کے تالے کھول دیئے۔ کئی سعادت مندوں نے حاضرِ خدمت ہوکر توبہ کی اطلاع دی اور کہا کہ ہمیں آج تک کسی عالم نے بھی ایسی کھلی بغاوتوں کے بارے میں کبھی کچھ بتایا ہی نہیں، کاش ہمیں پہلے علم ہو جاتا تو ہم اتنی طویل زندگی اللہ کی نافرمانیوں میں نہ گذارتے، کئی خواتین نے شرعی پردہ کرلیا۔

ان ممالک کے دوروں کے درمیان جہاں عوام میں عمومی بیانات ہوئے وہیں خاص مجلسیں اور بے شمار عبرت کے واقعات بھی پیش آئے جو اگرچہ وقت پر تحریر کے سانچے میں نہ ڈھالے جاسکے تاہم مثل "ما لا یدرك كله لا يترك كله" کے تحت جو کچھ باتیں یاد آتی جائیں گی انہیں ٹوٹے پھوٹے انداز میں لکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں۔

عبد الرحیم
دارالافتاء والارشاد
۱۵ر شعبان ۱۴۱۹ھ

عِشق نے مجھ کو دیئے شیخ رشید — جن کے ہاں انوار ہی انوار تھے
جب سُنا میں نے صدائے شیخ کو — لفظ تھے یا موتیوں کے ہار تھے
اے طبیب جملہ علتہائے ما — ہم بنا تیرے بہت بیمار تھے
روشنی تھی نور تھا اور آگہی — عِلم کے تو ہر طرف انبار تھے
اِک نظر سے بن گئے وہ بھی ولی — جو معاصی میں ذلیل وخوار تھے

(مولانا محمد مسعود اظہر)

ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے مسیحائے زماں دیکھا
جو اہلِ باطل وشیطان کے دل کو بھی جلا ڈالے
تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا

(خوشتر عالم)

اسباقِ معرفت

پورے سفر میں یہاں سے چلتے ہی اور وہاں بھی جہاں جہاں جانا ہوا کچھ آیات اور اشعار کی صورت میں اسباقِ معرفت جاری رہے مثلاً:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (۲-۱۱۵)

"اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب، سو جس طرف بھی تم رُخ کرو وہاں ہی متوجّہ ہے اللہ، بے شک اللہ بے انتہاء بخشش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اس میں یہ معرفت کہ کسی بھی ملک میں جائیں کہیں بھی رہیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہر جگہ ہم پر ہے کسی بھی جگہ اللہ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ (۳- ۱۹۶تا۱۹۸)

"کافروں کی شہروں میں چہل پہل تجھے دھوکا نہ دے، یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے، لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کے ہاں سے مہمانی ہے، اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہتر ہے۔"

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
رُوئے زمیں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

فصلِ گل میں سب تو خنداں ہیں مگر گریاں ہوں میں
جب چمک جاتی ہے بجلی یاد آجاتا ہے دل

یہ دنیا اہلِ دنیا کو بسی معلوم ہوتی ہے
نظر والوں کو یہ اُجڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے

حجاب اوروں کو دُنیائے دَنی معلوم ہوتی ہے
مجھے ہر سُو تری جلوہ گری معلوم ہوتی ہے
تری تصویر سی ہر سُو کھنچی معلوم ہوتی ہے
تصوّر کی یہ سب صورت گری معلوم ہوتی ہے
یہ کے دن کی بہارِ باغ ہے کے دن کی ہے رونق
مجھے پھولوں کے ہنسنے پر ہنسی معلوم ہوتی ہے
خیالی روشنی روشن خیالی آج کل کی ہے
یہ ظلمت ہے جو سب کو روشنی معلوم ہوتی ہے
تجھے یارب خبر ہے جس نظر سے دیکھتا ہوں میں
بتوں میں بھی تری صنعت گری معلوم ہوتی ہے

اسباقِ معرفت

پورے سفر میں یہاں سے چلتے ہی اور وہاں بھی جہاں جہاں جانا ہوا کچھ آیات اور اشعار کی صورت میں اسباقِ معرفت جاری رہے مثلاً :

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (۲-۱۱۵)

"اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب، سو جس طرف بھی تم رُخ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ، بے شک اللہ بے انتہاء بخشش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اس میں یہ معرفت کہ کسی بھی ملک میں جائیں کہیں بھی رہیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہر جگہ ہم پر ہے کسی بھی جگہ اللہ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ (۳-۱۹۶ تا ۱۹۸)

"کافروں کی شہروں میں چہل پہل تجھے دھوکا نہ دے، یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے، لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کے ہاں سے مہمانی ہے، اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہتر ہے۔"

ے

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
رُوئے زمیں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

فصلِ گل میں سب تو خنداں ہیں مگر گریاں ہوں میں
جب چمک جاتی ہے بجلی یاد آجاتا ہے دل

یہ دنیا اہلِ دنیا کو بسی معلوم ہوتی ہے
نظر والوں کو یہ اُجڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے
حجاب اوروں کو دُنیائے دَنی معلوم ہوتی ہے
مجھے ہر سُو تری جلوہ گری معلوم ہوتی ہے
تری تصویر سی ہر سو کھنچی معلوم ہوتی ہے
تصوّر کی یہ سب صورت گری معلوم ہوتی ہے
یہ کے دن کی بہارِ باغ ہے کے دن کی ہے رونق
مجھے پھولوں کے ہنسنے پر ہنسی معلوم ہوتی ہے
خیالی روشنی روشن خیالی آج کل کی ہے
یہ ظلمت ہے جو سب کو روشنی معلوم ہوتی ہے
تجھے یارب خبر ہے جس نظر سے دیکھتا ہوں میں
بتوں میں بھی تری صنعت گری معلوم ہوتی ہے

انگلینڈ

انگلینڈ کی دینی فضاء:

انگلینڈ میں عُلماء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جن میں زیادہ تر عُلماء گجرات کے جبکہ بعض یوپی اور کچھ لکھنو کے ہیں۔ وہاں ہر گھر میں عالمِ دین بنانے کا ایک عام رواج ہے یہی وجہ ہے کہ وہاں عُلماء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ انگلینڈ کی اس خوشگوار دینی فضاء کے پیشِ نظر حضرت اقدس وہاں مختلف اوقات میں تین مجلسیں قائم فرماتے:

① عوام کے لئے عمومی مجلس۔

② علماء کے لئے عمومی مجلس۔

③ علماء کے لئے خصوصی مجلس۔

عوام کے لئے عمومی مجلس:

مساجد میں ہونے والے ان بیانات میں حضرتِ اقدس صرف اور صرف ایک ہی بات بیان فرماتے کہ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑ دو بالخصوص حضرت والا آٹھ کھلی بغاوتوں پر مفصّل بیان فرماتے جن کی تفصیل وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" میں چھپ چکی ہے اور اسی نام کی کیسٹیں بھی موجود ہیں۔ بندہ کا مشاہدہ ہے کہ اگرچہ حضرتِ اقدس ہر بیان میں ایک ہی بات بیان فرماتے

لیکن ہر بار نئی لذّت محسوس ہوتی تھی جس کی ایک وجہ تو پیرانہ سالی کے باوجود حضرت اقدس کا اتنی دُور کا پُرخلوص سفر معلوم ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہاں کے لوگ ایسی باتوں کے پیاسے تھے اور ان کے چہرے کے تأثرات سے پتا چلتا تھا کہ وہ ایسی باتیں پہلی بار سُن رہے ہیں خود بندہ پر ہر بار ایسا اثر ہوتا جو ناقابل بیان ہے۔

وعظ کی ابتداء:

وہاں مغربی ممالک میں یہ دستور ہے کہ وعظ سننے کے لئے لوگ مسجد کی دیواروں کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرتِ اقدس وعظ کی ابتداء میں دل کش مسکراہٹ اور محبت بھرے انداز سے انہیں یوں محظوظ فرماتے:

"دیوار سے ٹیک لگانے کی بجائے یہاں آگے آکر بیٹھئے یوں لگتا ہے کہ آپ لوگوں کی تو کمریں ہی ٹوٹی ہوئی ہیں، اپنی کمروں کو درست کرلیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جہاد میں کم از کم ایک چلّہ لگائیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی کمریں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی پھر دیوار سے ٹیک لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

اور پھر بڑے جوش کے ساتھ یہ شعر پڑھتے ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

پھر جیسا کہ شروع میں "آئینہ" میں بتایا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیاں اور علانیہ بغاوتیں چھوڑنے چھڑوانے پر ایسا زور دار وعظ فرماتے کہ دلوں کے تالے کھول دیتے، ہر جگہ اور ہر موقع پر اور ہر بار اسی پر بیان ہوتے

رہتے جن کے مجموعہ کا خلاصہ وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

علماء کے لئے عمومی مجلس:

علماء کے لئے قائم کی جانے والی اس مجلس میں تقریباً سو سے ڈیڑھ سو تک علماء جمع ہو جاتے۔ دیارِ غیر بلکہ ہندوپاک میں بھی مدارس کے اجتماعات سے ہٹ کر عام مجالس میں علماء کا اتنی کثیر تعداد میں جمع ہونا خال خال نظر آیا ہے۔ بحمداللہ وہاں ہر مجلس میں تقریباً سو سے ڈیڑھ سو تک علماء جمع ہو جاتے تھے حضرتِ اقدس ان عمومی مجالس میں علماء کی ذمہ داریاں، معاشرہ میں ان کا مقام، فرائض کی بجا آوری، سختی و نرمی کے مواقع، مسلح جہاد کی اہمیت اور اس قسم کے بیسیوں اہم موضوعات پر بیان فرماتے۔

اس محفل میں حضرتِ اقدس علماء حضرات کو سب سے زیادہ اس بات کی تاکید فرماتے کہ مسائلِ فرعیہ میں اختلاف سے پرہیز کریں اس کی وجہ سے ایک تو عوام میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور دوسرے علماء کے قیمتی اوقات اور توانائی اس میں صَرف ہوتی ہے۔ تمام علماء اپنی پوری قوتیں اور صلاحیتیں تقریری، تحریری، غور و فکری، معاشرہ سے بدعات اور منکرات و فواحش کی روک تھام کے لئے صرف کریں، ان میں خاص طور پر ڈاڑھی منڈانا، کٹانا، عورتوں کا شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا، ٹی وی کی لعنت، گانا بجانا، تصویر کی لعنت، سودی لین دین کی لعنت یہ بالاتفاق کبائر ہیں، معاشرہ کو ان سے پاک کرنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون و تناصر کریں۔ اگر کسی مسئلہ فرعیہ میں علماء کی آراء مختلف ہوں تو باہم بحث و تمحیص کے ذریعہ اسے حل کرنے کی کوشش کی جائے، وسعتِ نظر سے

کام لیا جائے اگر اجتماعی غور کے بعد اتفاق رائے ہو گیا تو بہتر ورنہ ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے دوسرے کو اپنی رائے کے تابع کرنے کی کوشش نہ کرے، عالی حوصلگی اور وسعتِ ظرف سے کام لیں پھر یہ اختلافِ نظر صرف علماء ہی کی حد تک محدود رہے عوام تک پہنچا کر ان میں فتنہ و انتشار پیدا نہ کریں۔ حضرتِ اقدس کے ان نصائح کو علماء بہت پسند فرماتے اور ایک نیا عزم لے کر اُٹھتے۔

عُلماء کے لئے خصوصی مجلس:

علماء کے لئے قائم کی جانے والی خصوصی مجلس میں حضرتِ اقدس زُہد و تقویٰ، دُنیا سے بے رغبتی، اللہ تعالیٰ پر توکل، غیر اللہ سے استغناء، دین میں استقامت و تصلّب کے واقعات اور حکمت و عبرت سے لبریز ارشادات نقل فرماتے۔ اس کے علاوہ اختلافی مسائل مثلاً صبح صادق اور مغربی ممالک میں سب سے زیادہ معرکۃ الآراء مسئلہ یعنی کھانے پینے کی اشیاء میں حرام و حلال کے معیار سے متعلق ایسا پُر تفقہ کلام فرماتے کہ سب مطمئن ہو جاتے اور دل سے دُعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوتے۔

انگلینڈ کے عُلماء کی نظر میں حضرت والا کا مقام:

ہمارے ہاں کے بعض عُلماء کو حضرتِ والا سے بُعد ہے جس کی کچھ ظاہری وجوہ ہیں اور کچھ باطنی مگر انگلینڈ کے علماء کو حضرت والا سے بے انتہاء عقیدت ہے۔ بندہ نے وہاں متعدد علماء سے باتیں کیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ حضرتِ والا کو بلا نزاع حجت سمجھتے ہیں اور حضرت کی بات کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں ہر عالم کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے

گھر میں احسن الفتاویٰ رکھے۔ ہمارا سینکڑوں علماء کے گھر میں جانا ہوا بحمد اللہ تعالیٰ ہر گھر میں احسن الفتاویٰ موجود تھا فالحمد للہ علی ذلک۔

مدارسِ دینیہ کی تصدیق:

اہلِ مدارسِ دینیہ کا یہ عام دستور ہے کہ لوگوں سے چندہ وصول کرنے کے لئے کسی مشہور عالم یا بزرگ سے غائبانہ اپنے مدرسہ کی کارکردگی کی تصدیق لکھواتے ہیں۔ حضرت اقدس کسی کو بھی اس قسم کی تصدیق نہیں لکھ کر دیتے اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ تصدیق لکھنے لکھوانے کا یہ طریقہ جائز نہیں اس لئے کہ تصدیق ایک قسم کی شہادت ہے اور علمِ یقینی کے سوا شہادت لکھنا ناجائز ہے۔ ان مدارس کے بارہ میں ان چیزوں کا علمِ یقینی ہونا ضروری ہے:

① مدرسہ کے وجود کا علم یقینی ہو، جبکہ اکثر مدارس کے بارہ میں یہی معلوم نہیں کہ ان کا کہیں وجود بھی ہے یا نہیں۔
② وہاں تعلیم کا نصاب کیا ہے۔
③ طریق تعلیم کیا ہے۔
④ اصلاحِ ظاہر و باطن کا کیا انتظام ہے۔
⑤ چندہ مانگنے کے طریقے خلاف شرع تو نہیں۔
⑥ اموال کے مصارف صحیح ہیں یا نہیں۔
⑦ مدِ زکوٰۃ وغیرہ کو ان کے صحیح مصارف میں لگایا جاتا ہے یا نہیں۔

بعض اہلِ مدارس اس مقصد کے لئے کسی مشہور عالم یا بزرگ کو اپنے مدرسہ میں دعوت دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس موقع پر اہلِ ثروت کو بھی بلاتے ہیں اور ان سب کے لئے پرتکلف ماکولات و مشروبات کا بھی انتظام کرتے ہیں،

اس طریقے میں اگرچہ مدرسہ کی عمارت کا وجود تو معلوم ہو جاتا ہے مگر اس عمارت میں کچھ کام بھی ہو رہا ہے یا نہیں، اس قسم کے سرسری معاینہ سے اس بات کا یقینی علم نہیں ہو سکتا اور پھر مدرسہ کے خزانے سے لوگوں کو کھلانے پلانے پر خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر اہلِ ثروت کو بلا کر ان سے چندہ دینے کی گئی تو اس میں اور زیادہ قباحت ہے کیونکہ یہ جبرو اکراہ میں داخل ہے جو جائز نہیں۔ حضرتِ اقدس کو اگر کسی مدرسہ میں اس مقصد کے لئے دعوت دی جاتی ہے تو انہیں یہ شرائط بتاتے ہیں:

① مدرسہ کے بارہ میں کوئی تصدیق نہیں لکھوں گا۔
② کچھ بھی کھاؤں گا پیوں گا نہیں۔
③ دوسروں کے لئے بھی کھلانے پینے کا ہرگز کوئی انتظام نہ کریں۔
④ اہلِ ثروت کو خصوصی دعوت نہ دیں اور ان سے چندہ کی درخواست نہ کریں۔

وہ یہ شرائط قبول کر لیتے ہیں تو وہاں جا کر مدارس کی اصلاح کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں۔ اصلاحی بیان میں یہ ہدایات دیتے ہیں:

① کوئی نیا مدرسہ کھولنے کے جواز کی شرائط۔
② مجلسِ شوریٰ اور مجلسِ منتظمہ کی رکنیت کے لئے اہلِ ثروت و اہلِ اقتدار کی بجائے اہلِ علم و اہلِ تقویٰ کو منتخب کرنے کی ہدایت۔
③ اللہ تعالیٰ پر توکل اور غیر اللہ سے استغناء۔
④ چندہ مانگنے کے مروجہ طریقوں کے فسادات پر تنبیہ۔
⑤ چندہ اور وقف کے مصارف کے فسادات پر تنبیہ۔
⑥ نصابِ تعلیم کی اصلاح۔

⑦ طریق تعلیم کی اصلاح۔
⑧ علم الفقہ کی حقیقت سے جہالت پر تنبیہ اور اس کی حقیقت کی توضیح۔
⑨ فقہ ظاہر کے مراتب میں تمیز سے غفلت پر تنبیہ اور طریق تعلیم کی اصلاح۔
⑩ فقہ باطن سے مکمل غفلت پر تنبیہ اور اس کی تحصیل کا طریقہ۔
مدارس میں ہونے والے بیان کی تفصیل حضرتِ اقدس کے مندرجہ ذیل مواعظ و رسائل میں ہے:

① صيانة العلماء عن الذل عند الاغنياء۔
② استيناس الابد بشرح فضل العالم على العابد۔
③ كشف الغطاء عن حقيقة اختلاف العلماء۔
④ الهدايات المفيدة لتنزيه المدارس من الفنون الجديدة۔
⑤ الكلام البديع فى احكام التوزيع۔
⑥ اِکرام مسلمات۔
⑦ انوار الرشید جلد اول سے عنوان ”دار الافتاء والارشاد کی بنیاد“ اور عنوان ”مصارفِ وقف میں احتیاط“۔
⑧ انوار الرشید جلد ثانی میں ”جامعۃ الرشید“ سے متعلق تحریر، ص۱۵۳ سے ص۱۷۲ تک۔
⑨ مدارس کی ترقی کا راز۔
⑩ علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا۔
⑪ علماء کا مقام۔
⑫ مالداروں سے محبت۔

ان مغربی ممالک کے سفر میں بھی مدارس میں حضرتِ اقدس کو بلایا جاتا

تھا تو وہاں بھی یہی معمول رہا، ان ہی شرائط کے ساتھ تشریف لے جاتے اور اسی موضوع پر بیان فرماتے۔

غلط فہمی سے بچنے کی فکر:

ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم مختلف ممالک میں جہاں جہاں بھی گئے وہاں ہر جگہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش وغیرہ سے بے شمار لوگ چندہ مانگنے پہنچے ہوئے ہیں، یہ صورت حال دیکھ کر حضرت اقدس نے فرمایا:

"یہاں تو ہر جگہ چندہ مانگنے کے لئے نکلنے والے نظر آتے ہیں میں تو یہ منظر دیکھ کر بہت پریشان ہوں اور شرم سے ڈوبا جارہا ہوں لوگ میرے بارے میں بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ یہ بھی چندہ مانگنے آیا ہے، اس لئے میرا خیال ہے کہ ہر جگہ وعظ سے پہلے یہ اعلان کر دیا کروں:

"میں چندہ مانگنے نہیں آیا۔"

پھر ذرا توقف کے بعد فرمایا:

"مجھے ایسا اعلان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ میرا وعظ تو اوّل سے آخر تک سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کی لغاوتیں چھوڑنے چھڑانے پر ہوتا ہے، اِصلاحِ اُمّت کے اسی دَرد نے تو مجھے گھر سے نکالا ہے اس لئے میرا وعظ سننے والوں کو یقین ہو جاتا ہوگا کہ یہ چندہ مانگنے نہیں آیا، اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق کام لے لیں، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور نافع بنائیں:

"وَمَا تَوْفِيقِيٓ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ" (۱۱-۸۸)

تنبیہ

دینی کاموں کے لئے دین کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدودِ شریعت کے اندر رہ کر لوگوں کو چندہ کی ترغیب دینا ممنوع نہیں بلکہ مستحسن ہے، چندہ سے متعلقہ حدودِ شریعت کی تفصیل حضرتِ اقدس کے رسالہ "صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء" میں ہے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وعمّت فیوضہم کو چندہ مانگنے کے مروجہ طریقوں سے جو اس قدر نفرت ہے اس کی دو وجوہ ہیں:

① غلبۂ حیاء، اللہ تعالیٰ پر توکّل اور غیر اللہ سے استغناء۔

ان صفات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند مقام سے نوازا ہے جس سے اترنا آپ کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے آپ کا اپنے بارے میں یہ عمل ہے کہ جائز طریقہ سے بھی چندہ کی ترغیب نہیں دیتے بلکہ کسی ایسے موقع سے بھی بچنے کا اہتمام فرماتے ہیں جہاں آپ کے بارے میں کسی کو چندہ کی ترغیب دینے کا شبہہ پیدا ہو سکتا ہو، آپ کے اس عمل میں آپ کی صفات مذکورہ کے اثر کے علاوہ یہ حکمت بھی ہے کہ اس سے وعظ و نصیحت میں زیادہ اثر ہوتا ہے، اس لئے جائز طریقہ سے ترغیب دینا اگرچہ فی نفسہ مستحسن ہے مگر اس کا ترک حسن لغیرہ ہے معہٰذا بطریق جائز ترغیب دینے سے منع بھی نہیں فرماتے۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی معمول تھا۔

② چندہ کے مروجہ طریقوں میں عموماً دینی وقار کا لحاظ نہ رکھنا اور حدودِ شریعت کی پابندی نہ کرنا۔

وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ. (بخاری)

"جو غیر اللہ سے سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ اسے بچاتا ہے۔"

انگریزوں کو اسلام کی دعوت:

کسی انگریز سے چند منٹ کے لئے بھی کوئی سابقہ پڑتا تو حضرت اقدس اسے بہت ہی عجیب انداز سے اسلام کی دعوت دیتے، آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کے بارے میں آپ کا ترجمان کہتا:

"آپ دل کے بہت ماہر اور مشہور اسپیشلسٹ ہیں، صرف چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہی قلب کی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں، آپ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ آپ کا قلب پریشان رہتا ہے۔"

اکثر تو پہلی بار میں ہی تسلیم کر لیتے، بعض انکار کرتے تو آپ کی ہدایت کے مطابق ترجمان پھر قوت سے کہتا:

"اسپیشلسٹ صاحب بہت یقین اور پُرزور الفاظ سے فرما رہے ہیں کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، آپ یقیناً پریشان رہتے ہیں، میں قلب کا بہت ماہر اسپیشلسٹ ہوں میری تشخیص کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔"

بالآخر وہ تسلیم کر لیتا تو حضرت اقدس کی ہدایت کے مطابق ترجمان کہتا:

"اسپیشلسٹ صاحب فرما رہے ہیں کہ ہر پریشانی کا علاج اسلام میں ہے، آپ تجربہ کر کے دیکھیں۔ سکون کا راز صرف توحید میں مضمر ہے اور توحید صرف اسلام میں ہے، ایک سے زیادہ مالکوں کے درمیان مشترک غلام کبھی بھی سکون سے نہیں رہ سکتا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (۳۹-۲۹)

یہودیوں کے دو اللہ ہیں، عیسائیوں کے تین اور دوسرے مذاہب والوں کے ہزاروں سے

مصیبت میں ہے جان کس کس کو دیں دل
ہزاروں تو دل بر ہیں اور ہم اکیلے"

حضرتِ اقدس کی پُر تاثیر تقریر دل پذیر سُن کر وہ اس بارے میں غور و فکر کرنے کا وعدہ کرتے۔

(۴ - ۱۷۱)

"اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں۔ رُک جاؤ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔"

امریکا

وعظ کا اثر اور رعب وہیبت:

وہاں لوگ عموماً دورانِ بیان سوالات وجوابات کے عادی ہیں، لیکن حضرتِ اقدس کے وعظ کے دوران کسی کی مجال نہیں ہوئی، ہر طرف سناٹا رہا لوگوں پر بہت رعب، ہیبت اور عجیب کیفیت طاری رہی، کہہ رہے تھے کہ ایسا وعظ ہم نے کبھی نہیں سنا ؂

آفاقہا گر دیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام
مہر بتان ور زیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

"میں آفاق میں پھرا ہوں بہت باکمال لوگ دیکھے بہت کاملین کی زیارت کی لیکن آپ تو کوئی نرالی ہی شخصیت نکلے"۔

نہ چلا پر نہ چلا مجھ پہ کسی کا جادو
تری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو

کئی لوگوں نے اسی وقت ڈاڑھی رکھنے کا عہد کر لیا، وعظوں کی کیسٹوں کی بہت مانگ رہی ؂

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

اُف اُف رے ستم ہائے تری نیم نگاہی
نکلا بھی نہیں تیر کہ بیٹھا مرے دل میں

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تیری

کب وہ وہیں گرا نہیں جس کو ذرا لگا نہیں
تیری نظر کا تیر بھی جس پہ پڑا اچٹا نہیں
اے مرے ترکِ نازنیں تجھ پہ ہزار آفریں
بچھ گئی صف کی صف وہیں ہاتھ جہاں اُٹھا نہیں

ذرا اے ناصحِ فرزانہ چل کر سن تو دو باتیں
نہ ہوگا پھر بھی تو مجذوب کا دیوانہ دیکھوں گا

نیوجرسی میں چار دن قیام رہا، اس مختصر سی صحبت نے ہی وہاں کے کئی لوگوں کی کایا ہی پلٹ ڈالی ؎

مری دنیا لئے دوں کو تو نے اے پیرِ مغاں بدلا
زمیں بدلی تو بدلی تھی غضب ہے آسماں بدلا
ہوئے کون آکے نور افگن دل وجاں ہو گئے روشن
سیہ خانہ مری ہستی کا کس نے ناگہاں بدلا

بجذبۂ جہاد گھوڑوں کا معاینہ:

نیوجرسی میں بجذبہ جہاد عمدہ قسم کے گھوڑے دیکھنے کے شوق میں ان کے مرکز پر تشریف لے گئے، گھوڑوں کی جولانیاں دیکھ کر جوشِ جہاد کے شعلے بھڑک

اٹھے جن کی تفصیل کینیڈا کے حالات میں عنوان "سی این ٹاور" کے تحت ہے۔

نیویارک کی رنگ رلیوں سے بے اعتنائی:

نیویارک غالباً دنیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے جو ایک جزیرہ ہے، ہم سمندر کو عبور کر کے جس راستہ سے وہاں پہنچے اس میں سمندر کے اوپر کی بجائے نیچے سمندر کی تہ میں پل ہے، جس کا نام لنکن ٹنل ہے، تقریباً دو کلومیٹر لمبا ہے، شہر میں اونچی اونچی پچاس سے بھی زائد منزلوں کی عمارتیں ہیں۔ نیویارک کی مشہور عمارتیں جیسے امپائر اسٹیٹ بلڈنگ، اقوام متحدہ کی عمارت جس پر ساری دنیا کے جھنڈے لہراتے ہیں، کارنل میڈیکل سنٹر، جنرل موٹرز کی بلڈنگ، ففت اونیو، اور پارک اونیو جہاں کروڑوں پتی لوگ رہتے ہیں اور دکانوں سے خریداری کرتے ہیں۔ اس قسم کے اہم اور مشہور مقامات کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے طویل سفر کر کے آتے ہیں۔

ایک بار میزبان نے تفریح کے لئے تشریف لے جانے کی درخواست کی، حضرتِ اقدس راضی ہو گئے۔ وہ مقاماتِ مذکورہ کے سامنے گاڑی لے جا کر ہر ایک مقام کا نام وغیرہ بتاتے رہے مگر حضرتِ اقدس نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی، محض میزبان کی رعایت سے گاڑی میں ہی بیٹھے چلتے چلتے بہت بے اعتنائی سے ایک نظر ڈالتے گئے، چونکہ صبح جلدی ہی نکلے تھے اس لئے سڑکوں اور بازاروں میں ہجوم بالکل نہ تھا، مکمل خاموشی اور سکون تھا اس کے باوجود آپ نے گاڑی سے اترنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی بلکہ کہیں ذراسی دیر کے لئے گاڑی رکوانے کی فرمائش بھی نہ کی۔ جذبۂ جہاد سے گھوڑوں کے معاینہ کا اس قدر اشتیاق اور دنیا کی رنگ رلیوں سے اس قدر بے اعتنائی اور بیزاری، اس وقت آپ کا

حال کچھ یوں نظر آرہا تھا ؎

دعینی عنك یاسعدی دعینی
وبینی عن فؤادی ثم بینی
وماسرت یدای بجید خود
ومادل الخرائد یزدھینی

" دنیا کی آرائشو! مجھے چھوڑ دو، میرے دل سے دُور ہٹ جاؤ، پھر کہتا ہوں کہ میرے دل سے دُور ہٹ جاؤ۔ مجھے دنیا کی زیب وزینت مرغوب نہیں، دنیا کی رنگ رلیاں اور رعنائیاں مجھے اپنی طرف مائل نہیں کرسکتیں۔"

گرچہ درخشکی ھزاران رنگہا است
ماھیان را بایبوست جنگہا است

" اگرچہ دنیا میں ہزاروں رنگینیاں ہیں مگر بحرِ معرفت کے غوطہ زنوں کو ان سے جنگ ہے۔"

ھمہ شہر پُر زخوبان منم و خیالِ ماھی
چکنم کہ چشم یک بین نکند بکس نگاھی

" پورا شہر حسینوں سے بھرا پڑا ہے مگر میں ایک محبوب کے خیال میں مست ہوں کیا کروں کہ یک بین آنکھ کو کسی دوسرے کی طرف ایک نگاہ اٹھانا بھی گوارا نہیں۔"

دُور باش افکارِ باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے ماہ خوباں کے لئے دربارِ دل

رہ گئے دنیا میں بھی ہم دنیا سے بیگانہ رہے
وقفِ ذکرِ یار محوِ یادِ جانانہ رہے

بت کریں مائل مجھے میں ان سے رُوگرداں رہوں
کعبہ آگے ہو مرے پیچھے صنم خانہ رہے
پھیر لوں رُخ پھیر لوں ہر ماسوا سے پھیر لوں
میں رہوں اور سامنے بس رُوئے جانانہ رہے

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا
اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

یہ دنیا اہلِ دنیا کو بسی معلوم ہوتی ہے
نظر والوں کو یہ اُجڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے

بعد میں حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"میں میزبان کی خاطر ان چیزوں پر نظر تو ڈال رہا تھا مگر یوں لگ رہا تھا کہ گویا مجھے کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دے رہی۔"

کارنل میڈیکل سینٹر سے اسباقِ عبرت:

نیویارک میں کارنل میڈیکل سینٹر نامی ہسپتال کے سامنے سے گذر ہوا تو بتایا گیا کہ اس ہسپتال میں دنیا کے بڑے بڑے لوگ حتیٰ کہ شاہانِ ایران اور امریکی صدر وغیرہ بھی علاج کروانے آتے ہیں اور اکثر یہیں مرتے ہیں، یہ ہسپتال یہودیوں کا تعمیر کردہ ہے اور اس کا پورا عملہ یہودیوں پر مشتمل ہے۔ حضرتِ والا نے فرمایا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر اس کا بہت بڑا عذاب ہے۔ لوگ

علاج کے سلسلہ میں بہت غلو کرنے لگے ہیں، بہت اونچے معیار کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروانے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اس سے وقت، پیسہ اور سکون برباد ہوتا ہے۔ اعتدال میں رہ کر اسباب اختیار کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے سب کچھ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے ورنہ یہ مشاہدات تو لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں کہ بعض مرتبہ کسی مرض کے علاج پر ہزاروں روپے پھونک ڈالے لیکن ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور پھر اللہ تعالیٰ نے کسی معمولی چیز کے ذریعہ بڑی آسانی سے اس مرض سے نجات عطاء فرمادی ؎

چون قضا آید طبیب ابلہ شود
وان دوا در نفع خود گمرہ شود
از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغنِ بادام خشکی می نمود
از ھلیلہ قبض شد اطلاق رفت
آب آتش را مدد شد ھمچو نفت
از سبب سازیش من سودائیم
وز خیالاتش چو سوفسطائیم
در سبب سازیش سرگردان شدم
در سبب سوزیش ھم حیران شدم

” اللہ چاہے تو طبیب کو ابلہ کردے، دوا اُلٹا کام کرے، سرکہ صفراء بڑھائے، روغنِ بادام خشکی کرے، ہلیلہ قبض کرے،

پانی آگ کو بھڑکائے، اس کی سبب سازی اور سبب سوزی سے
حیران و سرگردان ہوں"۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے اصل چیز تو یہ ہے کہ مالک کو راضی کریں اور پھر اعتدال میں رہ کر اسباب اختیار کریں۔ اگر کسی کو اونچے درجے کے علاج سے فائدہ ہوتا ہے تو یہ اس پر اللہ کا عذاب ہوتا ہے (اس کی تفصیل حضرتِ اقدس کے وعظ کی کیسٹوں "ہسپتالوں کا عذاب" اور "علاج یا عذاب" میں ہے) بالخصوص ایسے مسلمانوں کی عقل پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے جو بڑے لوگوں کی فہرست میں شمار کئے جانے کے جنون میں اس ہسپتال میں جاکر کفرستان میں مرنے کا شوق رکھتے ہیں اور اسے اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، اپنا گھر اور مسلمانوں کا ملک چھوڑ کر کافروں کے ملک میں، یہودیوں کے ہسپتال میں اور یہودیوں کے ہاتھوں میں مرنا کتنی بڑی بدنصیبی اور اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا مستوجب ہے۔

علاوہ ازیں اپنا سرمایہ بھی اللہ کے دشمنوں کو دے رہے ہیں جسے وہ اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹانے کی کوششوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

اور ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے (۸ — ۳۹)

ویسٹ انڈیز

مغربی جزیرہ میں مرکز الجہاد:

ویسٹ انڈیز کے جزیرہ بار بڈوز کی طرف جاتے ہوئے ہوائی جہاز میں رکھے ہوئے رسالہ میں رُفقاء نے ایک جزیرہ کی فروخت کا اشتہار پڑھا، بعد میں اس کے بارہ میں حضرتِ والا کو بتایا تو فرمایا:

”اس کا پتا وغیرہ بتائیے میں وہ جزیرہ خریدوں گا اور وہاں مکمل اسلامی حکومت قائم کر کے اسے مرکز الجہاد بناؤں گا۔“

رُفقاء نے بتایا کہ رسالہ میں پتا وغیرہ تمام تفصیلات درج تھیں لیکن ہم نے لکھی نہیں، حضرتِ والا نے اس غفلت پر تنبیہ فرمائی اور دعاء کی کہ یا اللہ! واپسی میں وہی رسالہ مل جائے اور رُفقاء کو تاکید فرمائی کہ اگر واپسی میں وہی رسالہ مل جائے تو تمام تفصیلات دیکھ کر مجھے بتائیں۔ واپسی میں وہی رسالہ جہاز میں مل گیا مگر اس میں لکھا ہوا تھا کہ جزیرہ فروخت کر رہے ہیں لیکن اس کی حکومت نہیں دیں گے۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

”جب حکومت نہیں دیں گے تو ایسا جزیرہ خریدنے کا کیا فائدہ۔“

سمندر کی تہ میں پہاڑ اور باغ:

بار بڈوز میں ایک مقام پر آبدوز میں بیٹھ کر سمندر کی تہ میں ایک سو ساٹھ فیٹ نیچے گئے، یہاں بہت عجیب منظر دیکھا، سمندر میں اتنی گہرائی میں بہت بڑے بڑے پہاڑ تھے اور باغ تھے جن میں بہت بڑے بڑے درخت تھے، خشک میدان تھا جن میں مچھلیوں کے گھر تھے، ان میں مچھلیاں آجا رہی تھیں۔

غار میں آبشار:

بار بڈوز میں ہی ایک دوسرے مقام پر جانا ہوا، یہاں پہاڑ کے اندر ایک سو تیس فیٹ نیچے غار تھا۔ غار میں ریل کی پٹری کی طرح لائنیں تھیں جن پر پہیوں والی گاڑیاں چل رہی تھیں۔ گاڑی میں بیٹھ کر جب غار کے اندر گئے تو دیکھا غار میں آبشار بہ رہی ہے اور غار کی چھت پر سفید پتھر کے پودے ہیں جو بہت آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں، غالباً ان کے بڑھنے کی رفتار ایک سو بیس سال میں ایک سینٹی میٹر بتائی گئی تھی۔ جو لوگ غار کی تفریح کرنے آتے ہیں ان کے تأثرات معلوم کرنے کے لئے ایک رجسٹر رکھا ہوا ہے اس میں لوگ اپنے تأثرات تحریر کرتے ہیں؛ حضرتِ والا نے اس میں اپنا تأثر انگریزی میں یہ تحریر کروایا:

"ان عجائبِ قدرت میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل و شواہد کھلے نظر آرہے ہیں۔"

پھولوں کی آنکھ مچولی:

اگرچہ جمع اقصیٰ کی مزید جمع نہیں آتی لیکن اس کے باوجود اگر بارٹبڈوز کو بقعۂ عجائب کی بجائے بقعہ عجائبات کہا جائے تو عجب نہیں۔ سطح آب و گل سے لے کر سمندر کی تہ تک ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ قدرت کا پتا دیتا ہے۔ ان ہی عجائبات میں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک عظیم شاہکار وہ پھول تھے جو جزیرہ بارٹبڈوز کے ساحل پر واقع ایک چٹان کے غار میں پتھروں میں سے اُگے ہوئے تھے۔
بارٹبڈوز کے ساحل پر کھڑی چٹانوں اور سمندر کی شوخ لہروں کا تصادم صدیوں سے جاری ہے، سمندر کی ان شوخ موجوں نے چٹانوں کا سینہ پھاڑ کر ایک غار بنا ڈالا ہے جو اگرچہ سطح سمندر سے دس پندرہ فٹ کی بلندی پر ہے لیکن اس کے باوجود بارٹبڈوز کا بپھرا سمندر گاہے بگاہے پانی کے ریلے اٹھا اٹھا کر اس غار میں پھینکتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس غار میں گھٹنوں گھٹنوں پانی کھڑا رہتا ہے، اس سمندری پانی اور غار میں بچھے قدرتی پتھروں کے سنگم سے غار کے اندر رنگ برنگے انتہائی خوبصورت پھول کھلے ہوئے ہیں۔ قوس قزح کے رنگوں کی چادر اوڑھے یہ پھول ہر نووارد کو دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اور ہمیں اپنی آغوش میں لے لو مگر جونہی ان کی طرف ہاتھ بڑھایا جائے پلک جھپکنے میں پتھروں کے اندر چلے جاتے ہیں ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می کنی

"تو دیدار بھی کروا رہا ہے اور پرہیز بھی کر رہا ہے اپنے بازارِ حُسن اور ہماری آتشِ عشق کو تیز کر رہا ہے۔"

مفتی اسمٰعیل صاحب اور بندہ نے بارہا چاہا کہ جھپٹ کر انہیں ڈنٹھل سے توڑ لیں لیکن ہر بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، حُسن ہو تو ناز آہی جاتا ہے۔ بالآخر مفتی اسمٰعیل صاحب نے طے کر لیا کہ جیسے بھی ہو بہر حال ایک پھول توڑ کر گھر لے جا کر حضرتِ اقدس کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ مفتی اسمٰعیل صاحب ایک قدرے بڑے پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گئے، جونہی ان پھولوں نے سر نکالا آپ نے لپک کر اس کی چھٹی حس بیدار ہونے سے پہلے ہی اُسے توڑ لیا، پھُول کو بحفاظت گھر تک لے جانے کی غرض سے وہیں ایک خوبصورت شیشے کا گلاس خریدا، اس میں اسی غار کا پانی بھر کر پھول اس میں رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے تصوّرات میں گم جب ہم گھر پہنچے تو یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ پھول معمولی سی مٹی بن کر گلاس کی تہ میں بیٹھ کر ہم سے کہہ رہا تھا ؎

وفی کل شیٔ له آیة
تدل علیٰ انه واحد

”ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت واضح نشانی ہے جو یہ ثابت کر رہی ہے کہ بلا شبہہ وہ ایک ہے۔“

(۱۰-۳)

”وہی ہے تمہارا رب تو اسی کی عبادت کرو۔“

کینیڈا

جہاد سے بھاگنے والے کا قصہ:

کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں ایک شخص ملنے آیا تو اس نے بتایا کہ وہ افغانی ہے، حضرت والا نے اس سے پوچھا کہ یہاں کیسے آئے تو کہنے لگا کہ تبلیغ میں آیا ہوں، حضرت اقدس نے فرمایا:

"اتنی دُور؟ ایک غلطی تو یہ کہ ارضِ جہاد کو چھوڑا دوسری یہ کہ اگر تبلیغ میں نکلنا ہی تھا تو اتنی دُور دنیا کے دوسرے کنارے پر کیوں آئے وہاں کہیں قریب میں بھی تو کر سکتے تھے۔ افغانستان میں، پاکستان میں، ہندوستان میں، ایران میں۔ آپ جو اتنی دُور آئے ہیں تو آپ کے عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ تبلیغ کے لئے نہیں نکلے بلکہ موت کے ڈر سے جان بچانے کے لئے نکلے ہیں۔"

افغانی کے حال کے مطابق حضرت اقدس نے فوراً برجستہ ایک شعر موزوں فرما دیا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے ؎

بستر اُٹھانا ٹورنٹو پہنچنا

گردن بچانے کے ہیں یہ بہانے

پھر دوسرے کسی وقت میں حضرت اقدس اپنے مکان کے باہر سڑک پر

پھر رفقاء کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے کہ وہ افغانی بھی وہاں پہنچ گیا تو حضرت اقدس نے اسے دیکھ کر یہ شعر پڑھ دیا ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

یہ شعر حضرت اقدس نے ایسے پُرشوکت لہجے اور گرجدار آواز سے پڑھا کہ وہ خوف سے بے ہوش ہو کر پیچھے کو گرنے لگا، بے خودی میں بلا اختیار دو تین قدم پیچھے کو ہٹ گیا، گر رہا تھا بڑی مشکل سے سنبھلا، ایسے لگ رہا تھا کہ اس پر موت کی غشی طاری ہو رہی ہے، آنکھیں اُلٹ پلٹ، غنیمت ہے کہ گرا نہیں اگر گر جاتا تو سر پھٹ جاتا اور مر جاتا، مرنے سے بچ گیا۔ اس کی حالت دیکھ کر منافقین کی وہ حالت یاد آگئی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو جگہ بیان فرمائی ہے:

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُھُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَھُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ○ (۳۳-۱۹)

”پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو گے کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو، پھر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو تمہیں تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال پر حرص لئے ہوئے، یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔“

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ (۴۷ - ۲۰)

’’اور مومن لوگ کہتے ہیں کہ جہاد کی کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی، لیکن جب کوئی صاف معنوں کی سورت نازل ہو اور اس میں جہاد کا بیان ہو تو جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح کسی پر موت کی غشی طاری ہو رہی ہو سو ابھی ان کی کمبختی آئی۔‘‘

ترکِ جہاد پر عذاب:

ٹورنٹو میں ایک شخص ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور بتانے لگے کہ بنگلہ دیش میں مسلمان خاندان کی ایک خبیث عورت تسلیمہ نسرین نے اسلام کے خلاف کوئی کتاب لکھی جس میں اسلام پر اعتراضات تھے۔ ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جب ایک مرد کو چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے تو ایک عورت کو چار شوہر کرنے کی اجازت کیوں نہیں۔ مسلمانوں نے اس پر ہنگامہ مچایا تو اس خبیثہ کو ناروے کی حکومت نے اپنے پاس بلوا لیا اور بہت اعزاز و اکرام اور عیش و عشرت میں رکھا۔ یہ قصہ بتا کر کہنے لگے:

’’میں یہاں چندہ جمع کرنے آیا ہوں تاکہ اس مردودہ کے خلاف جلوس نکالے جائیں، مظاہرے کئے جائیں، جلسے وغیرہ کئے جائیں۔‘‘

یہ سُن کر بندہ عبدالرحیم نے ان سے کہا:

"جب وہ مردُودہ ملک سے فرار ہی ہو چکی تو اب مظاہروں اور جلسوں جلوسوں کا کیا فائدہ؟ اِس سے تو اُس کی شہرت اور اِعزاز و اِکرام میں اور بھی زیادہ اضافہ ہوگا، وہاں کسی مسلمان میں اسلام کی اتنی رمق اور غیرت نہیں کہ اس مردُودہ کے ملک سے باہر فرار ہونے سے پہلے ہی اس کا سَر قلم کر دیتا۔"

بندہ کا یہ جواب سُن کر حضرتِ اقدس بہت خوش ہوئے اور بندہ کو بہت شاباش دی۔ پھر وہ حضرتِ اقدس سے مقصدِ سفر پوچھنے لگے، حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں تو یہاں اللہ کے باغیوں کو مسلمان بنانے آیا ہوں، بس اِسی دَرد نے مجھے یہاں پہنچایا ہے۔"

چندہ مانگنے والے تو اس مثل کے مطابق کام کرتے ہیں:

"دودھ دینے والی گائے کی دولاتیں بھی سہنی پڑتی ہیں۔"

چندہ کی خاطر اہلِ ثروت کا توہین آمیز رویّہ برداشت کرتے ہیں یہ تک نہیں سوچتے کہ اس میں ان کی ہی نہیں بلکہ دین اور اہلِ دین کی بھی توہین ہے، اس مولوی نے حضرتِ اقدس کو بھی خود پر قیاس کر لیا کہ جیسے وہ بھیک مانگنے آیا ہے اسی طرح حضرتِ اقدس بھی اسی مقصد سے تشریف لائے ہیں، جیسے ایک طوطی کا قصّہ ہے۔

طوطی کا قِصّہ:

ایک دوکاندار نے اپنی دوکان میں ایک طوطی رکھا ہوا تھا وہ بہت بولتا تھا۔ اس کی وجہ سے دوکان پر بہت بھیڑ رہتی اور دوکاندار کی خوب

بکری ہوتی۔ ایک دن دوکان میں کہیں بلی آگئی اسے دیکھ کر طوطی جو اُڑا تو روغنِ بادام کی بوتل گر کر ٹوٹ گئی، دوکاندار کو غصہ آیا اس نے طوطی کے سر پر مار مار کر سر کے بال اُڑا دیئے سر گنجا کر دیا، طوطی نے بولنا چھوڑ دیا۔ لوگ تو اس کی باتیں سننے کے لئے آیا کرتے تھے جب طوطی نے بولنا بند کر دیا تو دوکان پر گاہکوں کی آمد و رفت کم ہوگئی اب دوکاندار بہت پریشان ہوا بہت کوششیں کیں کہ کسی طرح یہ بولنا شروع کر دے مگر طوطی خاموش، بولتا ہی نہیں۔ ایک بار دوکان کے سامنے سے کوئی گنجا گذرا اسے دیکھ کر طوطی کہنے لگا:

"تو نے کسی کا بادام روغن گرایا ہے؟"

طوطی نے اس گنجے کو اپنے اوپر قیاس کر لیا کہ جیسے وہ بادام روغن گرانے کی سزا میں گنجا کر دیا گیا اسی طرح اس شخص کو بھی بادام روغن گرانے پر کسی نے گنجا کیا ہے۔

سی این ٹاور ٹورنٹو مقامِ تفریح یا عذاب؟:

میزبان کے نزدیک مہمان کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اسے سیر و تفریح کروائی جائے، چنانچہ اسی جذبہ سے ٹورنٹو میں ہمارے میزبان ہمیں وہاں کے مشہور مینار سی این ٹاور (کینیڈین نیشنل ٹاور) کی سیر کروانے لے گئے یہ مینار ۳۳۸، ۵۵۳ میٹر = ۱۸۱۵ فیٹ ۵ انچ بلند ہے، حضرت اقدس نے وہاں سے واپسی پر سب کو بلا کر سیر و تفریح کے مقاصد اور اس مینار پر جانے کے مفاسد کی تفصیل بیان فرمائی جو درجِ ذیل ہے:

وہاں جا کر مجھے بہت سخت تکلیف ہوئی مگر آپ کی رعایت سے اپنی تکلیف وانقباض کو بتکلف انشراح سے بدلنے کی کوشش کرتا رہا، افسوس کہ اس زمانے میں سیر و تفریح کے مواقع و مقاصد سے واقف نہیں، اگر میزبان مینار

پر لے جانے سے پہلے بتا دیتے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تو میں ہرگز نہ جاتا پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ تفریح کے لئے مناسب مقامات کون کون سے ہوتے ہیں پھر یہ بتاؤں گا کہ اس مینار یا اس جیسے دوسرے مقامات پر تفریح کے لئے جانے میں کیا کیا مفاسد ہیں۔

تفریح کے لئے مناسب مقامات:

تفریح کے لئے مقام کا انتخاب کرنے میں دو قاعدے یاد رکھیں:

① جو چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشقت برداشت کرنے کا سبق دے، اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے پر تحریض کرے، اس کی خاطر جان لینے دینے کے جذبات ابھارے، ایسی تفریح گاہ سب سے بہترین ہے۔

② جو جگہ انسانی تصرفات سے جس قدر دور اور قدرتی مناظر سے جس قدر قریب ہوگی اسی قدر وہاں تفریح کے مقاصد بھرپور حاصل ہوں گے، ان دو قواعد کے تحت تفریح کے مقامات نمبروار سن لیں:

① گلستانِ دل:

گلستانِ دل سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مروّح الارواح و مفرح القلب نہیں ہے

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیرِ سرو سمن درا
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ درِ دل کشا بچمن درا

"اگر تجھے ہوس سرو سمن کی سیر کی طرف کھینچے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے، تو خود غنچہ سے کم نہیں کھلا دل کا دروازہ کھول اور چمن میں پہنچ جا۔"

روزانہ کسی معین وقت میں کچھ دیر کے لئے دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہو کر ایک محبوبِ حقیقی کے تصور میں کھو جائیے ؎

میں یوں دن رات جو گردن جھکائے بیٹھا رہتا ہوں
تری تصویر سی دل میں کھنچی معلوم ہوتی ہے

متی ما تلق من تھوی دع الدنیا و امھلھا.

"جب محبوب سے ملاقات ہو تو دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاؤ۔"

ساقیا برخیز دردہ جام را
خاک بر سر کن غمِ ایام را

"اے ساقی! تو جام محبت پلا کر غمِ ایام کے سر پر خاک ڈال دے۔"

دل کی طرف متوجہ ہو کر یوں لطف حاصل کیجئے ؎

اب کیوں ہو کسی چیز کی پروا مرے دل میں
ہے عیش دو عالم کا مہیا مرے دل میں
سینہ میں جو ہر دم ہے تجلی کا یہ عالم
کیا عرشِ معلیٰ اتر آیا مرے دل میں

② جہاد:

مجاہد کہیں بھی ہو خواہ میدان میں ہو یا صحراء میں، پہاڑ کی چوٹی پر ہو یا غار میں، فضاءِ ارضی میں ہو یا وسعتِ افلاک میں، سطحِ سمندر پر ہو یا اس کی گہرائی میں، گھر کی چار دیواری میں ہو یا دشمن کی قید میں، بہر صورت اس کا قلب سُرور سے معمور ہوتا ہے ؎

خوشا شادی کہ قربانش کنم صد شادمانی را
زہی مستی کہ پیشِ یار چون پرکار می رقصم

"کیسی بہترین خوشی ہے کہ اس پر سینکڑوں خوشیوں کو قربان کر ڈالوں، کیسی عجیب مستی ہے کہ یار کے گرد پرکار کی طرح رقص کر رہا ہوں"

جہاد جسمانی صحت و قوت، قلب کی فرحت و شجاعت، مال کی فراوانی و وسعت، عزت میں ترقی و تفوق، غرضیکہ دین و دنیا دونوں کی فلاح و بہبود اور عزت و شوکت کا نسخۂ اکسیر کیمیا تأثیر ہے مگر اسے وہی استعمال کرسکتا ہے جسے جنونِ عشقِ مولیٰ کی دولت مل جائے، دنیا کے عاشقوں کی وہاں رسائی نہیں ؎

آزمودم عقلِ دُور اندیش را
بعد زین دیوانہ سازم خویش را

"میں نے عقلِ دُور اندیش کو آزمانے کے بعد خود کو دیوانہ بنالیا"

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

③ گھڑسواری کا مقام:

گھڑسواری بلکہ صرف گھوڑوں کو دیکھنا بھی بہترین تفریح ہے۔ جہاد میں شرعًا وعقلاً گھوڑوں کی مُسلّمہ اہمیت ایسی تفریح کی افضلیت کے لئے کافی ہے۔ میں نے نیوجرسی (امریکہ) میں اپنے میزبان سے کہا کہ کہیں بہترین اعلیٰ قسم کے گھوڑے ہوں تو مجھے وہاں لے چلیں۔ وہ لے گئے تو ایسے گھوڑے دیکھ کر مزا ہی آگیا جو کسی مجاہد کو اٹھا کر اللہ کے دشمنوں پر جھپٹنے کے لئے بے تاب نظر آرہے تھے،

جزیرہ 'بابڈوز' میں بھی ایسے گھوڑوں کا نظارہ کیا، میں تو انہیں دیکھ کر خوش ہو ہی رہا تھا، رُوح کو تڑپا دینے والے اور خون کو گرما دینے والے ولولے جوش مار رہے تھے اور میں یہ سوچ کر بے چین ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ گھوڑے

مجاہدین کے لئے پیدا فرمائے ہیں مگر ان کی پشت پر اللہ کے دشمن سوار ہیں میں ان کی گردنیں اڑا کر یہ گھوڑے مجاہدین کو دے دوں اور سب سے عمدہ گھوڑا اپنے پاس رکھوں، اس پر سوار ہو کر اللہ کے دشمنوں پر جھپٹوں اور انہیں جہنم رسید کروں، ساتھ ہی یوں بھی لگ رہا تھا کہ یہ گھوڑے بھی مجھے پہچان رہے ہیں اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہو رہے ہیں اور بے تاب ہو رہے ہیں کہ اپنی پشت سے اللہ کے دشمنوں کو گرا کر انہیں روند ڈالیں پھر مجھ سے اپنی پشت پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کریں، میں جست لگا کر ان کی پشت پر سوار ہو جاؤں تو دوسرے دشمنوں پر جھپٹیں اور انہیں جہنم رسید کر ڈالیں، شاید انہوں نے کہیں مجھ سے یہ شعر سن لیا ہے ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے اب تو میرے قلب میں صرف ایک، صرف ایک، صرف ایک ہی تمنا باقی رہ گئی ہے اور وہ ایسی مچل رہی ہے کہ بے چین کر رکھا ہے وہ یہ کہ میری حیات میں ہی پوری دنیا میں میرے اللہ کی حکومت قائم ہو جائے، بالخصوص امریکہ، ایران، روس اور ہندوستان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، میرے اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔

جہاد کی نیت سے گھڑ سواری سیکھیں، اس میں خوب مہارت حاصل کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو تیراکی،

تیراندازی اور گھڑسواری سکھاؤ۔

جہاد کے لئے ان تینوں فنون میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔

④ نہر یا دریا کا کنارہ:

کسی نہر یا دریا کے ساحل پر چلے جائیں، فرحت بخش کھلی فضا، اور صاف ہوا سے دل و دماغ کی تفریح کریں، مناظرِ قدرت کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی کی نعمت کو سوچ کر اللہ کی معرفت و محبت میں ترقی کریں جہاد کی نیت سے تیرنا سیکھیں، تیراکی میں خوب مہارت حاصل کریں۔

تیراکی کے مروّجہ تالابوں میں نہانا صحتِ ظاہرہ و باطنہ دونوں کے لئے مُضر ہے، جس کی وجوہ اہلِ عقل پر مخفی نہیں۔

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغرضِ جہاد تیراکی میں بہت مہارت حاصل کی تھی۔ آپ زینۃ المساجد (دہلی) سے دریائے جمنا کی موجوں سے کھیلتے ہوئے تاج محل (آگرہ) پہنچتے اور پھر انہیں موجوں سے کھیلتے واپس آجاتے۔

دہلی سے آگرہ کرۂ ارضی (گلوب) پر خطِ مستقیم سے پیمائش کے مطابق ۲۰۰ کلومیٹر = ۱۲۵ میل ہے۔ بحری، بری اور فضائی راستوں سے فاصلہ زیادہ ہوتا ہے۔

⑤ باغ:

باغ میں جا کر قالب کی تفریح کے ساتھ قلب کی تفریح کا بھی سامان کریں، جسمانی صحت کے ساتھ روحانی صحت بھی حاصل کریں، مختلف درختوں، ان کے تنوں، شاخوں، پتوں اور پھلوں پھولوں کے نظارہ اور قدرتِ الٰہیہ کے کرشموں کے مراقبہ سے دل میں محبوبِ حقیقی کی معرفت و محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ میں تنہائی میں ایک باغ میں بیٹھ کر کسی پتے پر نظر جما کر یہ مراقبہ

کیا کرتا تھا ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر برگے دفتریست زمعرفتِ کردگار

"عقلمند کی نظر میں سبز درختوں کا ہر پتا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا دفتر ہے۔"

گلستاں میں جاکر ہر اک گُل کو دیکھا
تری ہی سی رنگت تری ہی سی بُو ہے

اصل میں شعر یوں ہے ؎

گلستاں میں جاکر ہر اک گُل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ شاعر عارف نہ تھا، اگر عارف ہوتا تو یوں کہتا ؎

گلستاں میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا
تری ہی سے رنگت تری ہی سی بو ہے"۔

عارف کو ہر چیز میں محبوب حقیقی کا جلوہ نظر آتا ہے ؎

تو بچشمانِ دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہرِ اوست

"تو دل کی آنکھوں سے دوست کے سوا کسی کو مت دیکھ، جو کچھ بھی دیکھے اسے دوست کا مظہر سمجھ۔"

میں جب پہلی بار سفرِ جہاد پر افغانستان گیا تو خوست میں لہلہاتے ہوئے سرسبز کھیت اور صاف وشفاف ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے دیکھے تو فوراً

بے ساختہ یہ شعر موزوں ہو گیا ؎

این مزارع و چشمہائے خوست
می سرایند نغمۂ ہمہ اوست

"خوست کے کھیت اور چشمے 'ہمہ اوست' کے گیت گا رہے ہیں۔"

پھر باغوں پر نظر پڑی تو اسی شعر کے ایک لفظ میں یوں تصرّف کر دیا ؎

این حدائق و چشمہائے خوست
می سرایند نغمۂ ہمہ اوست

"خوست کے یہ باغ اور چشمے "ہمہ اوست" کے گیت گا رہے ہیں۔"

مجھے ہر سو تری جلوہ گری معلوم ہوتی ہے
تری تصویر سی ہر سو کھنچی معلوم ہوتی ہے
تجھے یا رب خبر ہے جس نظر سے دیکھتا ہوں میں
بتوں میں بھی تری صنعت گری معلوم ہوتی ہے

الغرض! باغ کی سیر سے عام لوگ تو صرف جسمانی تفریح کرتے ہیں وہ بھی ناتمام رُوحانی تفریح کے سوا صرف جسمانی تفریح عارضی اور ناتمام ہی رہے گی۔ اللہ کے بندے رُوحانی تفریح کرتے ہیں اور دل کو آئینۂ جمالِ یار بنانے کے نسخے استعمال کرتے ہیں ؎

فصلِ گل میں سب تو خنداں ہیں مگر گریاں ہیں ہم
جب چمک جاتی ہے بجلی یاد آ جاتا ہے دل

اللہ تعالیٰ کی محبت میں گریہ کی لذت پر دنیا بھر کی مسرتیں اور لذتیں قربان۔

۶ کھلی فضاء:

آبادی سے دُور کھلی فضا، ظاہری و باطنی غلاظات و نجاست سے پاک صاف ہوتی ہے اور آبادی کی مکدّر ہوا سے محفوظ ہوتی ہے اس لئے انسان کے قالب و قلب دونوں کے لئے بہت نافع ہے، جسمانی و رُوحانی دونوں قسم کی صحت و فرحت کا ذریعہ ہے، شہر سے دُور کہیں نکل جائیں، اگر کوئی پوچھے کہ کہاں جارہے ہیں؟ تو کہئے ؎

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ وہاں آپ کی کسی قیس سے ملاقات کروادیں تو کام ہی بن جائے جیسا کہ کسی بزرگ کا قصہ ہے:

"ایک بزرگ کو رات کو نیند نہیں آرہی تھی سونے کی بہت کوشش کی مگر بے سود، بالآخر سوچا کہ چلو اللہ کی نافرمانیوں سے مکدّر ہوا سے نکل کر بستی سے باہر کسی جنگل میں اپنے اللہ سے لَو لگاؤ۔

★ ★ ★ ★ ★

اہلِ دل کے لئے یہ ایسا بہترین مشغلہ ہے کہ جس پر ہزاروں نیندیں قربان ؎

ہمارا شغل ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

اِک ہوک سی دل سے اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
میں راتوں کو اُٹھ کر روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

پھنکتا ہوں شب و روز پڑا بستر غم پہ
ہوتی ہے بُری ہائے لگی آگ جگر کی
کاٹے نہیں کٹتا تیری فرقت کا زمانہ
ہوتی نہیں اب شام جو مر مر کے سحر کی

کچھ اشعار میرے بھی سُن لیجئے ؏

کہیں کا نہ چھوڑا ہوئی جب سے اُلفت
تمہاری ہماری، ہماری تمہاری
محبت یہ کیا ہے بڑھی آہ و زاری
بڑی بے قراری بڑی بے قراری
دل و چشم دونوں میں طوفاں بپا ہے
ادھر شعلہ باری ادھر لالہ زاری
نہ جانے یہ کیا کر دیا تو نے جاناں
ترے ہی کرم پر ہے اب جاں ہماری
لگا تیر دل میں ہوئے نیم بسمل
زہے دل سپاری زہے جاں نثاری
تری زلف پیچاں میں ہوں یوں پریشاں
ابھی خندہ زن ہوں ابھی گریہ طاری
تصوّر میں تیرے میں سب کھو چکا ہوں
یونہی دن بھی گذرا یونہی شب گذاری

؏ یہ پوری نظم جلد اوّل عنوان "آتش عشق" کے آخر میں بنام "نسخۂ اصلاح" گزر چکی ہے، وہاں دیکھیں، بار بار پڑھیں بلکہ اصلاحِ نفس کا یہ نسخۂ اکسیر روزانہ پڑھنے کا معمول بنائیں۔

تری یاد نے مجھ کو ایسا ستایا
اس میں تڑپتے کٹی عمر ساری
کبھی تو کٹے گی جدائی کی ساعت
کبھی رحم لائے گی یہ اشک باری
کبھی تو کرے گی تجھے مجھ پہ مائل
مری دل گدازی مری جاں فگاری
نہیں بلکہ یہ بھی تری ہی عطا ہے
خوشا درد از تو تیمار داری
یہ کیا تجھ سے زاہد! کہوں ماجرا میں
ان آہوں میں پاتا ہوں وہ دل ربا میں

★ ★ ★ ★ ★

یہ بزرگ بستی سے بہت دور جنگل میں تشریف لے گئے وہاں کسی اہل دل سے ملاقات ہوگئی، دیکھ کر پہچان گئے کہ یہ عارف کامل ہیں:

ولی راولی بشناسد ———— "ولی کو ولی پہچانتا ہے۔"

سلام وجواب کے بعد پہلے ہی کلام میں ان سے یہ سوال کیا:

متیٰ یکون داء النفس دواھا.

"نفس کی بیماری ہی اس کی دواء بن جائے یہ کب ہوتا ہے؟"

انہوں نے فوراً برجستہ جواب دیا:

اذا خالفت النفس ھواھا.

"جب نفس اپنی خواہش کے خلاف کرنے لگے۔"

انہیں اب پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بے خوابی کیوں مسلط فرمادی تھی،

اس میں حکمت یہ تھی کہ ان کے قلب میں یہ اشکال بہت عرصہ سے گردش کر رہا تھا کہیں سے اس کا جواب نہیں مل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے بے خوابی کو حلِ اشکال کا ذریعہ بنا دیا۔

آپ بھی کہیں دُور جنگل میں نکل جائیں ؎

اے عشق! کہیں لے چل، دُور اور کہیں لے چل
دور اور کہیں لے چل، ﷲ! کہیں لے چل
آفاق کے اس پار اک اس طرح کی بستی ہو
صدیوں سے جو انسان کی صورت کو ترستی ہو
اور اس کے مناظر پر تنہائی برستی ہو
اے عشق! وہیں لے چل، ﷲ! وہیں لے چل

اگر آپ کو وہاں کوئی قیس نہ ملے تو خود ہی قیس بن جائیے، قیسِ لیلیٰ کی طرح قیسِ مولیٰ بن کر محوِ خیالِ یار ہو جائیے ؎

دید مجنون را یکی صحرا نورد
در بیابانِ غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتان قلم
می نمودی بہرِ کس نامہ رقم
گفت اے مجنونِ شیدا چیست این
می نویسی نامہ بہرِ کیست این
گفت نامِ مشقِ لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلّی می دھم

”کسی نے مجنون کو جنگل میں دیکھا جو غمِ عشق کے بیابان

میں تنہا بیٹھا تھا۔
ریت کو کاغذ اور انگلیوں کو قلم بنائے کسی کو خط لکھ رہا تھا۔
اس نے پوچھا کہ اے مجنونِ شیدا! یہ کیا ہے؟ کسے خط

لکھ رہے ہو؟
مجنون نے جواب دیا کہ لیلی کے نام کی مشق کر رہا ہوں اس
طرح اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔"
شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ کا حال لکھتے ہیں ؎

بسودائے جانان زجان مشتغل
بذکرِ حبیب از جہان مشتغل
بیادِ حق از خلق بگریختہ
چنان مستِ ساقی کہ مے ریختہ

"محبوب کے خیال میں ایسا مست کہ اپنی جان بلکہ سارے
جہان سے بے پروا۔
اللہ کی یاد میں مخلوق سے بھاگا ہوا، ساقی پر ایسا مست کہ
شراب گرادی۔"
ایسے حضرات خلوت میں بھی اکیلے نہیں رہتے، ہر وقت محبوب کے
جلووں کے نظاروں اور اس کے ساتھ مجلس سازی میں مشغول رہتے ہیں ؎

چہ خوش است باتو بزمی بنہفتہ ساز کردن
درِ خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن

"تیرے ساتھ مجلس سازی کیسی ہی اچھی ہے، گھر کا دروازہ
بند کرنا اور شرابِ محبت کی بوتل کا منہ کھولنا۔"

نہ خلوت میں بھی رہ سکے ہم اکیلے
کہ دل میں لگے ہیں حسینوں کے میلے

عارفِ کامل کے لئے تو خلوت و جلوت سب برابر، بڑے سے بڑے مجامع بھی انہیں یادِ محبوب سے غافل نہیں کر سکتے ؂

إنی جعلتك فی الفؤاد أنیسی
وأبحت جسمی لمن یكون جلیسی
فالجسم منی للجلیس مؤانس
وحبیب قلبی فی الفؤاد أنیسی

"میرا جسم ہم مجلسوں کے لئے مُونس ہے مگر میرے دل کا انیس صرف میرا محبوب ہی ہے۔"

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا
اس بھری محفل میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

دنیا بھر کی رنگ رلیاں انہیں اپنی طرف مائل نہیں کر سکتیں ؂

حسینوں میں دل لاکھ بہلا رہے ہیں
مگر ہائے پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

بُت کریں مائل مجھے میں اُن سے رُوگرداں رہوں
کعبہ آگے ہو مرے پیچھے صنم خانہ رہے
پھیر لوں رُخ پھیر لوں ہر ماسوا سے پھیر لوں
میں رہوں اور سامنے بس رُوئے جانانہ رہے
رہ کے دنیا میں بھی ہم دنیا سے بیگانہ رہے
وقفِ ذکرِ یار محوِ یادِ جانانہ رہے

بے حجابانہ درا از درِ کاشانۂ ما

کہ کسی نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

"ہمارے گھر کے دروازہ سے بے حجابانہ آجا اس لئے کہ ہمارے گھر میں تیرے درد کے سوا کوئی نہیں۔"

خذوا فؤادی ففتشوہ وقلبوہ کما تریدوا

فلن تحسوا بہ سواکم زدوا علی الحضور زیدوا

"میرے دل کو پکڑ لو اور جیسے چاہو اُلٹ پلٹ کر خوب اچھی طرح دیکھ لو، اس میں تمہیں تمہارے سوا اور کچھ نہیں ملے گا، مجھے حضوری میں اور زیادہ ترقی دیجئے۔"

خیالك فی عینی وذکرك فی فمی

ومثواك فی قلبی فأین تغیب

"تیرا خیال میری آنکھ میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیرا ٹھکانا میرے دل میں سو تو کہاں غائب ہوگا۔"

ھمہ شہر پُر ز خوبان منم و خیال ماھی

چہ کنم کہ چشمِ یک بین نہ کند بکس نگاھی

"پورا شہر حسینوں سے بھرا پڑا ہے مگر میں تو صرف ایک چاند کے خیال میں مگن ہوں، میں کیا کروں کہ میری یک بین آنکھ کسی کی طرف بھی کوئی نگاہ نہیں اٹھاتی۔"

حقا کہ در جانِ فگار و چشمِ بیدارم توئی

ھر چہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

"بلاشبہہ میری زخمی جان اور میری بیدار آنکھ میں صرف تو ہی

ہے، دُور سے جو چیز بھی ظاہر ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی ہے"

آشنا بیٹھا ہو یا نا آشنا
ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

میں گو کہنے کو اے ہمدم اسی دنیا میں ہوں لیکن
جہاں رہتا ہوں میں وہ اور ہی ہے سرزمین میری

سب سے بڑی تفریح جہاد:

جسمانی و رُوحانی ہر قسم کی اعلیٰ صحت اور بے مثال تفریح کا سب سے اعلیٰ نسخہ جہاد ہے، اگر کہیں جہاد کا موقع نہ ہو یا آپ نے جہاد کی تربیت حاصل نہ کی ہو تو آبادی سے دُور کھلی فضاء میں جہاد کی تربیت حاصل کریں اور تربیت مکمل کر لینے کے بعد جہاد کی مشقوں کا معمول جاری رکھیں ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

آج کے مسلمانوں کا حال تو یہ ہے کہ جان بچانے کے لئے تبلیغ کے بہانے بنا کر ارضِ جہاد "افغانستان" سے بستر اُٹھا کر دنیا کے دوسرے کنارے ٹورنٹو پہنچ رہے ہیں ؎

بستر اٹھانا ٹورنٹو پہنچنا
گردن بچانے کے ہیں یہ بہانے

مجاہدین کے جذبات تو یہ ہیں ؎

کل رُوس بکھرتے دیکھا تھا اب انڈیا ٹوٹتا دیکھیں گے
ہم برقِ جہاد کے شعلوں سے امریکا جلتا دیکھیں گے

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہیں کسی سے سیلِ رواں ہمارا

اور یہ جان بچا کر بھاگنے والے یوں کہتے ہیں ؎

مغرب کی وادیوں میں بجتی ہے جاں ہماری
ظاہر نہیں کسی پر خوفِ نہاں ہمارا
پنہاں رہے گا کیوں کر یہ رازِ دل جہاں پر
ہے جامِ جم یہ دیکھو رُوئے عیاں ہمارا

اللہ کے بندو! خوب سمجھ لو اور یاد رکھو! جہاد سے جان بچانے والے اور شہادت سے ڈرنے والے اگر مغرب کی وادیوں میں گم ہو جائیں یا سمندروں میں کود جائیں تو بھی انہیں دنیا کی کوئی طاقت موت سے نہیں بچا سکتی:

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (۴-۷۸)

موت کا ایک وقت مقرر ہے جو کسی صورت میں بھی ٹل نہیں سکتا:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط (۳-۱۴۵)

یہ بھی خوب یاد رکھو کہ اب اللہ کے شیروں سے اللہ کے دشمن بھاگ کر کہیں ہرگز نہیں جا سکتے، بنصر اللہ تعالیٰ تمام بحر و بر مجاہدین کی زد میں ہیں ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

فلک بوس پہاڑ بھی ان شہسواروں کے قدم چوم رہے ہیں۔

میرے اللہ کے ان شہبازوں اور شہسواروں کی شان میں ایک شعر میرا بھی

سن لیں ؎

تیرے شاہینوں کے آگے بحر قطرہ گُہ سپند
ہے ثریا بھی ترے فُرسان کے زیرِ کمند

اللہ کے عاشق موت سے نہیں ڈرتے ؎

جو دیکھی ہسٹری اس بات پر کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا
دنیا میں ٹھکانے دو ہی ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختِ جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا

اسلام کے دعوے کرنے والو! اگر قرآن پر ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کے قطعی اور واضح فیصلے سن کر موت کے خوف سے جان کیوں نکل رہی ہے؟ منافقین کی طرح چہرہ پر غشی کے آثار کیوں نظر آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ دشمنوں کی گردنیں اڑاؤ اور ان کے ایک ایک جوڑ پر مارو:

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (۸-۱۲)

اور فرمایا:

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ (۴۷-۴)

اگر اللہ اور قرآن پر ایمان کے دعووں میں سچے ہو تو ایسے قطعی اور واضح احکام کو قبول کرنے میں پس و پیش کیوں کرتے ہو؟ اور ان میں من گھڑت باطل تاویلیں کیوں کرتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے قتال فی سبیل اللہ سے جان بچانے اور اس کی راہ میں شہادت سے ڈرنے کی وجہ حُبِّ دنیا کا مرض قرار دی ہے اس مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کی فکر پر تنبیہ فرمانے کے بعد پھر بھی اس سے غفلت پر دنیا میں ہی بہت

سخت عذاب کی بہت زبردست دھمکی دی ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (۹-۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قتال فی سبیل اللہ سے بھاگنے کا سبب حُبِّ دنیا اور خوفِ موت قرار دیا ہے:

عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یوشك الامم ان تداعی علیکم من کل افق کما تداعی الاکلة الیٰ قصعتها، فقال قائل: ومن قلة نحن یومئذ؟ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المهابة منکم، ولیقذفن فی قلوبکم الوهن، فقال قائل: یارسول اللہ وما الوهن؟ قال: حب الدنیا وکراهیة الموت. وفی روایة حبکم للدنیا وکراهیتکم للقتال. رواه احمد وابوداؤد وغیرهما.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عنقریب کافر قومیں ہر طرف سے تم پر متحد ہو کر یوں ٹوٹ پڑیں گی جیسے

کھانے والے کھانے کے طشت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کافروں کو یہ جرأت کیا اس وجہ سے ہوگی کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟" ارشاد فرمایا: "نہیں، تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تم اس وقت جھاگ اور خس وخاشاک کی مانند ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے قلوب سے تمہارا رعب نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے۔" صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! بزدلی کا سبب کیا ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔" ایک روایت میں یوں ہے: "تمہیں دنیا سے محبت اور قتال فی سبیل اللہ سے نفرت ہوجائے گی۔""

مدارسِ دینیہ، جامعاتِ اسلامیہ، مساجد اور خانقاہیں قتال فی سبیل اللہ کے لئے اسلحہ کے مخازن اور جہاد کے مراکز تھے، مگر افسوس آج ان میں بھی بعض نام نہاد مولوی اور صوفی قتال کے نام سے ڈرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکِ قتال کو شعبۂ نفاق کی وعید سنائی ہے:

من مات ولم یغز ولم یحدث به نفسه مات علیٰ شعبة من نفاق. (صحیح مُسلم)

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے مسلح جہاد نہ کیا اور نہ کبھی اس بارے میں کچھ سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار شہادت کی تمنائیں فرمائی ہیں:

والذی نفسی بیده لوددت انی اقتل فی سبیل

اللہ ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل ثم احیا

ثم اقتل (صحیح بخاری)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری تمنا ہے

کہ اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا

جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔"

کوئی بظاہر کتنا ہی بڑا عالم ہو مگر جہاد کا جذبہ نہ رکھتا ہو تو اس کے اس علم کی قیمت خشک گھاس کی ایک پتی کے برابر بھی نہیں بلکہ یہ علم اس کے لئے وبالِ جان اور عذاب ہے ؎

من این علم و فراست با پرِ کاھی نمی گیرم

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را

بغیرِ نرخ این کالا بگیری سُود مند افتد

بضربِ مؤمنِ دیوانہ دہ اِدراک رازی را

"میں اس علم و فراست کو گھاس کی ایک خشک پتی کے عوض

بھی لینے کو تیار نہیں جو مردِ غازی کو تیغ و سپر سے بیگانہ کر دے۔

اگر تو اس دولت پر پوری دنیا کا مال لٹا دے تو بھی یہ سودا

سستا ہے۔ مومنِ دیوانہ کی ضرب سے ایسے مولویوں کو بھی کچھ

سبق پڑھا دو جو بزعمِ خود امام رازی بنے بیٹھے ہیں۔"

اسی طرح کوئی صوفی بظاہر کتنا ہی بڑا ولی اللہ نظر آتا ہو، ہزار دانہ تسبیح پر بہت دل گداز ضربیں لگاتا ہو، کشف و کرامات میں بھی بہت مشہور ہو مگر قتال

فی سبیل اللہ سے بھاگتا ہو تو وہ اینٹ پتھر جتنی بھی وقعت نہیں رکھتا، یہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا ولی الشیطان ہے ؎

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردانِ خود آگاہ خدامست
یہ مذہب منکوس و جمادات و نباتات

ایسے صوفیوں کا مقام جمادات سے بھی نیچے ہے، اسفل السافلین ہیں، ان کے اوپر جمادات پھر ان کے اوپر نباتات۔ شاعر نے ترتیب مقامات کا بہت عجیب نقشہ کھینچا ہے، اصل میں آخری مصراع یوں ہے ؎

یہ مذہب مُلّا و جمادات و نباتات

اس میں شاعر نے اپنے وقت کے شکم پرست مُلّاؤں کا مقام بتایا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے جہادِ افغانستان کی بدولت 'مُلّا' کی دھاک پوری دنیا پر بٹھا دی ہے فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا. اسی لئے میں نے لفظ 'مُلا' کی بجائے لفظ 'منکوس' لگا دیا ہے، 'منکوس' کے معنیٰ 'الٹا'، بمطابق مقولہ مشہورہ:

انف فی الماء واست فی السماء.
"ناک پانی میں اور چوتڑ آسمان میں۔"

یہ حال صوفی غیر صافی کا بتایا گیا ہے، نقلی اور جعلی صوفی۔ اصل صوفی کے قلب میں تو جہاد اور مجاہدین سے بے پناہ محبت ہوتی ہے، ان کے قلوب جہاد کی اہمیت اور مجاہدین کی عظمت سے معمور ہوتے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات سے اس کا اندازہ لگائیں۔ مشہور محدث و فقیہ، مجاہدِ عظیم حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اور صوفی ... نے سید الطائفہ حضرت

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا باہم مراسلہ سنئے :

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذیل کے وجد آفرین اشعار "طرطوس" کے محاذ سے امام الاولیاء حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھ بھیجے جنہوں نے حرمین شریفین میں عبادت کے لئے خود کو یوں وقف فرمادیا تھا کہ لوگ آپ کو "عابد الحرمین" کے لقب سے یاد کرتے ہیں ؎

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ اَنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ

مَنْ كَانَ يَخْضِبُ جِيْدَهٗ بِدُمُوْعِهٖ
فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ

اَوْ كَانَ يُتْعِبُ خَيْلَهٗ فِيْ بَاطِلٍ
فَخُيُوْلُنَا يَوْمَ الصَّبِيْحَةِ تَتْعَبُ

رِيْحُ الْعَبِيْرِ لَكُمْ وَنَحْنُ عَبِيْرُنَا
رَهَجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارُ الْاَطْيَبُ

وَلَقَدْ اَتَانَا مِنْ مَّقَالِ نَبِيِّنَا
قَوْلٌ صَحِيْحٌ صَادِقٌ لَا يُكْذَبُ

لَا يَسْتَوِيْ وَغُبَارُ خَيْلِ اللّٰهِ فِيْ
اَنْفِ امْرِئٍ وَّ دُخَانُ نَارٍ تَلْهَبُ

هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ بَيْنَنَا
لَيْسَ الشَّهِيْدُ بِمَيِّتٍ لَا يُكْذَبُ

" اے عابد الحرمین! اگر تو ہمیں دیکھ لے تو تو یقین کر لے کہ تو عبادت کا مذاق اڑا رہا ہے۔

اگر کوئی اپنی گردن آنسوؤں سے رنگتا ہے تو ہمارے سینے
ہمارے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔
کوئی اپنا گھوڑا باطل میں دوڑاتا ہے تو ہمارے گھوڑے جہاد
میں اپنے جوہر دکھلاتے ہیں۔
عبیر کی خوشبو تمہارے لئے ہے اور ہماری عبیر گھوڑوں کی سموں
کی ٹاپ اور پاکیزہ غبار ہے۔
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہم تک پہنچا ہے جو بالکل
صحیح اور سچا ہے، کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا، وہ یہ ہے ؛
"کسی انسان کی ناک میں اللہ کے گھوڑوں کا غبار اور جہنم کا
دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔"
ہمارے درمیان کتاب اللہ کا یہ اعلان موجود ہے کہ شہید
میت نہیں، یہ اعلان ہرگز غلط نہیں ہو سکتا۔"

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشعار پڑھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا؛

"آپ نے سچ فرمایا اور مجھے اچھی نصیحت کی۔"

پھر عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف فضیلتِ جہاد کے بارہ میں یہ حدیث لکھ کر بھیجی ؛

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان رجلا قال يا رسول الله علمنى عملا انال به ثواب المجاهدين فى سبيل الله فقال "هل تستطيع ان تصلى فلا تفتر وتصوم فلا تفطر؟" فقال يا رسول الله انا اضعف من

ان استطیع ذلك ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "فوالذی نفسی بیدہ لوطوقت ذلك ما بلغت المجاھدین فی سبیل اللہ او ما علمت ان فرس المجاھد لیستن فی طوله فیکتب له بذلك الحسنات.

(تفسیر ابن کثیر ص۲۴۷ ج ۱۔ سیر اعلام النبلاء ص۴۱۲ ج ۸)

"ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

"آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں مجاہدین فی سبیل اللہ کا ثواب پالوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ ہر وقت نماز میں مشغول رہے کبھی بھی نہ تھکے اور ہمیشہ روزے رکھے کبھی بھی افطار نہ کرے؟"

اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تجھے یہ عبادت میسّر ہو جائے تو بھی تُو مجاہدین فی سبیل اللہ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجاہد کا گھوڑا چرنے کے لئے لمبی رسی میں بندھا ہونے کی حالت میں کچھ کو دتا ہے تو اس سے بھی مجاہد کے لئے حسنات لکھی جاتی ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کے بعد کسی کو

خواب میں آپ کی زیارت ہوئی، اس نے آپ سے دریافت کیا،

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟"

آپ نے جواب دیا ——— "مجھے بخش دیا۔"

اس نے

"آپ کے اس علم کی وجہ سے جو آپ نے اُمّت میں پھیلایا؟"

آپ نے فرمایا؛

"نہیں، بلکہ اس غبار کی وجہ سے جو فی سبیل اللہ میری ناک میں داخل ہوا۔"

"دارالافتاء والارشاد" کے علماء و طلبہ کو حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار یاد کرنے کی تاکید کرتا رہتا ہوں، امرؤ القیس کے وہ اشعار بھی جو اس نے اپنے گھوڑے کے بارے میں کہے ہیں۔

یہ اشعار جلد اوّل میں عنوان 'جہاد اور گھوڑا' کے تحت ہیں (جامع)

یہاں (ٹورنٹو میں) بنگلہ دیش کا ایک شخص مجھ سے ملا، بنگلہ دیش سے ٹورنٹو تک طویل سفر اور اپنے شانِ وُرُود کی وجہ یہ بتائی:

"بنگلہ دیش میں ایک خبیث عورت 'تسلیمہ نسرین' نے اسلام کے خلاف کتاب لکھی جس پر وہاں مسلمانوں میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا، اس خبیث عورت کو ناروے کی حکومت نے اپنے پاس بلا لیا ہے' میں اس کے خلاف جلسے کرنے جلوس نکالنے اور مظاہرے کرنے کے لئے چندہ مانگنے یہاں آیا ہوں۔"

ترکِ جہاد کا یہ نتیجہ ہے، کسی مسلمان عورت نے کوئی ایسا باغیرت مسلمان نہ جنا جو ایسی خبیث عورت کو وہیں ذبح کر دیتا، مسلمانوں کے اتنے بڑے ملک سے

بچ کر کیسے نکل گئی؟ پھر اب جلسوں جلوسوں کا کیا فائدہ کہ اس کی خاطر چندہ کی بھیک مانگنے کے لئے اتنا طویل سفر کیا، اس سے تو اس خبیثہ کا اور زیادہ اعزاز واکرام ہوگا، یہاں ٹورنٹو آنے کی بجائے تو ناروے چلے جاتے وہاں پہنچ کر اس خبیثہ کی گردن اڑا کر جہنم رسید کرتے، ایسی بے غیرتی، بے حمیتی اور بے ہمتی یہ سب کرشمے جہاد سے ڈرنے کے ہیں ؎

غیرت کا جنازہ ہے زرا دھوم سے نکلے

اس قصے کی تفصیل عنوان "ترکِ جہاد پر عذاب" کے تحت ہے (جامع)

⑦ سمندر:

سمندر کا درجہ تفریحی مقامات میں سب سے آخری نمبر پر ہے، سمندر کی آب و ہوا صحت کے لئے مضر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے کرتے آج لوگوں کو اپنے نفع وضرر کی خبر نہ رہی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس جرم کی دنیا ہی میں یہ سزا دی کہ ان کی عقل ایسی مسخ کر دی کہ اپنے نفع ضرر کو نہیں سمجھتے:

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ (۵۹ - ۱۹)

باربڈوز میں ہمارے میزبان ڈاکٹر صاحب نے جب یہ بتایا کہ سمندر کی تفریح سے لطف اندوز ہونے کے لئے یہاں بہت سے لوگوں نے اپنے گھر ساحل سمندر کے قریب بنائے ہوئے ہیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سمندر کی آب و ہوا صحت کے لئے مضر ہے؟ انہوں نے کہا: "جی ہاں"۔ اس پر میں نے انہیں کہا کہ آپ یہاں کے لوگوں کو سمجھائیں کہ ایسی حماقت چھوڑ دیں۔ مزید ایک بات یہ کہ اگرچہ اللہ کے عذاب کو کہیں بھی ٹالا نہیں جا سکتا لیکن ظاہری حالات کے تحت دیکھیں تو جن لوگوں کے گھر ساحل سمندر

کے نزدیک ہوں وہ سمندری طوفان کی ایک لہر میں عذاب کی نظر ہو جائیں گے۔
اب لیجئے اپنا مینار:

① تفریح گاہیں یا غلیظوں کی آماجگاہ:

مینار پر چڑھنے سے پہلے ہی جب میری نظران کرسیوں پر پڑی جو اوپر لے جانے والی لفٹوں کا انتظار کرنے والوں کے لئے رکھی ہیں تو اسی وقت میری طبیعت خراب ہوگئی، مرد اور عورتیں غلاظتوں اور نجاستوں سے بھری ہوئی پتلونوں کے ساتھ ان کرسیوں پر بیٹھتے ہیں، اس تصور سے ہی میں پریشان ہوگیا۔

★ ★ ★ ★ ★

مینار پر چڑھنے کے لئے کئی کئی بڑی بڑی لفٹیں لگی ہوئی تھیں اس کے باوجود لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ قریب ہی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں، میزبانوں میں سے کسی نے حضرتِ اقدس سے عرض کیا کہ کرسی پر تشریف رکھیں، اس کی وجہ اکرام ضیف کے علاوہ یہ بھی تھی کہ انہیں حضرت اقدس کی کمزوری کا خیال تھا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ مغربی ممالک کے سفر کے دوران وہاں کے لوگوں کی خباثتیں اور ظاہری حالات دیکھ دیکھ کر حضرتِ اقدس کو بہت ضعف لاحق ہو گیا تھا۔

جونہی میزبان نے کرسیوں پر بیٹھنے کی درخواست کی، حضرتِ اقدس فوراً دُور ہٹ گئے۔ وہ تو شاید صحیح وجہ سمجھ نہ پائے ہوں اس لئے کہ وہ حضرتِ اقدس کی نظافتِ طبع سے ناواقف تھے۔ بات یہ ہے کہ وہاں کے مرد اور عورتیں اس قدر گندے ہیں کہ ان کی پتلونیں ہی دیکھ کر حضرتِ اقدس کو دُور سے ہی بدبو آنے لگتی تھی۔ وہاں پانی سے استنجاء کرنا سخت ممنوع ہے، صرف اور صرف ٹشو پیپر

استعمال کر سکتے ہیں۔ سفر کے دوران اگر ہم نماز پڑھنے کے لئے کسی ہوٹل پر رُکتے تو سخت تنگی میں مبتلا ہو جاتے، استنجاء کے لئے کسی بوتل وغیرہ میں پانی بھر کرلے جانا پڑتا۔ ایک تو یہ کہ وہاں کے لوگ پانی سے استنجاء نہیں کرتے پھر عورتوں کی پتلونوں میں اُبلتے ہوئے گٹر۔ سوچیں کرسیوں پر ایسے گندے لوگ بیٹھتے ہوں، حضرتِ اقدس میں توان کرسیوں کو دیکھنے کی بھی قدرت نہ تھی بیٹھتے کیسے؟ انتہائی ضعف کے باوجود لفٹ کے انتظار میں کھڑے رہے۔

★ ★ ★ ★ ★

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا اگر یہ لوگ مجھے پہلے بتا دیتے کہ کہاں لے جا رہے ہیں تو میں ہرگز نہ جاتا لیکن جب پہنچ ہی گئے تو اس خیال سے کہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو مسرت کا اظہار کرتا رہا لیکن دل میں طے کر لیا کہ واپسی پر سب کو ہدایت کروں گا۔ اگر وہ کوئی صریح ناجائز کام ہوتا تو میں کبھی ان کی دل شکنی کی پروا نہ کرتا کسی کی دل شکنی کی خاطر اپنی دین شکنی کیسے برداشت کریں؟ لیکن چونکہ وہ کوئی ناجائز کام تو نہ تھا اس لئے میں نے سخت تکلیف ہونے کے باوجود انہیں احساس تک نہ ہونے دیا۔

② مصنوعی تفریح گاہ میں جانا حماقت ہے:

جو جگہ انسانی تصرف سے جس قدر دور ہوگی وہاں تفریح کا مقصد یعنی ذہنی تازگی اسی قدر حاصل ہوگی۔ کیسا احمق انسان ہے جو اپنی ہی بنائی ہوئی چیزیں تفریح کے لئے دیکھ رہا ہے۔ یہ مینار تو نہ صرف کفار کا بنایا ہوا ہے بلکہ یہاں لنگوروں جیسے سیاہ دل اور گندی پتلونوں والے کفار کا مجمع ہوتا ہے، وہاں تو ظلمت ہی ظلمت ہوگی ذہنی تازگی کہاں؟

③ تنگ فضا نقصان دہ ہوتی ہے:

اگرچہ یہ مینار کافی بڑا اور چوڑا ہے لیکن بہرحال کھلی فضا کی بنسبت تو محصور ہے، پھر لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اور زیادہ تنگ ہوگیا، تنگ فضا میں صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔

④ قصداً فسّاق وفجّار کی صحبت مضر ہے:

تنگ جگہ میں فسّاق و فجّار بلکہ کفّار اور ان کی عورتوں کے ساتھ قصداً جمع ہونا شقاوتِ قلب ہے اور پھر بُری صحبت سے قلب کی مزید تباہی کا سامان، بس، ریل گاڑی یا ہوائی جہاز وغیرہ میں تو ضرورۃً جمع ہوتے ہیں اس کا وہ بُرا اثر نہیں پڑتا جو قصداً فساق کی صحبت اختیار کرنے سے پڑتا ہے۔

⑤ تنگ جگہ میں زیادہ لوگوں کا اجتماع صحت کیلئے مُضر ہے:

جب کسی تنگ جگہ میں بہت سے لوگ جمع ہوجائیں تو اس کا صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ایک دوسرے کے جسم کی بُو جو قریب سے پہنچتی ہے اس کا بھی اثر پڑتا ہے پھر وہاں تو ایسے کُفّار جمع تھے جو نہ پتلون دھوئیں نہ صفائی کریں بلکہ شراب پیتے اور خنزیر کھاتے ہیں ان سے تو اور زیادہ بدبو آتی ہے۔

⑥ عذاب آیا تو سارے پسیں گے:

اتنی اونچی عمارت پر چڑھے ہونے کی حالت میں اگر کسی مجاہد نے اسے بارود سے اُڑا دیا یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زلزلہ آجائے یا مینار گر جائے یا

ویسے ہی اتنی اوپر سے کوئی گر جائے تو بچنا محال۔ زمین پر اگر زلزلہ وغیرہ آئے تو کوئی بچ بھی سکتا ہے لیکن اتنی بڑی عمارت اگر گر جائے تو سارے تباہ ہوں گے، نیچے کی ایک منزل گر جائے تو پوری عمارت گر پڑے گی۔

⑦ کفار کی شان وشوکت میں اضافہ:

اس قدر اونچا مینار کفار نے اپنی شان وشوکت ظاہر کرنے کے لئے بنایا ہے۔ جو مسلمان وہاں جاتے ہیں وہ ان کی عظمت میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

⑧ کفار کی مالی امداد:

مینار کو دیکھنے کے لئے خریدے جانے والے ٹکٹ اور مینار کے بالائی حصے پر واقع دکانوں سے خریدی جانے والی چیزوں پر خرچ ہونے والی رقم کا نفع براہِ راست کفار کو پہنچتا ہے۔

اس مینار کی سیر کے فسادات کا خلاصہ:

① صحتِ ظاہرہ کو نقصان۔

② صحتِ باطنہ کی تباہی۔

③ کفار کی شان وشوکت اور عظمت میں اضافہ۔

④ اللہ کے دشمنوں سے مالی تعاون جسے وہ اسلام کو مٹانے پر خرچ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو فکرِ آخرت عطاء فرمائیں اور اتنی عقل عطاء فرمائیں کہ وہ اپنے نفع ونقصان کو سمجھنے لگیں۔

معجون شباب آور:

صحت و قوت کا مدار دو چیزوں پر ہے:

① روحانی سکون۔

② جسمانی ورزش۔

جہاد میں صرف اعلیٰ درجہ کی جسمانی ورزش ہی نہیں، اس سے کہیں زیادہ روحانی سکون بھی ہے، جہاد سے بڑھ کر روحانی سکون کا کوئی نسخہ نہیں۔ مجاہد کا قلب ہر وقت جذباتِ جہاد، اپنے محبوب کی راہ میں جان لینے اور جان دینے کے ولولوں، سر دھڑ کی بازی، بزن و بکش کے مناظر و مظاہر سے سرشار اور سرور سے معمور رہتا ہے ؎

سرورؔ سرورؔ سرورؔ سرورؔ
بڑا لطف دیتا ہے نام سرور

مجاہد کہیں بھی ہو ہر جگہ، ہر چیز میں محبوب کے جلوے دیکھ کر مست رہتا ہے اور ہر وقت محبوب کی رضا جوئی کی دُھن میں سرگرداں رہتا ہے ؎

وادی میں کوہسار میں دریا میں آبشار میں
سنبل کے تار تار میں جنگل کے خار خار میں
مجھ کو تری تلاش ہے

اس "معجونِ شباب آور" کی کوئی خوراک کھا کر تجربہ کریں ؎

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

اس "شرابِ محبت" کا کوئی ایک گھونٹ پی کر جوشِ مستی کا کرشمہ دیکھے،

پئے بغیر اس کے لطف کا اندازہ نہیں ہو سکتا ؎

لطفِ این بادہ ندانی بخدا تا نچشی

"واللہ! چکھے بغیر تو اس پیالہ کا لطف نہیں سمجھ سکتا۔"

باتیں سننے میں اور میدان میں اترنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ

و دیدہ کے بود ہمچون چشیدہ

"سننا دیکھنے کے برابر نہیں اور دیکھنا چکھنے کے برابر نہیں۔"

★ ★ ★ ★ ★

حضرتِ اقدس کا بیان ختم ہوا، اس بیان نے سامعین کے دلوں کے تالے کھول دیئے، رُوح کو تڑپا دیا اور خون کو گرما دیا، ہر شخص کے دل کی یہ کیفیت ہو گئی ؎

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا

لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

یہ حوصلے اور عزائم پیدا ہو گئے ؎

کل رُوس بکھرتے دیکھا تھا اب انڈیا ٹوٹتا دیکھیں گے

ہم برقِ جہاد کے نعروں سے امریکا جلتا دیکھیں گے

سیلِ رواں بن کر مغرب پر چھا جانے اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑنے کے ولولے لے کر اُٹھے ؎

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

تھمتا نہیں کسی سے سیلِ رواں ہمارا

معجون شباب آور کا کرشمہ:

حضرتِ اقدس نے "معجون شباب آور" کا جو کرشمہ بیان فرمایا ہے اس کی مثال خود آپ کا وجودِ مسعود ہے، آپ باسٹھ سال کی عمر میں بہت کمزور ہوگئے تھے، بس "چراغِ سحر" نظر آرہے تھے، حال یوں لگ رہا تھا ؎

مریضِ محبت میں اب کیا دھرا ہے
جو باقی ہیں وہ سانس آجا رہے ہیں

پھر جب اللہ تعالیٰ نے جہاد کے مواقع عطاء فرمائے اور حضرتِ اقدس کو جہاد میں بھرپور حصہ لینے بلکہ جہاد کی قیادت کی سعادتِ عظمیٰ سے نوازا تو آپ کی جوانی لوٹ آئی اور اب اسّی سال کی عمر میں صحت و قوت کا یہ عالم ہے ؎

چمکتا ہے چہرہ دمکتی ہیں آنکھیں
بڑھاپے میں بھی جانِ جاں ہو رہا ہے

حضرتِ اقدس سے کوئی مزاج پرسی کرتا ہے تو بسا اوقات بہت جوش سے یوں جواب دیتے ہیں:

"کیا پوچھتے ہو شان اس بانکے جوان کی"

ہر وقت جہاد کے جذبات سے سرشار اور بہت خوش و خرم رہتے ہیں ؎

عجب ہے شان تیری تجھ کو اے مجذوب کیا دیکھا
لباسِ زہد میں گویا مجسّم مستیاں دیکھیں
کسی میں ہم نے اے مجذوب اس پیرانہ سالی میں
نہ ایسی شوخیاں دیکھیں نہ ایسی مستیاں دیکھیں
یہ دیکھ لو ہیں بڑھاپے میں مستیاں میری
وہ پیر ہوں کہ مقابل کوئی جواں نہ ہوا

اِنْتَ شَابٌّ فَتَزَوَّجْ: ــــ ”آپ جوان ہیں شادی کیجئے“

پچھتر سال کا دولھا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا عقل وخرد سے بالاتر معاملہ ؎

عقل در اسباب می دارد نظر
عشق گوید تو مسبّب را نگر

”عقل اسباب پر نظر رکھتی ہے اور عشق کہتا ہے کہ اسباب
کے پیدا کرنے والے کو دیکھو۔“

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
تو کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یہ عبرت کی آنکھیں کھول دینے والا بہت ہی عجیب و غریب قصّہ بہت غور سے پڑھیں، بار بار پڑھیں، اس سے عبرت حاصل کرکے اسے معرفتِ الٰہیہ وفکرِ آخرت میں ترقی اور دنیا و آخرت میں راحت وسکون اور فرح و سُرور کا ذریعہ بنائیں۔ واللہ الموفق۔

ٹورنٹو میں قیام کے دوران حضرتِ اقدس کے دائیں گردے کے مقام پر درد ہونے لگا، اس سے پہلے بھی کبھی کبھی اس مقام پر بلکہ جسم کے مختلف حصوں میں اعصابی دَرد ہوتے رہتے تھے، اس لئے پورا یقین تھا کہ یہ دَرد بھی انہی اعصابی دَردوں کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی ہے، اس کے باوجود چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا درسِ معرفت مقدر تھا اس لئے خیال ہوا کہ شاید یہ دردِ گردہ ہو جس کا علاج کراچی کی بنسبت ٹورنٹو میں زیادہ بہتر ہو سکے گا، میزبان کو

بتایا گیا تو انہوں نے ایک بہت بڑے ہسپتال کے مالک ایک ماہر ڈاکٹر کو بلا لیا جو صورت و سیرت سے بہت صالح نظر آرہے تھے، انہوں نے بہت محبت و عقیدت سے حضرتِ اقدس کا معاینہ کرکے آپ کو اپنے ہسپتال لے جانے کا کہا، آپ میزبان اور ڈاکٹر کی مروت میں بادلِ نخواستہ ہسپتال جانے پر راضی ہو گئے، ڈاکٹر صاحب نے الٹراساؤنڈ کروانے کو کہا، اس پر آپ کو بہت تعجب ہوا اس لئے کہ آپ سنتے رہتے تھے کہ الٹراساؤنڈ عورتیں حمل معلوم کرنے کے لئے کروا رہی ہیں، ڈاکٹر صاحب نے آپ کو الٹراساؤنڈ کے عملہ کے سپرد کر دیا وہ بھی بہت ہی محبّت و عقیدت سے پیش آئے، انہوں نے آپ کو تخت پر لٹا کر آپ کے پیٹ پر لئی سی مل دی جس سے آپ کو بہت سخت گھن آرہی تھی مگر مجبورًا برداشت کرتے رہے۔

الٹراساؤنڈ کا نتیجہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے کہا:

"آپ کے پتے میں بہت سی پتھریاں ہیں۔"

یہ سنتے ہی حضرتِ اقدس نے فورًا زور سے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بہت جوش اور پُرشوکت لہجہ سے فرمایا:

"میرے اندر ایک پتھری بھی نہیں۔"

یہ اعجوبہ دیکھ کر ڈاکٹر، میزبان اور دوسرے رُفقاء پر حیرت سے سکتہ طاری ہو گیا، آپ کو معلوم نہیں تھا کہ الٹراساؤنڈ کے نتیجہ میں غلطی کا بھی امکان ہے اس کے باوجود آپ نے محض ڈاکٹر صاحب کی قدرے تسکین کے لئے پوچھا:

"الٹراساؤنڈ کا نتیجہ کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب بولے:

"ایک فیصد غلطی کا اِمکان رہتا ہے۔"

حضرت اقدس نے فرمایا:

"ایک فیصد جو غلط ہوتا ہے وہ میرے حصہ میں آگیا ہے اور باقی ننانوے فیصد دوسرے مریضوں کی طرف۔"

ڈاکٹر صاحب بولے:

"ہزار میں ایک غلط ہوتا ہے۔"

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"ہزار میں ایک غلط نکلتا ہو یا لاکھ میں ایک، بہرصورت جو غلط نکلتا ہے اس وقت میرے لئے وہی نکلا ہے اور ہزار یا لاکھ میں سے باقی دوسرے مریضوں کی طرف۔"

ڈاکٹر صاحب کچھ سکتہ کے بعد ذرا دبی زبان سے بولے:

"یہ ایمرجنسی کیس ہے جلد از جلد آپریشن کی ضرورت ہے بہتر ہے کہ یہیں کروالیں ورنہ کراچی پہنچتے ہی فوراً کسی ہسپتال سے رابطہ کریں۔"

حضرت اقدس نے فرمایا:

"جب کچھ ہے ہی نہیں تو آپریشن کس لئے؟"

بعد میں حضرتِ اقدس نے فرمایا:

اگر مجھے اس مرض کا یقین بھی ہوجاتا تو بھی آپریشن ہرگز نہ کرواتا، پریشانی کی بجائے شوقِ وطن اٹھ رہا تھا، اللہ تعالیٰ ہسپتال کی موت کی بجائے اپنی راہ میں شہادت کی موت مقدر فرمائیں۔

وہاں سے واپسی پر حرمین شریفین میں حاضری ہوئی، مدینہ منورہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہاں حضرتِ اقدس کے ایک خلیفہ کے مستشفی الاحد میں بہت گہرے روابط ہیں، اسے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر خیال ہوا کہ اس ہسپتال میں دکھا لیا جائے، وہاں کئی

ایکسرے لینے کے بعد بتایا گیا کہ سب کچھ صاف ہے کہیں بھی بال برابر بھی کوئی نشان تک نہیں۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

”ٹورنٹو والوں نے تو بہت ہی محبت و عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت احتیاط سے الٹراساؤنڈ لے کر بتایا ہے کہ پتے میں بہت سی پتھریاں ہیں۔“

انہوں نے دو کیپسول دے کر کہا:

”رات کو یہ کیپسول کھالیں، کل صبح ایک گلاس دودھ اور دو انڈے لے کر آئیں دودھ میں انڈے حل کر کے پلائیں گے پھر ایکسرے لیں گے وہ ایسا صاف آئے گا کہ اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہ رہے گی۔“

چنانچہ دوسرے روز ہم دُودھ اور انڈے لے کر گئے، انہوں نے دودھ میں انڈے حل کر کے حضرتِ اقدس کو پلائے، پھر کچھ دیر کے بعد ایکسرے لے کر بتایا کہ بالکل صاف ہے، ڈاکٹر صاحب ایکسرے والا کاغذ لے کر ٹیوب لائٹ کے بالکل قریب چلے گئے اور کاغذ کو تیز روشنی کے سامنے پھیلا کر اس کا رُخ حضرتِ اقدس کی طرف کر کے کہا کہ دیکھئے کیسا مکمل طور پر صاف ہے کہیں کوئی ذرا سا بھی نشان نہیں، پھر حضرتِ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر بہت پُرتپاک لہجہ سے بولے:

اِنْتَ شَابٌّ فَتَزَوَّجْ۔

”آپ جوان ہیں نئی شادی کیجیے۔“

اس وقت حضرتِ اقدس کی عمر پچہتر سال تھی علاوہ ازیں مغربی ممالک کے سہ ماہی سفر سے آپ کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑا تھا، ان حالات میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستشفی الاحد کے ڈاکٹر کا یہ فیصلہ سنتے ہی حضرتِ اقدس فوراً اپنے رب کریم

کی نعمت اور ڈاکٹر کی محبت کی قدر دانی کے اظہار کے لئے کرسی سے ایسے اچھل کر کھڑے ہو گئے جیسے بوٹ کے میدان میں نکلتے وقت جست لگانے سے پہلے، اس کے ساتھ ہی آپ نے بھی ڈاکٹر صاحب کے جواب میں اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ پُرتپاک لہجہ سے فرمایا:

اَتَزَوَّجُ دَحِیْنَ فِیْ مَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

"میں ابھی مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شادی کرتا ہوں۔"

بعد میں حضرت اقدس نے فرمایا:

اُس سے میرا مقصد یہ تھا ۔

خوشا شادی کہ قربانش کنم صد شادمانی را
زہے مستی کہ گرد یار چون پرکار می رقصم

"کیسی ہی اچھی شادی ہے کہ میں اس پر سینکڑوں شادیوں کو قربان کر دوں اور کیسی ہی بہترین مستی ہے کہ میں یار کے گرد پرکار کی طرح رقص کر رہا ہوں۔"

درحقیقت میری شادی تو یہ ہے کہ میری حیات میں امریکا فتح ہو جائے اور رخصتی یہ کہ پوری دنیا پر میرے اللہ کی حکومت قائم ہو جائے۔"

ہر سال تشریف آوری کی درخواست:

وہاں کے لوگوں کا بہت اصرار رہا کہ حضرت اقدس دوبارہ تشریف لائیں اور ہر سال تشریف لایا کریں۔ ان کے بار بار بلانے پر فرمایا:

"بس ایک بار ہو گیا وہی کافی ہے ہر تاجر اپنی منڈی خوب

جاتا ہے یہاں ایک دن میں میرا اللہ جتنا کام لے رہا ہے وہاں ایک سال میں بھی اتنا کام نہیں ہو سکتا۔"

اس سہ ماہی دورہ کے تمام مواعظ کا محور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ رہا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ (صحیح بخاری)۔

"میری پوری اُمت کو معاف کیا جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوت کرنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کے مطابق ہر جگہ امت کو علانیہ بغاوتوں سے بچنے بچانے پر ہی وعظ ہوتے رہے ان کا خلاصہ بنام "اللہ کے باغی مُسلمان" آگے آرہا ہے، ان مواعظ میں جن بغاوتوں پر خصوصی تنبیہ ہوتی رہی وہ یہ ہیں:

① ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا۔
② شرعی پردہ نہ کرنا۔ غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے پردہ کی زیادہ تاکید ہے جن کی تفصیل آگے "اللہ کے باغی مسلمان" میں آرہی ہے۔
③ مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا۔
④ بلاضرورت جاندار کی تصویر کھینچنا، کھنچوانا، دیکھنا، رکھنا یا تصویر والی جگہ جانا۔
⑤ گانا باجا سننا۔
⑥ ٹی وی دیکھنا۔
⑦ حرام کھانا۔ جیسے بینک اور انشورنس وغیرہ کی کمائی۔
⑧ غیبت کرنا اور سننا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۱۸/۱۰۴

سبحہ درکف توبہ برلب دل پُراز ذوقِ گناہ
معصیت راخندہ می آید براستغفارِ ما

اللہ کے باغی مُسلمان

عوام تو عوام اس دور کے اکثر خواص بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے گناہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں محض چند اوراد و وظائف اور ذکر و اذکار کافی ہیں، یہ ایک ایسی سنگین غلطی ہے جو ان کی دنیا و آخرت کو آگ کی طرح کھا رہی ہے۔ لوگوں کے اس سنگین مغالطہ کے پیش نظر ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تقریباً تمام مواعظ و ارشادات کا محور یہی ہے کہ تقویٰ کی بنیاد ترکِ معاصی ہے۔ ۱۴۱۵ھ میں جب حضرت اقدس یہی پیغام پہنچانے مغربی ممالک تشریف لے گئے تو وہاں کے تمام مواعظ کو جمع کر کے ایک کتابی صورت دے دی گئی۔ آئندہ صفحات آٹھ کھلی بغاوتوں کی حرمت اور ان پر دُنیا و آخرت میں نازل ہونے والے عذاب کی تفصیل پر مشتمل انہی مواعظ کا مجموعہ ہے۔

نوٹ: وعظ "اللہ کے باغی مسلمان" کو خطبات الرشید جلد 1 سے لیا گیا ہے۔ لہذا صفحات کی ترتیب سے پریشان نہ ہوں۔ شکریہ

ایڈمن بیسٹ اردو بکس

اللہ کے باغی مسلمان

اور ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے (۸ : ۳۹)

آئینہ

فقیہ العصر، مفتی اعظم، قطب الارشاد حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس وعظ کا مضمون ایک "مہم" کی صورت میں مغربی ممالک تک پہنچانے کے لئے سنہ ۱۴۱۵ھ=۱۹۹۴ء میں انگلینڈ، کینیڈا، امریکہ، جزیرہ بارباڈوز، ویسٹ انڈیز کے مختلف مقامات کا تین ماہ تک ہنگامی دورہ کیا، اور ہر جگہ مسلمانوں کو زیر نظر رسالہ میں مندرجہ اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوتوں اور دنیا و آخرت کے عذاب سے بچنے بچانے کی اہمیت پر وعظ فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے زوردار خطابات فرمائے کہ سامعین کے دلوں کے تالے کھول دیئے، کئی سعادت مندوں نے حاضر خدمت ہو کر توبہ کی اطلاع دی اور کہا کہ ہمیں آج تک کسی عالم نے بھی ایسی کھلی بغاوتوں کے بارے میں کبھی کچھ بتایا ہی نہیں، کاش ہمیں پہلے علم ہو جاتا تو ہم اتنی طویل زندگی اللہ کی نافرمانیوں میں نہ گزارتے۔

کئی خواتین نے شرعی پردہ کر لیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس خدمت کو قبول فرمائیں، اس فیض کو تاقیامت صدقۂ جاریہ بنائیں اور لمحہ بلمحہ ترقی سے نوازیں۔

عبد الرحیم

دار الافتاء والارشاد

مسیحائے زماں

تمہیں بیٹھے جو دیکھا تو کوئی پیرِ مغاں دیکھا
تمہیں چلتے جو پایا تو جوانوں سے جواں دیکھا

نہیں دیکھا کوئی تم سا بہت دنیا جہاں دیکھا
تمہارے حُسن میں مَیں نے عجب نوری سماں دیکھا

ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے مسیحائے زماں دیکھا

جو اہلِ باطل و شیطاں کے دل کو بھی جلا ڈالے
تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا

تو فقہِ ظاہر و باطن کا ایسا شمسِ کامل ہے
ستارے ماند پڑتے ہیں جہاں تجھ کو عیاں دیکھا

"عمرؔ" کے زور سے باطل پہ سناٹا رہا ہر دم
قلم میں آپ کے سب نے وہی تاب و تواں دیکھا

یہ عالَم آج تو تیری محبت میں مٹا ایسا
تجھی کو دل، تجھی کو جاں، تجھی کو جانِ جاں دیکھا

اللہ کے باغی مسلمان

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

کتاب گھر

ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۵۶۰۰

وعظ: فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ

نام: اللہ کے باغی مسلمان

بتاریخ: ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

بمقام: انگلینڈ، کینیڈا، امریکا، جزیرہ بارباڈوز، ویسٹ انڈیز کے مختلف مقامات

تاریخ طبع مجلد: ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

مطبع: حسان پرنٹنگ پریس، فون: ۶۶۳۱۰۱۹-۰۲۱

ناشر: [illegible]ب گھر، ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۰۰[illegible]

فون: ۶۶۰۲۳۶۱-۰۲۱ فیکس: ۶۶۲۳۸۱۴-۰۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

اللہ کے باغی مسلمان

(ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (۳:۳۱)

دعاء کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ وقت میں برکت عطاء فرمائیں۔ یعنی اس تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ اور کام کی باتیں کہلا دیں پھر ان کو نافع بنائیں یعنی سننے والوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور اپنے فضل و کرم سے انہیں قبول بھی فرمائیں۔ قیامت تک ہم سب کے لیے اور ہمارے تمام اکابر کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

لیے صدقۂ جاریہ بنادیں۔ دینی باتیں صدقۂ جاریہ کیسے بنتی ہیں؟ ذرا اس کا مطلب بھی سمجھ لیجیے، وہ یہ کہ سامعین ان باتوں کو سن کر خود عمل پیرا ہو کر آگے دوسروں تک پہنچائیں۔ دوسرے لوگ بھی اسی طرح آگے پہنچائیں، اس طرح نسل در نسل یہ سلسلہ چلتا رہے۔

اہم بات:

ایک اہم بات جو بیان سے پہلے آپ حضرات کو بتانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے دلوں میں اس کی اہمیت پیدا ہو جائے اور توجہ سے بیان سنیں وہ یہ کہ میرا پاکستان سے نکل کر ان دُور دراز کے ممالک میں آنا کوئی سیر و تفریح کے لیے نہیں اور میرا یہ بیان بھی عام مقررین کا سا نہیں، میں تو ایک خاص مہم پر نکلا ہوا ہوں ورنہ اب تک میں نے پوری زندگی اپنے چھوٹے سے دارالافتاء والارشاد میں بیٹھ کر گزار دی۔ بیرونِ ملک تو کیا پاکستان کے کسی دوسرے شہر بلکہ کراچی کے کسی دوسرے محلے میں بھی نہیں جاتا حالاں کہ لوگوں کا مسلسل اصرار رہتا ہے کہ ہمارے ہاں آکر بیان کریں، ان اصرار کرنے والے احباب کو بھی ایک ہی جواب دیتا ہوں کہ جس کو میری باتیں سننا ہوں میرے پاس آکر سُنے۔ دارالافتاء والارشاد میں پابندی سے بیان ہوتا ہے طلب والے لوگ آکر سُن جاتے ہیں لیکن میں کسی کے ہاں نہیں جاتا کیوں نہیں جاتا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام وقوانین کی حفاظت اور ان کی ترتیب وتدوین کا کام ایک ہی جگہ بٹھا کر لے رہے ہیں اور یہ اہم کام ایک جگہ پر جم کر بیٹھنے کے سوا ہو بھی نہیں سکتا، اس لیے میں دارالافتاء سے باہر کہیں نہیں جاتا۔ اندرونِ ملک تو کہیں جاتا نہیں لیکن یہاں کیسے پہنچ گیا؟ اس کا سبب بھی سُن لیجیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے دُنیا کو فسق وفجور اور اللہ تعالیٰ کی بغاوتوں سے پاک کرنے اور اُمت کو دنیا وآخرت کی جہنم سے بچانے کا ایسا دَرد عطاء فرمایا ہے جو کسی وقت چین نہیں لینے دیتا، دل میں رہ رہ کر یہ دَرد اُٹھ رہا ہے کہ اللہ کی زمین فسق

وفجور سے بھر چکی ہے ہر سُو گناہوں کا ایک طوفان ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا بالخصوص
باغیانہ صورت، بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی وعریانی کا سیلاب تو تمام بند توڑ چکا ہے۔
طرفہ یہ کہ بُرائی کا احساس تک دلوں سے محو ہو چکا ہے، بہت سے گناہوں کو آج کے
فارمی مسلمان نے گناہوں کی فہرست ہی سے نکال ڈالا، حالانکہ وہ شریعت کی نگاہ میں
بہت بڑے گناہ ہیں بڑے بھاری جرم ہیں بس یہ کیفیت دیکھ دیکھ کر دل میں ٹیس اُٹھ
رہی ہے، سینے میں درد اُٹھتا ہے کہ یا اللہ! اس مخلوق کا کیا بنے گا؟ ؎

یہ دَردا اے بدگماں کچھ دیکھنے کی چیز گر ہوتی
میں رکھ دیتا ترے آگے کلیجا چیر کر اپنا

بتوفیقِ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں میری آواز مشرقی ممالک میں تو مختلف ذرائع سے
پہنچ رہی ہے لیکن یہاں مغربی ممالک میں بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، مجھے اس
ضرورت کی اس قدر شدت محسوس ہوئی کہ اس نے سفر پر مجبور کر دیا۔

پھر یہ بھی سوچ لیجیے کہ جسے سفر کی بالکل عادت نہیں جس نے کبھی اپنے ادارے سے
باہر قدم نہیں نکالا اور پوری زندگی ایک جگہ بیٹھے گزار دی اس کے لیے اب پچھتر سال کی عمر
میں سفر کتنا مشکل ہوگا؟ اور جب اس دَرد نے گھر سے باہر نکالا ہی تو نکالا بھی کیسے؟ کہ اب
تجھے ایک دو شہروں میں نہیں جانا بلکہ ملک ملک شہر شہر پھرنا ہے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے بندوں
تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔ جب سے نکلا ہوا ہوں ایک شعر وردِ زبان ہے ؎

پھرتا ہوں دِل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
رُوئے زمیں کو کوچۂ جانانہ کیے ہوئے

اللہ تعالیٰ اس محنت کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیں اور اسے تا قیامت صدقۂ جاریہ بنائیں۔

بر سرِ مطلب:

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب سمجھیے کہ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ

نے ایمان کے قبول کرنے نہ کرنے کا ایک معیار بیان فرمایا ہے۔ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ لوگ زبان سے ایمان کے دعوے بہت کریں گے عشق ومحبت کے نعرے بہت لگائیں گے مگر ان کی بارگاہ میں کس کا ایمان قبول ہے کس کا دعویٰ معتبر ہے؟ اس کے لیے ایک معیار بیان فرمایا ہے قبول کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے لہٰذا فیصلہ بھی انہی کا معتبر ہوگا کہ کس کا ایمان قبول ہے اور کس کا ایمان قبول نہیں، سو اس آیت میں قبول یا عدمِ قبول کا معیار بیان فرماتے ہوئے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ میرے بندوں میں اعلان فرمادیں اور انہیں دوٹوک الفاظ میں سنادیں کہ اگر تم لوگ مجھ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اتباعِ محبوب کے بغیر کوئی ہزار دعوے ایمان کے کرے، ہزاروں بار عشق اور محبت کے دعوے کرے، لیکن ان کی بارگاہ میں یہ تمام دعوے جھوٹے ہیں یہ نفاق ہے، معتبر صرف ایک ہی دعویٰ ہے جس کے ساتھ اتباعِ محبوب کی سند ہو۔ عقلی لحاظ سے دیکھیں کہ دُنیا کا بھی یہ مسلّم دستور ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے عشق ومحبت کا دعویٰ کرے تو اس کا امتحان بھی اسی معیار سے لیا جاتا ہے کہ محبوب کا حکم مانتا ہے یا نہیں؟ اگر مانتا ہے تو دعوائے عشق میں سچا باور کیا جاتا ہے ورنہ دُنیا کا ہر عقل مند انسان اسے جھوٹا سمجھے گا اور اس کے خالی دعووں پر کوئی شخص بھی کان نہ دھرے گا۔ بعض اوقات دو محبوبوں کے حکم میں تصادم ہوجاتا ہے اب یہ جانچنے کے لیے کہ ان میں سے کس سے محبت زیادہ ہے کس سے کم؟ کس کی محبت غالب ہے کس کی مغلوب؟ یہی معیار سامنے رکھا جاتا ہے جس محبوب کی بات کو مقدم رکھے اس کی محبت میں سچا اور جس کی بات کو پیچھے رکھے اس کی محبت میں جھوٹا تصور کیا جاتا ہے۔ اس آیت کے مضمون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات بھی شاہد ہیں لیکن وہ تمام حدیثیں اس وقت میں نہیں پڑھتا کیونکہ یہ خیال ہے کہ تھوڑے سے وقت میں پیشِ نظر سب باتیں ہوجائیں صرف ایک حدیث کا مطلب بیان کیے دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دُنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب نہیں آ جاتی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا ایمان قابلِ قبول نہیں۔'' (متفق علیہ)

محبت کیسے غالب آئے گی؟ اسے ایک مثال سے سمجھیے۔ بیوی ایک بات کا حکم کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے خلاف ہے تو یہ شوہر کے لیے امتحان کی گھڑی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بیوی کی بات کو پسِ پُشت ڈال دیتا ہے تو پکا مؤمن ہے اور بیوی کی بات کو آگے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کر دیتا ہے تو یہ زَن مُرید حقیقت میں اللہ کو اللہ نہیں مانتا بلکہ بیوی کو ہی اللہ بنائے ہوئے ہے، اسی مثال پر سب کو قیاس کر لیجیے۔ والدین ہوں، بھائی بہن ہوں، دوست احباب ہوں یا دنیا کے حکام وسلاطین ہوں اگر ان سب کے مقابلہ میں آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں اور ان تمام فانی محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی لافانی محبت پر قربان کر دیتے ہیں اور آپ کی اندرونی کیفیت یہ ہوتی ہے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

تو آپ کھرے مسلمان ہیں اگر اس معیار کی محبت ہے تو بے شک ایمان کا دعویٰ سچا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابلِ قبول ہے ورنہ سب جھوٹ اور زبانی جمع خرچ ہے۔ محبینِ صادقین کی تو یہ کیفیت ہوتی ہے۔

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ایسی ہی محبت ہم سب کو عطاء فرما دے۔ یہ تو تھا خالق ومخلوق کی محبت پہچاننے کا معیار! ایک دوسری چیز جو اس سے بھی بڑھ کر منافیِ ایمان ہے

وہ ہے اپنی نفسانی خواہشات کا اتباع! مسلمان جب تک شریعت کے مقابلہ میں تمام خواہشات کو قربان نہ کردے اور مسائل کے سامنے ذاتی مصالح کو مسالے کی طرح پیس نہ ڈالے وہ خام ہے اس کا دعوائے ایمان قابلِ اعتبار نہیں۔ نفس کے ساتھ تو مسلمان کا کیا سلوک ہونا چاہیے؟ سنیے! ایک بزرگ تنہا بیٹھے بلند آواز سے کہہ رہے تھے:

''نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ پھر تیری بات کیوں مانوں؟''

اس جملے کا تکرار کیے جا رہے تھے۔ آخر لوگوں نے بھی سُن لیا اور پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے، چونکہ اسلامی حکومت تھی اس لیے یہ ناممکن تھا کہ کوئی عامی سے عامی مسلمان بھی خلافِ شرع کام ہوتا ہوا دیکھ لے یا خلافِ شرع بات سُن لے اور خاموش رہے۔ دین کی مخالفت کسی مسلمان کے لیے ناقابلِ برداشت چیز تھی، اس بزرگ کو پکڑے بغیر مسلمان کیسے چھوڑ دیتے؟ بالخصوص اس قسم کا کفریہ کلمہ تو موجب قتل ہے لہٰذا پکڑ کر حاکمِ وقت کے پاس لے گئے کہ یہ شخص ایسا کفر بک رہا تھا۔ حاکم نے پوچھ گچھ شروع کی کہ ایسا کیوں کہہ رہے تھے؟ اس عاشقِ صادق بزرگ نے جواب دیا کہ یہ خطاب تو میں اپنے نفس سے کر رہا تھا کہ:

''ارے مردود! نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ پھر تیری بات کیوں مانوں؟''

میں تو اللہ کا بندہ ہوں مانوں گا تو اسی کی بات مانوں گا تو کوئی میرا اللہ تھوڑا ہی ہے کہ تیری بات مانوں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں جو چیز آئے خواہ اس کا تعلق بیرونی تعلقات سے ہو جیسے والدین اور بیوی بچوں کی محبت اپنے احباب واقارب کی خاطر داری اور حکام وافسرانِ بالا کی حمایت وپاسداری یا اس کا تعلق انسان کی اندرونی خواہشات اور نفسانی اغراض سے ہو جب تک ان میں سے ایک ایک چیز کو حکمِ شریعت پر قربان نہ کردے اس کا ایمان ناقص اور دعوائے ایمان ناقابلِ قبول ہے۔

مسلمان کا جائزہ:

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے دعوائے اسلام میں کس حد تک اس معیار پر پورا اُترتا ہے؟ آیا وہ دنیا بھر کی تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر حقیقت کی نگاہ سے اس پہلو کو دیکھیں اور ذرا سی گہرائی میں اُتر کر اس کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ آج کا مسلمان صرف نام کی حد تک یا دعووں اور نعروں کی حد تک مسلمان ہے باقی رہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور ان کی خاطر قربانی کا جذبہ سو اس سے ابھی کوسوں دُور ہے اس لیے کہ سچی محبت کی سب سے بڑی دلیل محبوب کا اِتباع ہے اور اِتباع علم کے بغیر ممکن نہیں اس لیے مسلمان پر یہ بنیادی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کا شرعی حکم معلوم کرے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون کیا ہے؟ قانون معلوم کیے بغیر اس پر عمل کیوں کر ممکن ہوگا؟ افسوس کہ آج کا مسلمان اپنے مالک کے قوانین سے ہی ناآشنا ہے اس کی زندگی کا کوئی سا شعبہ لے لیجیے اسے معلوم ہی نہیں کہ اس سے متعلق قرآن وحدیث کی ہدایات کیا ہیں؟ جب علم ہی نہیں تو عمل کہاں سے آئے گا؟ قربِ الٰہی کا پہلا زینہ ہی غائب ہے تو آگے ترقی کے مدارج کیا خاک طے کرے گا؟ یاد رکھیے کسی قانون کی تعمیل پر اُبھارنے والی چیزیں انسان کے لیے دو ہی ہوتی ہیں ایک خوف دوسری محبت۔ آج دُنیا کے تمام ممالک میں برسرِ اقتدار حکومتوں کے قوانین نافذ ہیں اور ہر ملک کے باشندے اپنے ملکی قوانین پر سختی سے عمل پیرا ہیں کیوں؟ صرف اس لیے کہ حکومت کا ڈنڈا سر پر لہرا رہا ہے یقین ہے کہ گاڑی کہیں خلاف قانون لگا دی یا خلاف قانون چلائی تو دھر لیے جائیں گے اور سخت سزا ہوگی۔ سو ڈنڈے کا خوف قانون پر عمل کرواتا ہے۔

تعمیل کا دوسرا سبب محبت ہے، ہر انسان اپنے محبوب کی بات سنتا اور مانتا ہے اس کی نافرمانی گوارا نہیں کرتا محبت وہ چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان اور ہر تلخ کو شیریں بنا دیتی

ہے اور نکمے سے نکمے انسان کو بھی اٹھا کر آمادۂ کار بنا دیتی ہے۔ محبت کی یہ کرشمہ سازی صرف دین میں نہیں دنیا میں بھی پوری طرح کارفرما ہے، یہاں دُنیا میں دیکھ لیجیے کوئی کسی مُردار کے عشق میں مبتلا ہو تو اس کے اشارۂ ابرو کا منتظر رہتا ہے، جان جوکھوں میں ڈال کر بھی اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر معشوق کا حکم نہ مانے یا اس کی تعمیل میں ذرا سی پس و پیش کرے تو دنیا کا احمق سے احمق انسان بھی یہ کہے بغیر نہ رہے گا کہ یہ عاشق صادق نہیں اس کا دعویٰ نفاق اور خود غرضی پر مبنی ہے، ورنہ بے غرض اور سچی محبت ہوتی تو محبوب کو ہر قیمت پر راضی رکھتا، لہُو لگا کر شہیدوں میں ملنے والے عاشقوں سے متعلق منچلے شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہم فراق یار میں گُھل گُھل کے ہاتھی ہوگئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہوگئے

محبوب کے منہ پر تو اس کی تعریفوں کے پُل باندھتے ہیں کہ میرے محبوب! میرے دِل رُبا! تجھ پر سو جان سے فدا! تیرے عشق میں ہلکان ہوا جا رہا ہوں مگر بات ایک بھی مان کر نہ دوں گا اس لیے کوئی فرمائش نہ ، یوں میں تیرا بندۂ بے دام! اسے کہتے ہیں: ’’بغل میں چُھری مُنہ میں رام رام‘‘ اب ذرا انصاف سے بتایئے دنیا میں کون سا عقل مند انسان ہے جو ایسی دوغلی باتوں کو سچ باور کرلے؟ اور ایسے شخص کو عاشق و جاں نثار یا کم از کم طالبِ صادق ہی تسلیم کرلے؟ جب دنیا میں بھی کوئی انسان اس قسم کے کھوکھلے دعووں کو خاطر میں نہیں لاتا تو دین کے معاملے میں ان کا کیسے اعتبار کیا جائے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا سے بھی کم درجہ کی چیز ہے؟ بات یہ چل رہی تھی کہ انسان کو عمل پر برانگیختہ کرنے والی قوتیں دو ہیں ایک خوف دوسری محبت و عقیدت، لیکن دونوں کا تعلق اندرونی کیفیت سے ہے، اللہ کے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ ظاہر میں لوگوں کے سروں پر کوئی موٹا سا ڈنڈا لہرا رہا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اُتر آئے قانون شکنی کرے فوراً وہ ڈنڈا حرکت میں آئے اور مجرم کے سر پر برسنا شروع کردے،

ایسا خودکار ڈنڈا ہو یا کسی فرشتے کی ذمہ داری لگادی جائے کہ جونہی اللہ تعالیٰ کا قانون ٹوٹے، مجرم کو پکڑ کر اس کی پٹائی شروع کردے۔ یہ چیز تو سُنّۃ اللہ (دستورِ الٰہی) کے خلاف ہے۔ اس عالم میں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں، البتہ یہ حقیقت قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ نافرمان اور سرکش لوگ چین کی زندگی سے محروم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی ہر وقت برستی رہتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت کھول کھول کر بیان فرمادی اور اس کا بار بار اعلان فرمایا کہ نافرمان اور باغی دنیا میں کبھی سکون سے نہ رہیں گے مختلف شکلوں میں عذاب کے کوڑے ان پر برستے رہیں گے اور لگاتار برسیں گے جو انہیں کسی کروٹ چین نہ لینے دیں گے ان کی زندگی کو تلخ بنا کر رکھیں گے اس پر قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص موجود ہیں وقت میں گنجائش ہوتی تو کئی آیات اور احادیث بیان کرتا، نمونہ کے لیے صرف ایک جگہ سے چند آیات پڑھتا ہوں:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقٰى ○ (۲۰-۱۲۴ تا ۱۲۷)

''اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے، وہ (تعجب سے) کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا؟ ارشاد ہوگا کہ ایسے ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح (ہر) اس شخص کو ہم (مناسب عمل) سزا

دیں گے جو حد (اطاعت) سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان
نہ لائے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیر پا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنا دوٹوک فیصلہ سُنا دیا کہ جو شخص میرا نافرمان ہوگا میرے احکام کی مخالفت کرے گا تو یہ یقین کر لو کہ میں اس کی زندگی اس پر تنگ کر دوں گا۔ سکون اس کے قریب بھی نہ پھٹکنے دوں گا۔ علماء جانتے ہیں کہ یہ معیشۃ کا لفظ نکرہ ہے، اس کی صفت بھی نکرہ ہے نکرہ کے معنی میں عموم وشمول اور ہمہ گیری کا پہلو پایا جاتا ہے اس پر تنوین بھی تقلیل کے لیے ہے پھر جملہ اسمیہ استعمال کیا گیا جس میں دوام کے معنی پائے جاتے ہیں اور جملۂ اسمیہ کے شروع میں انّ حرف تاکید، تو گویا اللہ تعالیٰ تاکید پر تاکید، تاکید پر تاکید فرما کر خبردار کر رہے ہیں کہ کان کھول کر سُن لو جس نے میری نافرمانی کی، دنیا میں اس کی زندگی اس پر تنگ تنگ تنگ کر کے رکھ دوں گا، سکون اس کے قریب بھی نہ آنے دوں گا، اور جب تک نافرمانی سے باز نہ آجائے اس نعمت سے اسے محروم رکھوں گا خواہ ہفت اقلیم کی سلطنت ہی اسے مل جائے قارون کے خزانے ہاتھ لگ جائیں، سکون اور راحت کے ہزاروں اسباب جمع کر لے، اس کے باوجود میرا فیصلہ یہی ہے کہ سکون اسے نہیں مل سکتا نہیں مل سکتا بلکہ سکون نام کی چیز اس کے پاس سے ہو کر بھی نہ گزرے گی، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ مال و دولت کے ذریعے کسی حد تک جسمانی راحت کا سامان پیدا کر لے، جسم پر زرق برق پوشاک سجا کر حسن کی نمائش کر لے، عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر کام و دہن کی لذت اٹھا لے مگر سکونِ قلب جس دولت کا نام ہے وہ ان نمائشی چیزوں میں تو نہیں ملتی، اور سچی بات تو یہ ہے کہ دُنیوی نعمتوں کی ظاہری لذت سے بھی یہ لوگ محروم ہیں، اس لیے کہ کسی بھی نعمت سے لذت یاب ہونا سکونِ قلب کے بغیر ممکن نہیں بھلا جس کے دل پر ہر وقت چھُریاں چل رہی ہوں اور دماغ تفکرات میں غرق ہو اُسے مرغن غذاؤں، نرم و گداز گدوں یا ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں کیا لطف آئے گا؟ یہ تو ہوئی باغی کی دُنیوی سزا کہ چوبیس گھنٹے بے چین و بے کل، گویا مسلسل جہنم میں

جل رہا ہے، اور آخرت کی سزاؤں میں پہلی سزا یہ کہ پوری مخلوق کے روبرو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ یہ دیکھ کر بڑی حسرت سے فریاد کرے گا کہ یا اللہ! میں تو دنیا میں بینا تھا، آج میری بینائی کیوں چھین لی گئی؟ مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا؟ تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے تو دنیا میں میرے اَحکام سے رُوگردان اور اندھا ہو گیا تھا میری نافرمانی پر کمر باندھ رکھی تھی، اس بغاوت کی پاداش میں دنیا میں بھی تو طرح طرح کی سزائیں بھگتتا رہا آج محشر میں بھی سب سے پہلی رُسوائی یہ کہ تجھے اندھا کر کے اُٹھایا جارہا ہے اصل سزا تو اس سے آگے ہے۔

بات یہ چل رہی تھی کہ نافرمان اور باغی لوگوں پر دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوڑے برس رہے ہیں مگر ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، آج دیکھ لیجیے دنیا بھر میں مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے؟ مصائب کے کیا کیا پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں؟ کس قدر ذلت و رُسوائی کا شکار ہیں؟ پھر اس اجتماعی بحران سے قطع نظر نافرمان لوگوں کے ذاتی حالات کا ایک نظر سے جائزہ لیجیے گھر گھر میں لڑائی اور گلی گلی میں دَنگا فساد برپا ہے۔ بھائی بہن، میاں بیوی، اولاد و والدین باہم دست و گریباں ہیں، کہیں چین نہیں، اطمینان نہیں، ہر سو ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا سماں برپا ہے، پوری دنیا گناہوں کی نحوست سے جہنم کدہ بن چکی ہے نفسا نفسی کا عالم ہے ہر شخص حیران و پریشان اور سرگردان ہے ۔

کسی کو رات دن سرگرم فریاد وفغاں پایا
کسی کو فکرِ گوناگوں سے ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
فقط مجذوب کو اس غم کدہ میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ ہو جائے

یاد رکھیے! جب تک اللہ تعالیٰ کی بغاوت سے باز نہیں آجاتے اس سے محبت کا تعلق پیدا نہیں کر لیتے۔ محبت بھی زبانی کلامی نہیں بلکہ ایسی جو اس کی نافرمانی چھڑوا دے۔

ورنہ محبت نہیں دغا اور فریب ہے۔ جب تک ایسی محبت کا تعلق نہیں پیدا کر لیتے اس وقت تک دنیا میں کبھی بھی امن نہیں مل سکتا کوئی شخص چین کا سانس نہیں لے سکتا۔ ہر طرف یونہی بدامنی، بے چینی اور بے سکونی ہی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور نافرمانی چھوڑے بغیر جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کچھ تدبیریں اور حیلے اختیار کر کے سکون حاصل کر لیں۔ خواہ یہ تدبیریں دنیا کے ظاہری اسباب سے تعلق رکھتی ہوں جیسے مال و دولت، ثروت و وجاہت، یا ایسی تدبیریں ہوں جنہیں سادہ لوح اور ناواقف لوگ ''روحانی علاج'' کا نام دیتے ہیں جیسے اَوراد و وظائف، دم دُرود اور تعویذ گنڈے ایسے لوگ دھوکے کا شکار ہیں یا یہ حیلہ گر اپنے حیلوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قطعی فیصلے کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً.

''اور آپ اللہ کے دستور میں ردّ و بدل نہ پائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جب تک میری نافرمانی نہیں چھوڑو گے سکون سے محروم ہی رکھوں گا خواہ دنیا بھر کی تدبیریں اختیار کر لو۔ ایسے مدبروں کی مثال مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب دی ہے کہ ایک گدھے کی دم کے نیچے کانٹا چبھ گیا جب درد کی ٹیس اُٹھی تو اس نے عجیب تدبیر کی، تدبیر کیا؟ کہ زور سے رانوں پر دُم لگانا شروع کی دُم لگتے ہی کانٹا اور اندر گھس گیا۔ پھر دُم مارتا جا رہا ہے اور رینکتا جا رہا ہے، گدھا جو ٹھہرا! گدھے میں اتنی عقل کہاں سے آئی کہ کسی ڈاکٹر سے جا کر علاج کروائے وہ تو خود ہی ڈاکٹر بن بیٹھا اور اپنا آپریشن شروع کر دیا۔ دم پر دم مارنا شروع کر دی۔ نتیجہ یہ کہ جس کانٹے کی ذرا سی نوک چبھی تھی تھوڑی ہی دیر میں وہ پورا کانٹا جسم میں پیوست ہو گیا، مگر یہ ڈاکٹر صاحب اپنی ڈاکٹری سے اب بھی باز نہیں آتے دُم پہ دُم مارتے چلے جا رہے ہیں۔ ؎

جتنا تڑپو گے جال کے اندر جال گھسے گا کھال کے اندر

اللہ کے بندو! ہوش کے ناخن لو اللہ کو راضی کیے بغیر اس کی نافرمانی چھوڑے بغیر جتنے منصوبے بناؤ گے جتنی تدبیریں لڑاؤ گے سب اُلٹی پڑیں گی اور جال گھسے گا کھال

کے اندر۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے جسے اس نے قرآن میں بار بار دُہرایا ہے اللہ کے اس فیصلے کو کون بدل سکتا ہے؟

ایک غلط فہمی:

ہوسکتا ہے کہ کسی کے خیال میں یہ بات آئے کہ آپ رَٹ لگا رہے ہیں کہ گناہ چھوڑے بغیر سکون کی زندگی گزارنا ناممکن ہے لیکن ہم نے تو فلاں وظیفہ پڑھا تھا یا اپنے پیر صاحب سے تعویذ لیا تھا تو ہمارا کام تو ہو گیا تھا، ہمیں تو گناہ چھوڑنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ یہ خیال بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں گردش کرتا ہے کہ بارہا ہم پر مصیبتیں آئیں، بیماریاں آئیں ہم نے ختم خواجگان کروایا، یٰسین شریف کا ختم کروایا یا اتنے اتنے روز چہل کاف پڑھتے رہے جس سے آئی ہوئی مصیبتیں ٹل گئیں، بیمار شفایاب ہوگئے۔ جب اس طریقے سے بھی کام نکل آتا ہے تو کیا ضرورت پڑی گناہ چھوڑنے کی؟ بہت سے لوگ اس اشکال میں مبتلا ہیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا صاف صاف اعلان ہے کہ نافرمان کے لیے چین واطمینان کی نعمت میں نے حرام کردی ہے دونوں جہانوں میں اس کی زندگی جہنم کی زندگی ہے، مگر دوسری طرف اس کے کام بھی بنادیتے ہیں وہ کوئی سی تدبیر عمل میں لاتا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر بظاہر چین کا سانس لیتا ہے۔ اس کا جواب بھی خود قرآن ہی سے لے لیجیے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس اشکال کا حل بیان فرمادیا کہ اگر میں کسی نافرمان اور باغی کا مطلب دنیا میں پورا کردیتا ہوں مثلاً اس کی دُعاء قبول کرکے ظاہراً تکالیف اور پریشانیوں کا ازالہ کردیتا ہوں۔ کسی نعمت سے بھی اسے نواز دیتا ہوں۔ تو یہ نعمت بھی درحقیقت نعمت نہیں بلکہ عذاب ہی ہے۔ جس کا احساس اسے چند ہی روز کے بعد ہوجائے گا، قرآن مجید کا صاف اعلان ہے کہ نافرمان لوگوں کا مال ودولت اور ان کی آل واولاد حقیقت میں ان کے لیے عذاب ہے۔ اب ذرا دنیا میں چل پھر کر لوگوں کے حالات کا جائزہ لے کر سبق

بھی لیجیے۔ دنیا میں عبرت کے سامان تو بہت ہیں لیکن کسی کی چشم عبرت نہیں کھلتی، ذرا توجہ مبذول کریں تو ہر سُو عبرت کے نمونے موجود ہیں۔ دُنیا کے تجربے تو آپ لوگوں کو ماشاء اللہ! مجھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔ ان نافرمانوں کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک شخص ہٹا کٹا موٹا تازہ کسی دیوار سے ٹیک لگائے وظیفہ جپ رہا تھا کہ یا اللہ! گھوڑا دے دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے۔ یا اللہ! گھوڑا دے دے۔ اچھا گھوڑا نہیں دیتا تو گھوڑے کا بچہ ہی دے دے۔ کسی پیر فقیر نے بتا دیا ہوگا کہ یہ مجرب وظیفہ پڑھ لو کام ہو جائے گا۔ سڑک پہ بیٹھا پڑھے جا رہا تھا کسی گھوڑی سوار سپاہی کا اُدھر سے گزر ہوا، اتفاق سے اسی جگہ اس کی گھوڑی نے بچھیرا دے دیا، اسے فکر لاحق ہوئی کہ یہ بچہ اصطبل کیسے پہنچایا جائے؟ اِدھر سے آواز آرہی تھی یا اللہ! گھوڑا دے دے۔ یا اللہ..... سپاہی نے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اچھا خاصا صحت مند جوان شخص ہاتھ پر ہاتھ دھرے وظیفہ جپ رہا ہے کہ یا اللہ! گھوڑا دے دے یا اللہ..... سپاہی نے جا کر ایک چابک لگایا اور کہا چل یہ بچھیرا اٹھا اور اصطبل پہنچا، بے چارہ مرتا کیا نہ کرتا بچھیرا اٹھایا۔ اب چلتا بھی جا رہا ہے اور ساتھ ساتھ کہتا جا رہا ہے کہ یا اللہ! تو دعاء سنتا تو ہے سمجھتا نہیں۔ میں نے گھوڑا مانگا تھا نیچے کے لیے تو نے اوپر چڑھا دیا۔ یا اللہ! تو دعاء سنتا تو ہے سمجھتا نہیں۔ غور کیجیے جو شخص اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ٹھہرایا نہیں؟ آج کل کے مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیجیے جو اللہ کی نافرمانی چھوڑے بغیر یہ سمجھتے ہیں کہ دُنیا میں سکون مل جائے گا اور ہماری دعاء قبول ہو جائے گی وہ بھی اس گمراہ کن خیال میں اس احمق سے پیچھے نہیں بلکہ اس سے دو قدم آگے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بغاوت چھوڑے بغیر جو لوگ اَوراد و وظائف یا صرف دعاؤں کے زور سے مقصد نکالنا چاہتے ہیں وہ سوچیں کہ جس ذات کو اپنا مشکل کشا حاجت روا سمجھ کر پکار رہے ہیں جس سے متعلق یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ نفع ونقصان اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اس ذات کو ناراض کر کے کیسے اس سے اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں؟ کسی عام انسان سے بھی کوئی چیز لینا چاہیں تو پہلے اس کی

خوشامد کرتے ہیں اسے خوش کرتے ہیں جب جا کر اس سے کچھ مانگتے ہیں۔ کیا اس ذات اَحکم الحاکمین کی اتنی بھی عظمت نہیں جتنی ایک انسان کی؟ اس ذاتِ عالی کو راضی کیے بغیر جو لوگ اس سے حاجتیں طلب کر رہے ہیں اور وہ بھی ناراض رہنے کے باوجود کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں تو یہ ان کے حق میں کوئی نعمت نہیں بلکہ مصیبت ہوتی ہے جس کا انہیں احساس وشعور نہیں ہوتا لیکن جب وہ نعمت گلے پڑ کر بجانے لگتی ہے تو اب چلاتے ہیں کہ یا اللہ! تو دعا سنتا تو ہے مگر سمجھتا نہیں۔ گھوڑا مانگا تھا نیچے کے لیے تو نے اوپر چڑھا دیا۔ ایسے ہی ایک شخص کا قصہ سنیے جسے شادی کا شوق سوار ہوا اور یہ کہ بیوی بھی پاک طینت، نیک خصلت، سلیقہ شعار، حسین صورت وحسین سیرت اور ان ان صفات کی حامل ہو۔ خیر! ایسی خواہش کرنا تو گناہ کی بات نہیں بلکہ نیک بیوی ملنا سعادت کی بات ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ[1]

مگر ایسی سعادت بھی ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتی صرف ایسے شخص کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہو اس کی بارگاہ میں مقبول ہو، اس شخص کے دل میں بھی یہ خواہش اُٹھی، لیکن بجائے اس کے کہ گناہوں کی زندگی سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے یہ درخواست کرتا اس نے "روحانی علاج" شروع کر دیا نہ جانے کتنے ختم کروائے؟ کیا کیا وظیفے جپتا رہا؟ آخر شادی ہو گئی پسند کی بیوی مل گئی۔ کچھ دن تو ہنسی خوشی بسر ہو گئے اس کے بعد ان بن ہونے لگی۔ بیوی کو ایک روز خیال آیا پکوڑے تلنے کا، میاں بھی آ کر ساتھ بیٹھ گئے، وہ تازہ تازہ پکوڑے کڑاہی سے نکالتی جا رہی ہے میاں ساتھ کے ساتھ کھاتا جا رہا ہے، تھوڑی دیر بعد بیوی کو خیال آیا کہ ایسے تو میں پکوڑے تلتے تلتے تھک جاؤں گی۔ سارے بھی کھا جائے گا۔ اس نے بھی ساتھ ساتھ کھانے

۱- رواه احمد والبزار والطبراني في الكبير والاوسط ورجال احمد رجال الصحيح.
(مجمع الزوائد ۴/۲۷۲)

شروع کر دیے۔ کھاتے کھاتے درمیان میں اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے تو زیادہ کھا گئی، بیوی کہتی ہے تو زیادہ کھا گیا۔ بات ذرا بڑھی تو دونوں لڑ پڑے۔ لڑائی ہو رہی ہے جائیداد کی تقسیم پر نہیں، کسی اہم گھریلو معاملے پر نہیں، پکوڑے کھانے پر، وہ کہتی تو زیادہ کھا گیا، یہ کہتا ہے تو زیادہ کھا گئی۔ شوہر صاحب کو آ گیا غصہ، غصے میں بپھرے ہوئے ہیں مگر کچھ کہہ بھی نہیں سکتے، جرأت کر کے صرف اتنا کہہ پائے کہ اللہ کرے میں مرجاؤں یا......

آگے کہنا تو یہ چاہتے تھے یا تُو مرجائے، مگر جیسے ہی کہا میں مرجاؤں یا...... بیوی نے گرم گرم کرچھلی اُٹھائی اور کہا یا کون؟ بے چارے خوف سے سہمے ہوئے بولے ''یا بھی میں ہی مرجاؤں۔'' اس کے سوا اور کہہ بھی کیا سکتے تھے؟ اگر کہتے یا تو مرجائے تو وہ خود مرنے کی بجائے انہی کا کھرتا بنا دیتی، کمزور کی زبان چلتی ہے اور طاقتور کا ہاتھ۔ اس سے عبرت حاصل کیجیے کہ اللہ کے نافرمانوں کو اگر نعمت ملتی بھی ہے تو اس طریقے سے کہ اللہ گھوڑا نیچے دینے کی بجائے اوپر چڑھا دیتے ہیں۔

ایسے ہی ایک شخص کی بیوی ہسپتال میں داخل تھی، وہ باہر برآمدہ میں بینچ پر بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ کیا خبر آتی ہے؟ ڈاکٹر نے کہا بس ایک گھنٹے کی مہمان ہے موت سر پر آ گئی ہے تو یہ جواب میں کہتا ہے کہ اچھا جہاں پوری زندگی گزر گئی وہاں ایک گھنٹا اور سہی! بے چارہ بیوی سے اتنا تنگ تھا کہ اس کا ایک گھنٹا جینا بھی اسے گراں گزرا۔ اس کا بس چلتا تو ایک لمحہ انتظار کیے بغیر اسے چلتی کر دیتا، سو اللہ نافرمان کو گھوڑا دیتا ضرور ہے لیکن نیچے کی بجائے اوپر چڑھا دیتا ہے۔

کہتے ہیں کسی مچھلی کو شکایت ہوئی کہ رزق کی تنگی ہے جیسے آج کا مسلمان اسی غم میں مر رہا ہے، مسکین تو درکنار کسی امیر سے امیر تر شخص سے بھی پوچھ لیجیے خواہ اس کے پاس کار کوٹھی لاکھوں کا بینک بیلنس بھی موجود ہو مگر زبان پر یہی شکایت ہو گی کہ ہائے مر گئے بھوک سے، ہائے مر گئے...... دل کی بھوک بھلا کہاں ختم ہو؟ وہ تو اور بڑھے گی، مچھلی کو بھی بھوک نے ستایا تو کسی پیر صاحب سے وظیفہ دریافت کیا وسعت رزق کا! انہوں نے

بتا دیا کہ یہ یہ وظیفے پڑھا کرو۔ ابھی وظیفہ جپتے دو ہی دن گزرے تھے کہ ایک شکاری نے کانٹے میں بوٹی لگا کر اسے دریا میں پھینک دیا۔ مچھلی اسے دیکھ کر لپکی اور جھٹ سے بوٹی منہ میں لے کر خوشی سے پھولنے لگی کہ ماشاء اللہ! ہمارے پیر صاحب نے وسعتِ رزق کا ایسا نسخۂ اکسیر بتایا کہ ابھی اسے شروع کیے بمشکل دو ہی دن گزرے تھے کہ رزق برسنا شروع ہو گیا۔ لیکن پتا جب چلا کہ جب شکاری نے ڈوری کھینچ کر اسے باہر خشکی پہ گھسیٹ لیا۔

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

شکاری نے باہر نکالا اور بے دردی سے بیرے بنا بنا کر تلنا شروع کیا تو اب کہتی ہے یا اللہ! تھوڑا مانگا تھا نیچے کے لیے لیکن تو نے اُوپر چڑھا دیا۔ میں نے رزق مانگا تھا کھانے کے لیے لیکن یہ رزق تو اُلٹا مجھے کھا رہا ہے۔

یاد رکھیے! اللہ کا نافرمان جب تک اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آ جاتا ہزاروں تدبیریں کر لے اللہ کا فیصلہ اپنی جگہ قطعی ہے کہ نافرمان کو امن و چین کبھی نصیب نہ ہوگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں ؏

ہے دنیا میں ذلت تو عقبیٰ میں خواری

اگر آپ کسی نافرمان کو مال و دولت میں کھیلتے دیکھ کر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ پُرسکون ہے تو یہ نظر کا دھوکا ہے ایسے گمان سے بھی توبہ کیجیے اور اپنا زاویۂ نظر درست کیجیے۔

ایک شخص کو کسی بزرگ نے کہا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے القاء فرمایا ہے کہ تمہارے حق میں دعاء کروں مگر دیکھو وہ دعاء ایک ہی بار ہو گی اگر غلط دعاء کروالی تو وہ گلے پڑ جائے گی پھر پچھتاتے پھرو گے اس لیے خوب سوچ لو، چل پھر کر دیکھ لو۔ چنانچہ اس نے سوچنا شروع کر دیا۔ گھوم پھر کر لوگوں کے حالات کا جائزہ لینے لگا کہ کون مزے

کی زندگی بسر کر رہا ہے؟ بالآخر اس کی نظر ایک جوہری پر ٹک گئی دیکھا کہ جوہری بڑے ٹھاٹھ کی زندگی گزار رہا ہے نوٹوں کی تجوریاں بھری پڑی ہیں ہر وقت پیسے کی ریل پیل ہے نوکروں کی پوری ایک فوج آگے پیچھے، کہیں باہر نکلیں تو ہٹو بچو کا شور! یہ دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آگیا اور فیصلہ کر لیا کہ بس اسی جیسا سیٹھ بننے کی دعاء کرواتا ہوں۔ بزرگ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا حضور! فیصلہ کر لیا ہے دعاء فرمایئے فلاں جوہری جیسا بن جاؤں۔ بزرگ نے فرمایا پھر بھی دیکھ بھال لو اگر غلط دعاء کروالی تو پھر اس کا کوئی تدارک نہ ہو سکے گا۔ اس لیے خوب غور و فکر کر لو؟ وہ بولا حضور! سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہے بس اب دعاء فرمائیں۔ بزرگ نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے؟ یہ تو تم نے خود بیٹھے بٹھائے فیصلہ کر لیا کہ فلاں سیٹھ جیسا بنوں، اس سیٹھ سے بھی تو جا کر مل لو اس سے حالات دریافت کرو کیا وہ واقعی اس قابل ہے کہ اس پر رشک کیا جائے؟ بزرگ کی بات اس کے دل میں اُتر گئی۔ سیٹھ صاحب کے پاس گیا اس کے نوکروں سے مل کر وقت لیا اور اس سے مل کر سارا قصہ بیان کر دیا، چونکہ میری نگاہ میں دنیا کے خوش نصیب اور معزز ترین انسان آپ ہیں، اس لیے میں نے بھی طویل غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ جیسا بن جاؤں یہ سنتے ہی سیٹھ صاحب سکتے میں آگئے اور بولے:

”خوش نصیب معزز ترین کیا معنی؟ میں تو دنیا کا بدنصیب اور ذلیل ترین انسان ہوں، اس لیے مجھ جیسا بننے کا خیال تو کبھی بھولے سے بھی دل میں نہ لانا۔“

آگے قصہ ذرا لمبا ہے اور بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ بہرحال اللہ کا یہ قطعی اور لازوال فیصلہ ہے کہ گناہوں کی زندگی میں کبھی سکون نصیب نہیں ہو سکتا، اگر اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں کسی کو تامل ہو تو ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ لے دنیا میں ہر سو اس کے شواہد موجود ہیں، دل کا سکون درکار ہے تو اس کا نسخہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا

تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o (۱۰-۶۲ تا ۶۴)

آیت کے شروع میں پہلا لفظ ہے اَلَا- اَلَا کا مطلب یہ ہے کہ گوش ہوش سے سن لو! بڑی اہم بات سنائی جارہی ہے دوسرا لفظ اِنَّ ہے، اِنَّ کے معنی ہیں یقینی بات یعنی آگے جو بات بتائی جارہی ہے وہ یقینی اور حتمی بات ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا۔ وہ بات یہ ہے کہ جولوگ اللہ کے دوست ہیں یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار ہیں صرف زبان سے دوستی کا دم نہیں بھرتے، بلکہ اپنے کردار اور عمل سے بھی دوست ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، محبوب کے ہر حکم پر مرمٹنے کو تیار رہتے ہیں، ایسے دوستوں سے متعلق اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ سنا رہے ہیں:

لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o

کہ یہ لوگ ہر قسم کے خوف وخطرہ سے محفوظ ہیں دنیا کا کوئی غم، صدمہ یا رنج وملال ان کے دل میں جگہ تو کیا بنائے اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ ان کے دل ہر حال میں شاد ومسرور اور پُرسکون ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میرے ان دوستوں کی نشانی یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد میری نافرمانی سے بچتے ہیں۔ کسی گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ گویا کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جو عہد وپیمان باندھ لیا اس کا پورا پورا پاس کرتے ہیں کسی قیمت پر اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، یہ ہیں سچے محبّ! دعوائے محبت انہی کو زیب دیتا ہے۔

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میری طرف سے ان دوستوں کا انعام یہ ہے کہ انہیں دنیا میں بھی خوش وخرم رکھتا ہوں اور آخرت میں بھی!

لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط

اپنے ان دوستوں کے لیے جو ہم نے اعزاز واکرام کا یہ فیصلہ کیا ہے اس میں بھی

بھی تبدیلی نہیں آسکتی یہ بالکل قطعی اور آخری فیصلہ ہے۔

ذٰلِکَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ٥

یہی ہے بہت بڑی کامیابی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مالک الملک فرمارہے ہیں سب سے بڑی اور حقیقی کامیابی صرف اور صرف یہی ہے اس سے ہٹ کر نہ کہیں کامیابی ہے نہ ہی سکون!

اہل اللہ پر مصیبت نہیں آتی:

جس بندے کے دل میں اللہ کی سچی محبت جاگزیں ہو جس کی زندگی گناہوں سے پاک ہو اسے اگر بظاہر کوئی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو وہ حقیقی تکلیف نہیں ہوتی اس تکلیف میں بھی وہ ایک گونہ سکون محسوس کرتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے ۔

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم
دیتا ہے تسلّی کوئی بیٹھا مرے دل میں

یہ تسلّی اور ڈھارس دینے والی ذات کون ہے؟ اللہ جو خود اعلان کر رہا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ٥ (۱۶-۱۲۸)

بتایئے خود اللہ جس کے ساتھ ہو غم اس پر کہاں سے آئے گا؟ بظاہر آ بھی گیا تو اس کا کیا بگاڑے گا؟ ۔

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم
دیتا ہے تسلّی کوئی بیٹھا مرے دل میں
روتے ہوئے اِک بار ہی ہنس دیتا ہوں مجذوب
آجاتا ہے وہ شوخ جو ہنستا مرے دل میں
مجھے یاس کیوں ہو کہ وہ دِل میں بیٹھے
برابر تسلّی دیے جارہے ہیں

کیا جب بھی یاد میں نے ہے ان کو
تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آ رہے ہیں

جب محبوب کی طرف توجہ جاتی ہے تو سارا غم کافور ہو جاتا ہے اور روتے ہوئے بھی ہنس دیتا ہوں۔ آجاتا ہے وہ شوخ جو ہنستا مرے دل میں ؎

اُف اُف رے ستم ہائے تری نیم نگاہی
نکلا بھی نہیں تیر کہ بیٹھا مرے دل میں
او پردہ نشیں میں ترے اس ناز کے قرباں
پنہاں مری آنکھوں سے ہویدا مرے دل میں

بھلا جسے محبوب اپنی آغوش میں لیے دَبا رہا ہو وہ پریشان کہاں ہوگا؟ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے جیسے دِلّی کی نہاری میں مرچ مسالہ بہت تیز ہوتا ہے کھانے والے بڑے شوق سے کھاتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ سی سی کی آواز بھی نکالتے جاتے ہیں آنکھوں سے ناک سے پانی بھی بہتا ہے پسینہ بھی آجاتا ہے، دیکھنے والا ناواقف یہی سمجھے گا کہ بے چارے بڑی مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں انہیں سخت سزا دی جارہی ہے مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ سزا نہیں انعام ہے یہ آنسو اور پسینہ مصیبت سے نہیں لذّت سے بہا رہے ہیں۔

دوسری مثال یوں سمجھیے کہ کوئی شخص چلا جارہا ہے پیچھے سے آکر کسی نے بغل میں لے لیا اور زور سے بھینچنا شروع کیا، اچانک اس نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ اس کا دشمن ہے جو مدت سے اس کی تاک میں تھا اس کی جان لینا چاہتا تھا۔ اب اندازہ کیجیے یوں اچانک دُشمن کی گرفت میں آکر وہ بے چارہ کس قدر پریشان ہوگا؟ لیکن اسی راستہ پر ایک دوسرا شخص بھی جارہا ہے اسے بھی اچانک پیچھے سے آکر کسی نے بغل میں دبوچ لیا اور زور زور سے بھینچنا شروع کر دیا بے چارے کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل گئیں۔ سوچنے لگا کہ یا اللہ! یہ ناگہانی مصیبت کہاں سے آگئی؟ مگر مڑ کر دیکھا تو دبوچنے والا

کوئی دشمن نہیں بلکہ ایسا جگری دوست تھا جو عرصہ سے بچھڑا ہوا تھا جس کی ملاقات کے لیے یہ بے تاب تھا، یہ دیکھتے ہی اس کی ساری مصیبت اور پریشانی راحت میں بدل گئی، اب فرطِ شوق میں کہتا ہے یار! اور دبا۔ اللہ کی طرف سے تکالیف اور آزمائشیں تو تمام لوگوں پر آتی ہیں دوستوں پر بھی اور دشمنوں پر بھی مگر دشمن کے حق میں تو یہ واقعۃً تکالیف اور آزمائشیں ہیں اس پر عذاب کے کوڑے ہیں لیکن دوست کے حق میں یہ کوئی تکلیف نہیں مصیبت نہیں بلکہ دوست کی طرف سے محبت کی حقیقت کھلنے پر وہ کہتا ہے یار! اور دبا پسلیاں بھی ٹوٹتی ہیں تو خیر سے ٹوٹ جائیں تمہارے دبانے سے کوئی تکلیف نہیں، مجھے تو مزہ آرہا ہے۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محبوب کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ حقیقی معنی میں تکلیف نہیں ہوتی دوستی کی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے، محبت کی چٹکی ہوتی ہے جس سے تکلیف کی بجائے انسان اور حظ اٹھاتا ہے، چھوٹے بچوں سے آپ لوگ بھی دل لگی کرتے ہوں گے بالخصوص اپنا بچہ ہو تو اسے پکڑ کر کبھی سینے سے چمٹا لیتے ہیں اور اس زور سے دباتے ہیں کہ کبھی بچے کی چیخ بھی نکل جاتی ہے کبھی اس کے گال پر دانتوں سے کاٹ لیتے ہیں جس سے نشان تک پڑ جاتا ہے مگر وہ ننھا سا بچہ بھی اس کا برا نہیں مناتا وہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ دشمن کی گرفت نہیں دوست کی چھیڑ ہے، اس لیے آپ کے ہاتھ سے چھوٹتے ہی وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگتا ہے، مچلتا ہے اور دوبارہ آپ کی گود میں آجاتا ہے، ایسے ہی اسے ماں دبالے، بھائی بہن پیار سے تھپڑ لگادیں کسی کا برا نہیں مناتا سمجھتا ہے کہ یہ سب محبوب ہیں۔ اس کے برعکس کوئی اجنبی شخص اسے گھور کر دیکھ بھی لے تو رونا چلانا شروع کردیتا ہے اس کا پیشاب خطا ہونے لگتا ہے۔ اپنوں کی مار بھی برداشت ہے مگر غیر صرف آنکھ اٹھا کر دیکھ لے تو یہ بھی گوارا نہیں۔ روز مرہ کی یہ مثالیں آپ کے سامنے ہیں، انہی سے سمجھ لیجیے کہ نافرمان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک ہوتا ہے اور اپنے دوستوں سے کیا؟

مہلک ترین گناہ:

اس کے بعد یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گناہوں کی بہت اقسام ہیں اس وقت تمام اقسام کو گنانا مقصد نہیں جن گناہوں پر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جن کی خاطر یہ طویل سفر اختیار کیا ہے جن کے درد نے مجھے بیٹھنے نہ دیا اور پچھتر سال کی عمر میں بیرونی ممالک میں اتنی دور نکلنے پر مجبور کردیا۔ وہ سنگین اور نہایت درجہ مہلک گناہ سات ہیں، یوں تو ہر گناہ مہلک ہے مگر ان سات گناہوں کی نوعیت دوسری اقسام سے ذرا مختلف ہے۔ یہ ساتوں گناہ کھلی بغاوت کے ذیل میں آتے ہیں جو مجرم چھپ چھپا کر جرم کا ارتکاب کرے اس سے کسی حد تک رورعایت ممکن ہے مگر جو مجرم کھلم کھلا مقابلہ پر اتر آئے اور بغاوت کا علم بردار ہو وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوتا۔ بغاوت کا جُرم دنیا کی حکومتوں کے قوانین کی رُو سے بھی ناقابل معافی جُرم ہے۔ کسی بھی قانون میں باغی کی سزا موت سے کم نہیں، جب کسی عارضی اور چھوٹی سی دنیوی حکومت کا باغی بھی سزائے موت کا مستوجب ہے تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے خود سوچ کر فیصلہ کیجیے کہ اس ذات احکم الحاکمین کی حکومت کا باغی کس سزا کا مستحق ہوگا؟ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ. (متفق علیہ)

میری پوری اُمت قابلِ معافی ہے اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیں تو یہ ان کی رحمت سے کچھ بعید نہیں یہ ان کی رحمت کا بیان ہے کوئی قاعدہ نہیں یعنی ان کا وعدہ نہیں ہے کہ وہ ہر مجرم کو معاف ہی فرمادیں گے وعدۂ معافی تو ہے توبہ پر۔ توبہ سے بڑے بڑے جرم معاف ہوجاتے ہیں بلکہ گناہوں کی ساری سیاہی دُھل جاتی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کا اُصول نہیں بیان فرمارہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آجائے تو وہ کسی ضابطے کے پابند نہیں وہ چاہیں تو ساری امت کو بلا توبہ ہی معاف فرمادیں، معافی بھی کیسی؟ اسے ذرا

سمجھیے اور ذہن نشین کر لیجیے کہ اس حدیث میں عام معافی کا اعلان ہے جو بلا حد و امتیاز پوری امت کو شامل ہے اور کسی گناہ کی بھی تخصیص نہیں کہ فلاں جرم معاف فرمادیں بلکہ مطلق معافی کا اعلان ہے جو تمام گناہوں کی معافی کو شامل ہے۔ اب حدیث کا مطلب ذہن نشین کر لیجیے کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے قیامت تک آنے والی میری پوری امت کے پورے کے پورے گناہ معاف فرمادیں سوائے مُجاہرین کے۔''

مُجاہرین کا ٹولہ اللہ تعالیٰ کی اس عام رحمت سے بھی مستثنیٰ اور خارج ہے جو پوری امت کو شامل ہے۔ مُجاہرین کون ہیں؟ سرِ عام گناہ کرنے والے جو نہ خالق سے شرمائیں نہ مخلوق کا لحاظ کریں سب کے سامنے کھلے بندوں گناہوں کا ارتکاب کریں۔ ان پر معافی کا دروازہ بند ہے جب تک کہ علانیہ توبہ کر کے اس جرم سے باز نہ آجائیں۔ میں ان سات گناہوں کی سنگینی بیان کر رہا تھا کہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان سب میں قدر مشترک بغاوت کا جرم ہے، دوسری بات یہ کہ ان ساتوں گناہوں کو آج کے مسلمان نے گناہوں کی فہرست سے نکال دیا ہے دیکھیے شیطان بھی کتنا بڑا عیار کس قدر مکار اور کس درجے کا ہوشیار ہے جو اس کے دامِ فریب میں آجاتے ہیں انہیں تھپکیاں دے دے کر سمجھاتا ہے کہ بیٹے! دیکھو جو آسان اور میٹھی میٹھی نیکیاں ہیں وہ تو کر لو اور اس قسم کے گناہ بھی چھوڑ دو جو تمہاری بدنامی کا باعث ہوں جن سے تمہاری بزرگی اور پارسائی کو بٹہ لگے، لیکن وہ گناہ جو گھر گھر میں داخل ہو چکے ہیں تمہارے معاشرے کا جزء بن گئے ہیں انہیں چھوڑنے کی ضرورت نہیں، انہیں چھوڑ کر ایک تو تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے ساری دنیا ایک کام کر رہی ہے اور تم خواہ مخواہ اپنے آپ کو روکے بیٹھے ہو۔ پھر ساری لذتیں اور فرحتیں بھی انہی گناہوں سے وابستہ ہیں، انہیں یکسر چھوڑ بیٹھے تو گھروں کی رونق ہی جاتی رہے گی سارا مزا کرکرا ہو جائے گا لوگوں میں بھی بلا وجہ نکو بن جاؤ گے لوگ طعنے دیں گے۔ اس لیے ان گناہوں کو چھوڑنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں، گناہ تو وہ ہیں جو تم

چھوڑ چکے اس قسم کے گناہ جنہیں ساری دنیا اختیار کر چکی ہے گناہ نہیں رہے۔ انہیں گناہوں کی فہرست ہی سے نکال باہر کرو۔ اب اگر کوئی سرپھرا تمہیں ٹوک دے کہ یہ گناہ کیوں کرتے ہو؟ تو اس دقیانوس سے صاف صاف کہہ دو کہ یہ گناہ ہے ہی نہیں۔ افسوس! آج گناہوں کی نحوست سے مسلمان کے دل پر ایسا زنگ چڑھ گیا ہے کہ اسے خیر وشر کی تمیز باقی نہیں رہی شر کو خیر سمجھ بیٹھا ہے آج نئی اندھیری سے متاثر مسلمانوں کا مغرب زدہ طبقہ خاص طور سے اس شیطانی فریب میں مبتلا ہے ان گناہوں میں سے کسی گناہ پر بھی انہیں ٹوکیے تو لکھے پڑھے جہلاء غلطی تسلیم کرنے کی بجائے جھٹ سے اس گناہ کے فوائد گنوانا شروع کردیں گے اور یہ کہ اس کے چھوڑنے میں کتنے نقصان ہیں گویا یہ لوگ گناہ نہیں نیکی کررہے تھے جس میں آپ نے رکاوٹ ڈال دی ہے، یہ ہے شیطانی تلقین کا اثر:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ الآیۃ (۶-۱۲۱)

''اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کررہے ہیں۔''

گناہوں کے اس سیلاب میں بہنے والے مسلمانوں میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جن کی طبیعتوں میں انابت ہے مگر جہالت ونادانی کے سبب گناہوں میں مبتلا ہیں، اس قسم کے لوگ کچھ زیادہ قصوروار نہیں اس لیے کہ ان بے چاروں کو اب تک بتایا ہی نہیں گیا، انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اب تک ڈرایا ہی نہیں گیا۔ میں ابھی انگلینڈ کا دورہ کرکے آیا ہوں وہاں تقریباً ایک مہینہ رہا انگلینڈ میں بھی جہاں جانا ہوا انہیں سات گناہوں کے خلاف آواز اٹھائی، میرا یہ معمول نہیں کہ ایک جگہ جا کر لوگوں کو ایک چیز بتاؤں دوسری جگہ کے لوگوں کو دوسری چیز! بلکہ جہاں جہاں جانا ہوا ہر جگہ میں نے یہی ایک مہم چلائی ہوئی ہے۔ انہی منکرات کے خلاف جہاد شروع کررکھا ہے اسی درد نے تو مجھے گھر سے نکالا ہے۔ انگلینڈ میں جب لوگوں نے بیان سنے تو بحمد اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں نے آکر بتایا کہ ہم نے ڈاڑھی رکھ لی ہے۔ بے چاروں کو اب تک علم ہی نہ تھا کہ

ڈاڑھی کی اہمیت کیا ہے؟ اس کا منڈانا یا کترانا کتنا بڑا جرم ہے؟ وہ تو شاید اب تک یہی سنتے رہے کہ ڈاڑھی رکھنا کارِ ثواب ہے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی رکھ لے تو ثواب ہے نہ رکھے تو گناہ نہیں۔ عام لوگوں کے ذہن میں یہی بات بیٹھی ہوئی ہے سو جب مسئلہ کا علم ہی نہیں تو بے چارے عمل کیسے کریں؟ اب صحیح علم ہوا تو فوراً عمل شروع کردیا۔ خاص طور پر انگلینڈ کے کئی شہروں میں مجھے اس کا تجربہ ہوا بہت سے لوگوں نے وہاں ڈاڑھیاں رکھ لیں۔ یا اللہ! لندن والوں پر جو تیری رحمت ہوئی ہے وہی رحمت ٹورنٹو والوں پر بھی برسا دے۔

سب سے بڑا مجرم:

ایک اہم بات جس کا خاص طور سے دلوں پر اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ کہنے والا پوری دل سوزی سے کہے اس کے دل میں مخاطب کی ہمدردی کا جذبہ ہو اسے حقیر سمجھنے کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ جو شخص کسی دوسرے مسلمان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور خود کو پاک صاف سمجھے وہ تو خود سب سے بڑا مجرم ہے دوسروں کی کیا اصلاح کرے گا؟

ناز تقویٰ سے پھر اچھا ہے نیاز رندی
جاہِ زاہد سے پھر اچھی مری رُسوائی ہے

ایک شخص کی پوری زندگی گناہوں سے اَٹی ہوئی ہے مگر اس کے دل میں کبر نہیں خود کو گنہگار ہی سمجھتا ہے تو یہ اقراری مجرم ہے، اللہ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ اسے بخش دیں لیکن دوسرا شخص جو بظاہر بڑا عبادت گذار متقی اور پارسا ہے مگر وہ گنہگاروں کو حقیر سمجھتا ہے خود کو بڑا سمجھتا ہے تو یہ کوئی پارسا بزرگ نہیں بلکہ بزرگی کے لبادے میں چھپا ہوا شیطان ہے، میرے مالک کا مجھ پر کرم اور رحمت ہے جس کا میں شکر ادا نہیں کرسکتا کہ میں جب گناہوں پر نکیر کرتا ہوں تو کسی بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی حقیر نہیں سمجھتا یہ تو دل کا دَرد ہے جس کو ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں مجبوراً گناہوں کا تذکرہ کرنا پڑتا ہے، اگر

تذکرہ بھی نہ کروں تو دل کی بات کیسے ظاہر ہو؟ دوسروں کی اصلاح کیسے ہو؟ جو کچھ کہتا ہوں دِل سوزی سے کہتا ہوں، اسی کا نتیجہ ہے کہ لوگ باتیں سُن کر بُرا نہیں مناتے، میری کوئی بات انہیں ناگوار گذرتی بلکہ اثر انداز ہوتی اور دِل میں اُتر جاتی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو عمل کی بھی توفیق ہو جاتی ہے، حالانکہ باتیں بسا اوقات بڑے سخت لہجے میں بھی کہہ دیتا ہوں، اندر سے ٹیس اُٹھتی ہے تو غصہ بھی آجاتا ہے مگر کسی مسلمان کو حقیر یا اپنے سے کم تر نہیں سمجھتا۔

زباں بے دِل ہے اور دل بے زباں ہے، ہائے مجبوری
بیاں میں کس طرح وہ آئے جو دل پر گزرتی ہے
گزرتی ہے ہماری جان پر جو کچھ گزرتی ہے
کسی کو کیا خبر دل پر ہمارے کیا گزرتی ہے

یہ عمر بھر کا تجربہ ہے کہ دِل کی گہرائی سے نکلی ہوئی بات اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔

"از دل خیزد بر دل ریزد"

ان گناہوں کی سنگینی کا تو کچھ اندازہ ہو گیا اب ان کی فہرست سنیے:

ڈاڑھی منڈانا یا مٹھی سے کم کرنا۔ یہ علانیہ بغاوت ہے۔

عورتوں کا شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا۔ آج کل اچھے خاصے دین دار لوگ بھی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتے، حالانکہ شرعاً وعقلاً ان سے اَغیار کی بنسبت زیادہ پردہ ہے۔

مردوں کا شلوار یا لنگی نیچے لٹکا کر ٹخنے ڈھانکنا۔ اس گناہِ کبیرہ میں بھی بہت ابتلاء ہے۔

تصویر بنانا، بنوانا بلا ضرورت اپنے پاس رکھنا یا اسے دیکھنا، تصویر والی مجلس میں جانا۔

ٹی وی دیکھنا۔ یہ کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے، جسمانی صحت کے لیے تباہ کن اور دُنیا و آخرت دونوں کی بربادی کا ضامن۔

گانا بجانا۔ یہ صرف ایک گناہ نہیں بہت سے گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

سود کی لعنت۔ سود لینا یا دینا، بینک انشورنس یا کسی اور سودی ادارہ میں ملازمت کرنا یا کسی بھی درجہ میں سود خوروں سے تعاون کرنا، سودی اداروں کو فائدہ پہنچانا۔ یہ سب کام قرآن وحدیث کی رُو سے حرام اور موجب لعنت ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سود خوروں کے لیے اعلان جنگ ہے۔

غیبت کرنا اور سننا یہ دونوں سخت ترین گناہ ہیں۔

یہ تو میں نے فہرست بتادی اب ان کی تفصیل سننے سے پہلے دعاء کرلیجیے:

''یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہر بات کی پوری پوری تفصیل کہلوادے یہ کہنا سننا قبول فرمالے اور سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما۔''

ڈاڑھی کاٹنا کھلی بغاوت ہے:

ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ بغاوت ہے، بغاوت کا مطلب پہلے بیان کرچکا ہوں کہ سرِ عام لوگوں کو دکھا دکھا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا، ڈاڑھی کٹانے والا بھی کھلے بندوں گناہ کرکے بغاوت کا اعلان کررہا ہے اور تمام لوگوں کو گناہ کی دعوت دے رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب. (بخاری)

''ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو۔''

ڈاڑھی بڑھانے کی حد کیا ہے؟ بعض دوسری روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کے بال کاٹے ہیں جس کی تعیین وتحدید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ ایک مٹھی سے زائد بال کاٹ دیتے تھے۔ لیکن بعض علماء نے شرح شرعۃ الاسلام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک

مٹھی سے زائد کاٹنا ثابت ہے۔سوایک مٹھی سے زائد کے بارے میں تو اختلاف ہے کہ زائد رکھنا بہتر ہے یا کاٹ دینا بہتر ہے مگر ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا باجماعِ امت فرض ہے اوراس سے کم کرنا گناہِ کبیرہ ہے،حرام ہے۔اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ بادشاہ کے دو قاصد آئے اُن کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی تھیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ مبارک پھیرلیا ان کی صورتوں کو دیکھنا تک گوارا نہ فرمایا اوران سے پوچھا:

''تمہیں ڈاڑھی منڈانے کا حکم کس نے دیا؟''

وہ بولے:

''ہمارے رب کسریٰ نے۔''

عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کو رب کہتے تھے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے تو میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔''(البدایہ والنہایہ وغیرھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے تو یہ حکم فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ۔اب جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں وہ کہنے کو تو مسلمان ہی ہیں مگر تنہائی میں بیٹھ کر ذرا غور کریں اور دل کی گہرائیوں سے سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمادیا ہے:

''میرا رب اللہ ہے جس نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔''

آتش پرست مجوسیوں نے کہا:

''ہمارا رب کسریٰ ہے جس نے ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم دیا ہے۔''

اب ڈاڑھی منڈے ذرا انصاف سے بتائیں ان کا رب اللہ ہے یا کسریٰ؟

یا اللہ! تو ہمارا رب ہے ہمیں دل وجان سے ظاہر و باطن سے صورت و سیرت سے اپنی ربوبیت کا قائل کر دے، کفار کی مشابہت سے دُور رکھ۔

کسریٰ سے متعلق جانتے بھی ہیں یہ کون تھا؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن، جس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک چاک کر دیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حد درجہ گستاخی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو جواب دیا:

''وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میرا غلام ہو کر مجھے خط لکھتا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مزق اللہ ملکہ (بخاری)

''اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو یونہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حرف بحرف سچا ثابت ہوا، اس ملعون کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا اور خود تخت نشین ہو گیا، اس ملعون کا ملعون جانشین بھی چھ ماہ سے زائد زندہ نہ رہ سکا، تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ چار سال کے اندر اندر دس بادشاہ تبدیل ہوئے، آخر چند سال بعد یہ ملک مسلمانوں کے زیرِ نگین آ گیا، اس صدیوں پرانی سلطنت کا نام ونشان مٹ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی[1] کی تصدیق پوری دنیا نے آنکھوں سے دیکھ لی۔

ڈاڑھی منڈے اس ملعون کا انجام سامنے رکھ کر سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں؟ اپنا رب کس کو تسلیم کر رہے ہیں؟ اگر کسی نے اب تک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے شیطان سے ناتا جوڑے رکھا، تو اب بھی کچھ گیا نہیں کہ ابھی وقت ہے ؎

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

۱- **اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ** (مسلم) ''اس کسریٰ کے مرنے کے بعد کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا۔''

اس قصہ میں چند باتیں سوچنے کی ہیں:

ایک یہ کہ دونوں قاصد کافر تھے اور قاعدہ یہ ہے کہ کسی بھی کافر کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کی جاتی ہے اسے احکامِ اسلام کی تلقین نہیں کی جاتی کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو بلکہ اسے تو یہی کہا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرو، اگر کرلے تو اب اَحکام کی تبلیغ کی جائے گی، وہ دونوں ڈاڑھی منڈے کافر تھے۔

دوسری بات یہ کہ مہمان تھے، مہمان کوئی بھی ہو اس کی خاطر داری کی جاتی ہے۔

تیسری بات یہ کہ بادشاہ کے قاصد تھے، قاصدوں کا ویسے ہی احترام کیا جاتا ہے خواہ دشمن کے ہی بھیجے ہوئے ہوں، یہ احترام اس پہلو سے بھی ضروری ہے کہ شاید ان کی اور ان کے بھیجنے والے سلاطین کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر سوچیں کہ وہ مسلمان نہیں، ہیں بھی مہمان اور بادشاہ کے بھیجے ہوئے قاصد! لیکن رعایت کے ان سب اسباب کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف التفات نہیں فرماتے، ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں فرماتے۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت اختیار کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں وہ خود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار کیوں کر سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہ فرمائیں ان کی سفارش کیوں کر فرمائیں گے؟

سُنیے! حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوضِ کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے ایک قوم حوضِ کوثر پر آنا چاہے گی لیکن فرشتے انہیں روک دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے:

''یہ تو میری امت کے لوگ ہیں اُن کو آنے دو۔''

فرشتے عرض کریں گے:

انک لاتدری ما احدثوا بعدک.

''آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعات ایجاد کیں۔''

یہ بظاہر آپ کو اپنے اُمتی نظر آ رہے ہیں مگر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے دین میں کیسی نئی نئی باتیں داخل کر دیں؟ یہ جنہیں آپ اپنی اُمت سمجھ رہے ہیں بدعتی ہیں۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم فرمائیں گے:

سحقا سحقا لمن غیر بعدی. (بخاری)

''جن لوگوں نے میرے بعد میرا لایا ہوا دین تبدیل کر دیا انہیں دُور ہٹاؤ دُور ہٹاؤ۔''

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان بدعتیوں کی شکل وصورت تو مسلمانوں کی سی ہوگی اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشتباہ ہوگا، ان کی ڈاڑھیاں اور معصوم چہرے دیکھ کر فرشتوں سے فرمائیں گے انہیں کیوں ہٹاتے ہو؟ یہ تو میرے امتی ہیں، پھر حقیقت کھلنے پر انہیں دفع کر دیں گے، لیکن جن کے چہرے پر ڈاڑھی ہی نہیں، شکل وصورت ہی مسلمانوں سے مختلف ہے ان کو حوضِ کوثر تک رسائی کیسے ہوگی؟ بدعتیوں کی صورت تو مسلمانوں کی سی ہوگی اس لیے وہ کسی طرح حوضِ کوثر تک پہنچ جائیں گے لیکن قریب پہنچنے پر انہیں دھکیل کر دُور کر دیا جائے گا، اور جن کی صورت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے مختلف ہو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بلائیں گے؟ انہیں دیکھ کر تو کسی قسم کا اشتباہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ڈاڑھی منڈے ابھی سے سوچ لیں کہ اگر خدانخواستہ دُور سے ان کی شکل دیکھ کر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا:

سحقا سحقا.

''انہیں دُور ہٹاؤ دُور ہٹاؤ۔''

لے جاؤ جہنم میں تو کیا بنے گا؟

ڈاڑھی کاٹنا بالاجماع حرام ہے:

ڈاڑھی کترا کر مٹھی سے کم کر دینا بااجماعِ اُمت حرام ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین وائمۂ مجتہدین ودیگر اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں، چنانچہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم. (فتح القدیر، الدرالمختار)

ڈاڑھی ایک مٹھی سے زائد چھوڑنے کی تو گنجائش ہے کہ چھوڑ دیں یا کاٹ دیں مگر ایک مٹھی سے کم کرنے کو دنیا کے کسی عالم نے بھی جائز نہیں کہا، یہ تو بالاجماع حرام ہے اور اس کی جو مثال دی وہ بڑی عجیب ہے فرمایا کہ ڈاڑھی کٹا کر مٹھی سے کم کرنا حرام ہے جیسا کہ بعض مغربی لوگ کرتے ہیں۔ آج کے مغربی تو منڈاتے ہیں۔ اس وقت فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں کٹاتے ہوں گے اور وہ بھی بعض لوگ، معلوم ہوا کہ پہلے زمانے کے کفار بھی پوری ڈاڑھی رکھتے تھے۔

دوسری مثال مخنث لوگوں کی دی، یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ عربی کے دو لفظ ہیں اور دونوں کے معنی میں فرق ہے، ایک ہے خنثیٰ، دوسرا مخنث۔ خنثیٰ وہ مخلوق ہے جو نہ مرد ہے نہ عورت، جسے آپ لوگ ہجڑا کہتے ہیں۔ اس بے چارے کا تو کوئی قصور نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی اسی طرح ہے، یہ پیدائشی طور پر ایسی مخلوق ہے اس کا اپنی خلقت میں کوئی عمل دخل نہیں۔

دوسرا لفظ ہے مخنث، یہ وہ مخلوق ہے جسے اللہ نے مرد بنایا لیکن وہ اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں وہ اس بات سے سخت پریشان اور بہت نالاں ہے کہ اسے اللہ نے مرد کیوں بنا دیا؟ عورت کیوں نہ بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے تو عورت نہ بنایا لیکن اب وہ خود عورت بننے کی

کوشش کرتا ہے، ڈاڑھی صاف کرکے کپڑا ٹخنے سے لٹکا کر عورتوں کی سی چال ڈھال اختیار کرکے بے چارہ پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح عورتوں میں شامل ہوجائے، مگر نہ اِدھر کا رہتا ہے نہ اُدھر کا ؂

ہیں مخنث نے تو مردی نے تو زن

''ارے ہیجڑے! نہ تو مرد ہے نہ عورت۔''

اسے کہتے ہیں مخنث۔

ڈاڑھی کٹانے والے دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ مغربی لوگ یعنی اسلام دشمن انگریز یا مخنث قسم کے لوگ جنہیں مردانہ صورت سے اللہ واسطے کا بیر ہے، جن کی مرضی کے خلاف اللہ تعالیٰ نے انہیں مرد بنادیا لیکن وہ کسی صورت اللہ کی اس تقسیم پر راضی نہیں۔

ڈاڑھی کاٹ کر مٹھی سے کم کرنا بالاجماع حرام ہے کوئی عالم بھی اسے جائز نہیں کہتا۔

ضروری تنبیہ:

شریعت کی اصطلاح میں خنثیٰ وہ ہے جس میں مردانہ اور زنانہ علامتیں یکساں طور پر پائی جائیں مثلاً ڈاڑھی بھی نکل آئے اور پستان بھی اُبھر آئیں یا اسی طرح اور متضاد علامتیں پائی جائیں۔ آج کل کے ہیجڑے خنثیٰ نہیں بلکہ مخنث ہیں جو پیدائشی طور پر مرد ہونے کے باوجود بتکلف عورت بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ حدیث میں ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی گئی ہے:

لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال. (بخاری)

عام مردوں کی طرح ان سے بھی عورتوں کو پردہ کرنا فرض ہے ان کے بقیہ احکام بھی مردوں کی طرح ہیں۔

عقل کا تقاضا:

شرعی حکم سے قطع نظر عقل کی رُو سے بھی سوچیں تو ڈاڑھی مونڈنے یا کاٹنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا، ڈاڑھی ہر مرد کا مردانہ شعار اور اس کی زینت ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو چوبیس گھنٹے یہ تسبیح پڑھتی رہتی ہے:

سبحان من زین الرجال باللحیٰ والنساء بالذوائب. (کنوز الحقائق عن المستدرک)

''پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی کے ذریعے اور عورتوں کو سر کے بالوں کے ذریعے زینت بخشی۔''

اللہ تعالیٰ نے تو ڈاڑھی کو مردوں کے لیے اور سر کے بالوں کو عورتوں کے لیے زینت بنایا مگر آج کے یہ مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اس زینت پر راضی نہیں، یہ تسبیح پڑھنے والے فرشتے بھی ان کی اُلٹی چال دیکھ کر پریشان ہی ہوتے ہوں گے کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہے ہیں جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے اور عورتوں کو بالوں سے حُسن بخشا، مگر ہمیں تو دُنیا میں ڈاڑھی والے مرد اور بالوں والی عورتیں خال خال نظر آتی ہیں، یہ نالائق مخلوق اللہ تعالیٰ کے عطاء فرمودہ حُسن سے کیوں دُور بھاگتی ہے؟ ڈاڑھی کو اللہ تعالیٰ نے کیسی زینت بنایا؟ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے:

''کوئی شخص کسی کی ڈاڑھی مونڈ دے اور اس طریقے سے مونڈے کہ آیندہ بال نہ آئیں، مثلاً چہرے پر کوئی ایسی دوا لگا دی جس سے بال صاف ہو گئے اور آیندہ کے لیے بھی بال اُگنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تو اس ڈاڑھی مونڈنے والے مجرم پر اتنی بڑی دیت ہے کہ جتنی کسی کے قتل پر آتی ہے۔''

پوری دیت یعنی سو اونٹ! اس نے مسلمان کی شکل بگاڑ کر اسے مثلہ کر کے گویا قتل کا

ارتکاب کیا، لہٰذا اس پر قاتل والی دیت ہے، یوں کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ دے، کان کاٹ دے ہاتھ یا پاؤں کاٹ دے تو آدھی دیت ہے، لیکن ڈاڑھی جیسی نعمت سے محروم کرنے پر پوری دیت ہے۔

ایک اور پہلو سے دیکھیے کہ عام جانوروں میں ان کے مذکر و مؤنث کے مابین کتنا فرق ہے؟ مثال کے طور پر مرغ اور مرغی کا موازنہ کر لیجیے دونوں پر یکجا نظر ڈالیں تو دیکھتے ہی ہر شخص بے اختیار پکار اٹھے گا کہ مرغ بہت حسین ہے۔ سوچیے کہ اس کے حُسن کا راز کس چیز میں ہے؟ مرغ اور مرغی میں امتیاز کرنے والی چیز کون سی ہے؟ صرف وہ حسین کلغی جس کا تاج اللہ تعالیٰ نے مرغ کے سر پر سجا دیا ہے، مرغ کا حُسن و جمال اور اس کا نکھار صرف چھوٹی سی کلغی سے ہے، یہ کلغی کاٹ دی جائے تو سارا حُسن جاتا رہے گا اور مرغ بہت بدصورت نظر آئے گا۔

ایک بات یاد آ گئی دیکھیے اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہدایت دینا چاہتے ہیں تو ہدایت کے اسباب بھی کیسے پیدا فرما دیتے ہیں، مجلس میں بہت سے لوگ آتے رہتے ہیں، باتیں سُن جاتے ہیں، بعض خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ پہلی ہی حاضری میں ہدایت دے دیتے ہیں۔ بعض لوگ آتے رہتے ہیں میری کڑوی کسیلی باتیں سنتے رہتے ہیں لیکن آنا نہیں چھوڑتے آخر اللہ تعالیٰ ان کی بھی دستگیری فرماتے ہیں وہ بھی بغاوت سے باز آ جاتے ہیں، بات جو بھی کہتا ہوں دردِ دل سے کہتا ہوں منشأ اس کا محبت اور خیر خواہی ہے۔ بعض اوقات بات میں تیزی اور ترشی کا پہلو بھی آ جاتا ہے مگر بحمد اللہ تعالیٰ آنے والے بُرا نہیں مناتے سب کچھ سُن لیتے ہیں۔ ابھی چند ماہ کی بات ہے، دو بھائی آئے اور بتایا:

''ہم آپ کی مجلس میں آنے سے بہت کتراتے تھے آخر آہستہ آہستہ آنا شروع ہوئے آپ ڈاڑھی کے بارے میں سخت باتیں کہتے تھے ہم ڈر ڈر کر سُنتے رہتے، آخر اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ہم نے ڈاڑھی رکھ لی، اب ہم

کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ آپ کہتے ہیں کم ہے اس سے بھی زیادہ کہیں۔"

دردِ دل سے جو بات کہی جائے ضرور اثر دکھاتی ہے، میرے دِل میں تو آپ لوگوں کا درد ہے کہ یا اللہ! میرے تمام مسلمان بھائیوں کو جہنم کی آگ سے بچالے۔

اسی طرح ایک دوسرے شخص نے اپنے حالات میں لکھا:

"میں کئی ماہ سے آپ کے وعظ میں آتا تھا، ڈاڑھی پر جب بھی بیان ہوتا سُن کر وقتی طور پر ذرا ندامت طاری ہوتی لیکن گھر جا کر اس کا اثر زائل ہو جاتا لیکن اس بار آپ نے ایک ایسی بات کہہ دی جس نے میرے دل کی کایا پلٹ دی اور ڈاڑھی رکھنا ہی پڑی۔ اس بار آپ نے ڈاڑھی کا مسئلہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ مرغ کا حسن اور اس کا امتیاز کلغی سے ہے، اگر اس کی کلغی کاٹ دی جائے تو وہ مرغیوں میں شامل ہو جائے گا، کوئی اسے مرغ تصور نہ کرے گا، مرغیاں بھی یہیں سمجھیں گی کہ یہ ہماری بہن ہے، خیر! مرغیوں کا یہ سمجھنا تو اس قدر خطرناک نہیں لیکن کسی مرغ کو یہ شبہہ ہو گیا اور یہ سمجھ کر کہ موٹی سی مرغی پھر رہی ہے اس کا پیچھا شروع کر دیا تو اس کا کیا بنے گا؟ بس یہ مثال دل میں ایسی پیوست ہوگئی کہ ڈاڑھی رکھنی ہی پڑی، اب طے کر لیا ہے کہ آیندہ کبھی نہ کٹاؤں گا۔"

میں بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کی ہدایت کا فیصلہ فرماتے ہیں ہدایت کے اسباب خود پیدا فرما دیتے ہیں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ کی شان، کسی کو ہدایت نہ ہو تو قرآن وحدیث سُن کر بھی نہ ہو اور ہدایت مل جائے تو چھوٹی سی مثال سُن کر بھی مل جائے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ایک بات بیٹھ کر سوچیں کہ جس شخص کے دل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے ہی نفرت ہو گیا ایسے دِل میں ایمان رہ سکتا ہے؟ اگر کوئی بہانہ ساز یہ کہے کہ نہیں نہیں ہمارے دل میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھری ہوئی ہے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے کوئی نفرت نہیں تو آپ

لوگ سوچیں اور بار بار سوچیں اللہ تعالیٰ سوچنے کی توفیق عطاء فرمائیں کہ ایک شخص کے دِل میں کسی کام کی محبت بھی ہے لیکن محبت کے باوجود وہ کام کرتا نہیں حالانکہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کسی قسم کی کوئی مجبوری بھی نہیں کوئی عذر بھی لاحق نہیں جو اس کام سے روک دے، اس کا یہ رویہ دیکھ کر کون باور کرے گا کہ اسے واقعۃً محبت ہے یہ جھوٹ نہیں بولتا؟ اگر ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کے دلوں میں واقعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے محبت ہے کسی قسم کی نفرت نہیں تو ہمیں بتائیں:

''وہ کون سی طاقت ہے جو ان کو ڈاڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟''

میں تو پچاس سال سے یہ سوال دُہرا رہا ہوں:

''بتاؤ کیا خطرہ ہے؟ کس چیز کا ڈر ہے؟ کیا کسی جلاد نے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے کہ خبردار! اگر ڈاڑھی رکھ لی تو گردن اُڑا دی جائے گی؟ یا کسی نے سینے پر بندوق تان رکھی ہے کہ خبردار! اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر لی تو ابھی خاتمہ کر دوں گا، سوچ کر بتایئے جب دل میں محبت ہے صورتِ مبارکہ سے نفرت نہیں تو کون سی چیز ہے جو اس محبوب صورت کو اختیار کرنے سے روک رہی ہے؟''

یا یہ کہیں:

''ہم تو ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں مگر کوئی زبردستی آ کر مونڈ جاتا ہے۔''

اگر ایسا ہے تو وہ ڈاڑھی پر ہی کیوں اُسترا چلاتا ہے ناک پر کیوں نہیں چلا دیتا؟ ذرا ان باتوں کو سوچیے۔

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم نے ڈاڑھی رکھ لی تو بے دین لوگ ہمیں طعنے دیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ رحمٰن کے بندے بنیں گے تو شیطان کے بندے لازماً آپ کا مذاق اُڑائیں گے، آپ تو کس شمار میں ہیں انہوں نے تو اُولو العزم رسولوں کو معاف نہ کیا ان کا بھی مذاق اُڑاتے رہے:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ. الآیۃ (۱۳-۳۲)
وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ (۱۵-۱۱)
عام مسلمانوں کا تو مذاق اُڑاتے ہی رہیں گے یہ تو قرآن مجید کی پیش گوئی ہے:
إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۝ (۸۳-۲۹)
اگر شیطان کے بندوں سے اتنے ہی خوف زدہ ہیں تو ڈاڑھی کیا اسلام کا نام لینا بھی چھوڑ دیجیے، وہ تو اسلام کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے، مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہیے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِّ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

کچھ لوگوں نے ڈاڑھی نہ رکھنے کا یہ عذر تراش رکھا ہے:

''آج کل بڑی بڑی ڈاڑھیوں والے جھوٹ بولتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں، بددیانتی کرتے ہیں، اس سے تو بہتر ہے کہ ہم ڈاڑھی ہی نہ رکھیں اس سے ڈاڑھی کی توہین ہوتی ہے۔''

شیطان بھی کتنا ہوشیار ہے عجیب عجیب پٹیاں پڑھاتا ہے آج کے مسلمان کو کہ ڈاڑھی رکھ کر جھوٹ بولنے سے تو بہتر ہے کہ ڈاڑھی ہی نہ رکھو لیکن یہاں بھی وہی بات سوچ لیجیے کہ اگر کوئی بدنہاد یہ طعنے دینے لگے:

''تم مسلمان ہو کر بھی ایسے ایسے غلط کام کرتے ہو چوری چکاری، جھوٹ، جعل سازی اور فریب دہی سے باز نہیں آتے۔''

تو بتائیے ایسے میں کوئی عقل مند مسلمان ان طعنوں کے خوف سے اسلام ہی سے دست بردار ہو جائے گا یا گناہوں کو چھوڑ دے گا؟ آخر دو کاموں میں سے ایک تو کرنا ہی

ہوگا۔ اگر اغیار کے طعنوں سے کوئی نام کا مسلمان بھی اسلام سے بیزاری ظاہر نہیں کرتا بلکہ ان گناہوں کو ترک کرتا ہے جو اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں تو یہاں بھی طعنے سُن کر ڈاڑھی پر کیوں غصہ آجاتا ہے؟

لوگ کہتے ہیں ہم ڈاڑھی کی لاج رکھنے کے لیے اسے صاف کردیتے ہیں تاکہ کل کوئی یہ طعنہ نہ دے کہ یہ ڈاڑھی رکھ کر دھوکا دیتا ہے، ڈاڑھی مُنہ پر ہے اور ڈنڈی مارتا ہے اس لیے حیاء وشرم کا اڈہ ہی اُڑا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ماشئت (بخاری)

ایک وحی ایسی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی پر اُتری جو تمام انبیاء علیہم السلام کی مشترک وحی ہے نیز اس کے ساتھ عوام کے دلوں میں بھی وہ بات ڈال دی گئی چنانچہ عوام میں مقولہ مشہور ہے:

اذا لم تستحی فاصنع ماشئت.

اور یہ فارسی مقولہ بھی اسی کا ترجمہ ہے:

بے حیا باش وھرچہ خواھی کن۔

''بے حیا بن جاؤ پھر جو جی میں آئے کرتے پھرو۔''

حیا کا جامہ اُتر گیا بس اب ننگے ناچتے رہو، دولتیاں مارو، ٹکریں لگاؤ غرض جو چاہو کرتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وحی کی بات ہے جو لوگوں کی زبان پر جاری کردی گئی ہے اب لوگوں نے یہ نیا بہانہ تراش لیا ہے:

''گناہوں کے سبب ڈاڑھی بدنام ہوتی ہے اس لیے اسے صاف ہی کردو۔''

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ڈاڑھی رکھ کر گناہ چھوڑ دیتے اور ڈاڑھی کی آبرو رکھ لیتے مگر

آج کے مسلمان کی گنگا ہی اُلٹی چلتی ہے اس نے سوچا:

''ڈاڑھی رکھ کر جھوٹ بولنا چھوڑ دو، رشوت چھوڑ دو، سُود چھوڑ دو، یہ چھوڑ دو، وہ چھوڑ دو اس سے تو بہتر ہے کہ اس ڈاڑھی کے جھنجھٹ ہی میں نہ پڑو۔ اسی کی وجہ سے روز روز کے یہ طعنے سُننے پڑتے ہیں کہ ارے! ڈاڑھی رکھ کر جھوٹ بول رہے ہو، ڈاڑھی رکھ کر فریب کر رہے ہو، ڈاڑھی رکھ کر یہ کر رہے ہو اور یہ کر رہے ہو اس لیے یہ حیاء کا اڈا ہی اُڑا دو، جب تک یہ حیاء کا اڈا برقرار رہے مزے لُوٹنے رہیں گے طرح طرح کی پابندیاں رہیں گی اور جکڑ بند میں رہو گے، اس لیے دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حیاء کا اڈا ہی اُڑا دو پھر جو جی میں آئے کرتے رہو۔''

اِن ڈرپوک لوگوں سے کوئی پوچھے کہ آج تم نے مخلوق کے ڈر سے ڈاڑھی اُتار دی، کل اگر کوئی یہ کہہ دے کہ ارے! اچھے خاصے کپڑے پہنے ہوئے ہو لیکن پاگلوں والے کام کر رہے ہو، تو انہیں چاہیے کہ کپڑے بھی اسی وقت اُتار دیں، پہلے بھی کہہ چکا ہوں:

''اغیار کے طعنوں سے بچنا ہے تو ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو بھی سلام کہہ دو کہ ان کی نگاہ میں سب سے بڑا شہتیر تو اسلام ہی ہے یہ ڈاڑھی وغیرہ تو فروعی احکام ہیں۔''

یہ تو یقین ہے کہ دُشمنانِ اسلام اسلام کو کتنا ہی بدنام کرلیں اس پر اعتراضات کی کیسی ہی بوچھاڑ کریں کوئی نام کا مسلمان بھی اسلام سے بیزار اور لاتعلق ہونے کو تیار نہیں بلکہ اغیار کے طعنے سُن کر یہی سوچے گا:

''مذہب اسلام تو پاکیزہ مذہب ہے لیکن ہم مسلمان اسلام کی بدنامی اور رُسوائی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔''

یہی بات ڈاڑھی کے بارے میں سوچ لیا کیجیے۔ ڈاڑھی رہنے دیجیے اور ان گناہوں سے باز آجایئے جو آپ کی ڈاڑھی پر بٹا لگاتے ہیں۔ یہ جواب یاد رکھیے کہ یا تو

مخالفین کے طعن و تشنیع سے ہر اچھا کام چھوڑ دیجیے، اسلام کا نام لینا بھی ترک کر دیجیے یا یہ کہ طعنے سن کر اپنا محاسبہ کیجیے اور گناہوں سے باز آ جایئے، اس سے اسلام اور ڈاڑھی کی آبرو بھی باقی رہے گی اور آپ کی زندگی بھی سنور جائے گی۔

ایک اور پہلو سے ڈاڑھی کٹانا تمام گناہوں کی بنسبت زیادہ خطرناک گناہ ہے وہ یہ کہ بقیہ تمام گناہ کسی محدود وقت میں ہوتے ہیں گناہ شروع کیا اور جب تک اس میں مشغول رہے گناہ لکھا جاتا رہا اور جونہی گناہ سے فارغ ہوئے نامۂ اعمال بھی لپیٹ دیا گیا مگر یہ ڈاڑھی کٹانے کا گناہ تو چوبیس گھنٹے ساتھ لگا ہوا ہے، دوسرا کوئی سا گناہ لے لیجیے تھوڑی دیر تک اس کا ارتکاب کیا اور قصہ ختم! لیکن ڈاڑھی منڈا جہاں کہیں ہے جس حال میں ہے یہ گناہ چوبیس گھنٹے اس کے سر پر سوار ہے بازار میں، گھر میں، مسجد میں، نماز میں بھی جبکہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں پڑا ہے، حتیٰ کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور مدینہ منورہ میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، غرض سوتے میں، بیداری میں ہمہ وقت یہ گناہ اس پر چپکا ہوا ہے، اسی حال میں موت آگئی تو بھی حالتِ گناہ میں، ایسی باغیوں کی سی موت سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں۔

دوسری طرف دیکھیے اہلِ محبت کے حالات کیا ہوتے ہیں؟

ایرانی اور مرزا قتیل:

دِلی کے مشہور شاعر مرزا قتیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء میں بہت اعلیٰ درجے کی نعتیں کہا کرتے تھے، عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا ان کا فارسی کلام کسی ایرانی نے سنا تو اسے خیال گزرا کہ شاید کوئی بڑے عارف اور صاحبِ نسبت بزرگ ہیں۔ اس لیے ایران سے سفر کر کے دِلی ان کی زیارت کو پہنچا، ان کے گھر جا کر پتا کیا تو گھر والوں نے بتایا کہ مرزا صاحب حجام کی دُکان پر گئے ہیں۔ آج کل تو ڈاڑھی مونڈنے والوں نے پھاوڑے اپنے گھروں پر ہی رکھے ہوئے ہیں مگر اس زمانے میں پھاوڑوں کی یہ گرم

بازاری نہ تھی، ڈاڑھی منڈانے کے لیے حجام کی دُکان پر جانا پڑتا تھا۔ حجام کی دُکان پر گیا وہاں دیکھا کہ عاشق رسول شاعر صاحب ڈاڑھی منڈوا رہے ہیں، یہ گریہ نظر دیکھ کر اس کے نادیدہ عاشق بے چارے ایرانی کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا اور پوچھا:

آغا! ریش می تراشی؟

''اے عاشق رسول! یہ کیا؟ ڈاڑھی منڈا رہا ہے؟''

اس نے بھی شاعرانہ انداز سے جواب دیا:

بلے ریش می تراشم و لے دِل کسے نمی خراشم۔

''ہاں ڈاڑھی ہی منڈا رہا ہوں کسی کا دِل تو نہیں دُکھا رہا۔''

وہی بات جو آج کل کے بے دین کہتے ہیں کہ بس دل پاک ہونا چاہیے۔ شاعر صاحب بھی یہی کہنے لگے محبت تو میرے دل میں بھری ہے ڈاڑھی منڈا لی تو کیا فرق پڑا؟ اس کی مثال میں یوں دیا کرتا ہوں کہ کسی نے زرعی زمین بیچنے کا اشتہار دیا کہ میری یہ زمین بہت ہی سرسبز شاداب اور زرخیز ہے۔ خریدار دیکھنے پہنچے تو حیران! کہ یہ تو کہتا تھا کہ پوری زمین سرسبز ہے مگر یہاں سبزہ تو کُجا ایک پتی بھی نظر نہیں آ رہی، اس سے پوچھا:

''کہاں ہے وہ زرخیز زمین، یہاں تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔''

وہ کہنے لگا:

''یہی زرخیز زمین ہے جس پر کھڑے ہو لیکن تمہیں نظر نہیں آئے گا، دراصل یہ اندر سے زرخیز ہے اس کی ظاہری صورت پر نہ جاؤ۔''

ان کی سمجھ میں تو کچھ نہ آیا لیکن نیک گمان کرتے ہوئے بولے شاید اس کا مطلب یہ ہے:

''اس زمین پر اگر محنت کی جائے، پانی دے کر ہل چلایا جائے، اچھا تخم ڈالا جائے تو زرخیز ہو جائے گی اچھی پیداوار دے گی۔''

بے چاروں نے یہ بھی کر کے دیکھ لیا مگر وہ بنجر زمین جوں کی توں پڑی ہے، جو تھوڑا بہت تخم ڈالا تھا وہ بھی جل گیا، وہ بے چارے پھر پوچھتے ہیں، مگر یہ ڈھٹائی کے ساتھ اب بھی وہی رٹ لگائے جا رہا ہے:

''زمین اندر سے زرخیز ہے اندر سے۔''

یہی حال ڈاڑھی منڈانے والے عاشقوں کا ہے کہ باہر سے عشق و محبت کا کوئی اثر نظر آئے یا نہ آئے لیکن دل میں ہے۔ اللہ کے بندو! وہ محبت ہی کیا ہے جو دل میں چھپی رہے اور چہرے مہرے پر کہیں اس کا اثر تک نظر نہ آئے، جو محب کو اپنے محبوب کے اتباع پر بھی نہ اُبھار سکے، اس کے اعمال پر اثر انداز نہ ہو۔ یاد رکھیے یہ محبت نہیں فریب ہے، ایسا کھلا ہوا فریب جس کے دام میں کوئی عام شخص بھی نہیں آسکتا، اگر یقین نہ آئے تو کسی شخص کو یہ فریب دے کر دیکھ لیجیے کسی سے کہیے:

''میرے محبوب! میرے دِل رُبا! میں تیری محبت میں مرا جا رہا ہوں پگھلا جا رہا ہوں مگر دیکھ میرے سامنے مت آئیو، یوں تو تیرے پیچھے مرا جا رہا ہوں لیکن تیری صورت دیکھنا گوارا نہیں ؎

ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے''

بتایئے! وہ اسے اپنے ساتھ محبت سمجھے گا یا بدترین مذاق؟ کیا وہ اس کا گریبان پکڑ کر پوچھے گا نہیں کہ مجھ سے محبت ہے تو میری صورت سے کیوں نفرت ہے؟ آخر یہ محبت کی کون سی قسم ہے پیار و دلار کی کون سی ادا ہے کہ محبوب کا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں، محبوب پہ جفا کار اس کے دشمنوں کا وفا شعار، یہ دوستی نہیں دوستی کے لبادے میں دشمنی ہے ایسے دوست نما دشمن سے محبوب پوچھے گا ؎

ساتھ غیروں کے مری قبر پہ آتے کیوں ہو
تم جلاتے ہو مجھے تو جلاتے کیوں ہو

مرزا قتیل کی بات چل رہی تھی اس نے کہا:

بلے ریش می تراشم و لے دل کسے نمی خراشم

''ہاں ڈاڑھی ہی منڈا رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں دُکھا رہا۔''

آگے اس ایرانی کا جواب بھی سنیے! یا اللہ! تجھے تیری اس رحمت کا صدقہ تو اس ایرانی کا جواب ہم سب کے دلوں کی گہرائی میں اُتار دے۔ وہ بولا:

نادان! دِل سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم می خراشی۔

''ارے نادان! تو کہتا ہے میں کسی کا دل نہیں دُکھا رہا تُو تو دونوں جہانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل دُکھا رہا ہے۔

اس ذاتِ والا صفات کا دل زخمی کر رہا ہے جن کی خاطر یہ دونوں جہان پیدا کیے گئے۔

یہ سنتے ہی مرزا قتیل بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی

مرا با جانِ جان همراز کردی

ڈاڑھی کٹانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل دُکھتا ہے یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے، امت کی بداعمالیوں سے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل دُکھتا ہوگا۔

ڈاڑھی منڈے حاجی:

بحمد اللہ تعالیٰ کوئی اہم اور کام کی بات میرے ذہن سے محو نہیں ہوتی، پچاس برس پہلے کا قصہ ہے حج پر گیا ہوا تھا، مکہ مکرمہ میں جہاں میرا قیام تھا وہاں سے مسجد حرام آتے جاتے راستے میں کچھ مصری لوگ بیٹھے ملتے تھے، وہ بھی حج پر آئے ہوئے تھے، جب بھی نماز کے لیے گزرتا وہ راستہ میں نظر آ جاتے کرسیاں بچھا کر بیٹھے ہوتے تھے، ان میں ایک باریش تھا باقی سب بے ریش، اور یوں لگتا:

''جیسے کئی مرغیوں میں ایک مرغ کہیں سے آ گیا ہو۔''

مجھے رہ رہ کر خیال آتا کہ اس ایک مصری کی بھی ڈاڑھی کیسے باقی رہ گئی؟

اس زمانے میں کسی مصری مرد کے چہرے پر ڈاڑھی اور کسی مصری عورت کے چہرہ پر پردہ یہ دونوں چیزیں عنقاء تھیں، اب تو بہت سے مصری حضرات نے بھی ڈاڑھی رکھ لی ہے۔

جب بار بار یہ خیال آیا تو سوچا کہ اس سے پوچھ ہی لینا چاہیے ورنہ شاید مرتے دم تک یہ بات دل میں کھٹکتی ہی رہے گی، انہیں ذرا مانوس کرنے کے لیے پہلے تو میں نے سلام کے بعد پوچھا:

من این انتم.

''آپ لوگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔''

معلوم تو تھا ہی ان کی شکل وصورت سے ہی ظاہر ہو رہا تھا مگر پھر بھی پوچھ ہی لیا، وہ بولے:

من مصر.

''مصر کے رہنے والے ہیں۔''

بس یہ سنتے ہی بے ساختہ میری زبان سے نکلا:

کیف بقیت لک لحیۃ وانت مصری.

''ارے! مصری ہو کر آپ کی ڈاڑھی کیسے رہ گئی؟''

وہ تو بولے نہیں، اس کے ساتھ والے ایک ''آلو'' نے اشارہ سے کہا۔

یہ ''آلو'' ہمارے ہاں کی خاص اصطلاح ہے یہ ڈاڑھی منڈے چھلے ہوئے آلو کی طرح لگتے ہیں، ان سے کوئی نفرت نہیں بس محبت میں ''آلو'' کہہ دیتا ہوں شاید اسی کا کوئی اثر لے لے۔

وہ ڈاڑھی والے مصری خود تو بولے نہیں ساتھ والے ایک ''آلو'' نے اشارہ سے کہا کہ تم بھی ڈاڑھی صاف کر دو۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑا غصہ آیا اور اس نالائق کی ایسی درگت بنائی کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ اس کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔ میں نے گفتگو شروع کی تو ان لوگوں نے ایک کرسی مجھے بھی دے دی، میں بیٹھ گیا اور ان سے پوچھا:

’’آپ لوگ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے آئے ہیں؟‘‘

وہ بولے:

’’ابھی نہیں گئے اب جائیں گے۔‘‘

میں نے کہا:

’’ہرگز نہ جائیں ہرگز نہ جائیں کہیں تم پر اللہ کا عذاب نہ ٹوٹ پڑے، دور بیٹھ کر تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے دِلوں میں نفرت لیے ہوئے تم لوگ اسی کا مذاق اُڑاتے رہے، اب بھی باغیانہ صورت لیے روضۂ اقدس پر جا رہے ہو گویا یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ ہمیں تمہاری کچھ پروا نہیں بگاڑ لو جو بگاڑنا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ صورت لے کر پہنچ گئے، ہے تو یہ بھی انتہائی بے حیائی اور جسارت! مگر اب بارگاہِ رسالت میں یہ گستاخی نہ کرنا، تمہاری مثال تو بالکل ایسی ہے کہ ایک باغی باغیوں کا لباس، باغیوں کی صورت لے کر اور بغاوت کا جھنڈا ہاتھ میں تھامے بادشاہ کے محل میں پہنچ جائے اور اسے للکار کر کہے میں ہوں تیرا باغی بگاڑ لے جو بگاڑ سکتا ہے، اس کا جو انجام ہوگا وہ سوچ لو۔ گستاخی خواہ اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو یا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، بہرحال ناقابلِ معافی جرم ہے، لیکن یاد رکھیے خود اپنی شان میں گستاخی کو وہ گوارا کر لیتے ہیں ایسے شخص کو ڈھیل دے دیتے ہیں مگر ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل دُکھایا جائے ان کی شان میں گستاخی کی جائے اس پر ان کی شانِ قہاری جوش میں

آجاتی ہے ایسے گستاخ کو وہ مہلت نہیں دیتے۔ مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کو کوئی چھیڑے تو بچ سکتا ہے لیکن ہاتھی کے بچے کو چھیڑ دے تو بچنا ممکن نہیں۔''

میں نے انہیں ڈانٹا اور سختی سے کہا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل مت دُکھاؤ اور انہیں مرزا قتیل کا قصہ بھی سُنا دیا۔

یہ بے حیاء وہاں جا کر توبہ تو کیا کرتے اور زیادہ ڈاڑھی منڈاتے ہیں ۔

وہ آثارِ عداوت جو نظر آتے تھے چہرہ پر
خدا کے گھر میں پھر پھر کر مزید اُن کو اُبھار آئے

اسی طرح بے حیاء عورتیں بھی جو برائے نام پردہ کرتی ہیں وہاں جا کر وہ بھی اُتار پھینکتی ہیں۔

جب انسان گناہوں کا خوگر ہوتا ہے تو اس کا وبال اور اس کی نحوست اس کی پوری زندگی پر پڑتی ہے حتیٰ کہ عقل ماؤف ہوجاتی ہے سوچنے کی صلاحیت تک نہیں رہتی۔

دیکھیے! کتنی کھلی بات ہے کہ جس ذات کی صورتِ مبارکہ سے دِل میں نفرت ہو اس کے ساتھ محبت کا دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟ ذرا سوچیے جسے صورت اختیار کرنا ہی گوارا نہیں وہ سیرت کیا اختیار کرے گا؟ اور جہاں نہ صورت ہو نہ سیرت وہاں عشق و محبت بلکہ دعوائے ایمان کا بھی کیا اعتبار؟ اگر کسی سے سچی محبت ہو تو محبّ اس کی ہر اداء پر مرمٹتا ہے۔

بیٹے سے مشابہت سببِ محبت:

ایک شخص کہیں سفر میں جا رہا تھا راستہ میں ایک مکان پڑتا تھا جب پاس سے گزرا تو مکان کے دروازہ سے ایک بڑھیا نے اسے آواز دی کہ بیٹے ذرا میری بات سُن لو، وہ اندر چلا گیا، بڑھیا نے بڑی آؤ بھگت کی، بہت عزت احترام سے پیش آئی، اچھے اچھے کھانے کھلائے آرام بہم پہنچایا اور ہر طرح سے خاطر تواضع کی پھر کہنے لگیں:

''بیٹا جب بھی تمہارا اِدھر سے گزر ہو مجھ سے مل کر جایا کرو میرے گھر تھوڑی

دیر بیٹھ کر آرام کر لیا کرو۔“

اس نوجوان نے انتہائی تعجب سے پوچھا:

”میرا آپ سے کوئی تعارف نہیں، رشتہ وتعلق نہیں یونہی سرِ راہ چلتے ہوئے آپ نے مجھے پکڑ لیا اور اس قدر احسانات کر کے زیرِ بار کیا، اور آئندہ پھر آنے کی دعوت دے رہی ہیں آخر ماجرا کیا ہے؟“

بڑھیا بولیں:

”بیٹا بات یہ ہے کہ میرا فرزند دل بند کئی سال ہو گئے مجھ سے بچھڑا ہوا ہے، اس کی شکل دیکھنے کو ترس گئی ہوں، تیری شکل اس سے کچھ ملتی جلتی ہے اس لیے تجھے دیکھ کر مجھے سکون ملتا ہے، دل کی ڈھارس بندھتی ہے۔“

اس سے اندازہ لگائیں وہ بڑھیا اللہ کی ایک مخلوق ہے، بیٹا بھی اسی جیسی مخلوق ہے، ایک فانی مخلوق کو دوسری مخلوق سے بلکہ اس کی شکل وصورت سے اس قدر محبت ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے کس قدر محبت ہوگی؟ اور محبوب کی صورت اختیار کرنے والوں سے بھی کتنا پیار ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پرندہ کی شبیہ بنانے کا حکم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ عطاء فرمایا کہ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک لگائیں آگے اس میں روح میں ڈال دوں گا، اور وہ واقعۃً پرندہ بن جائے گا۔

ذرا سوچیے! کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت نہیں تھی کہ مٹی کا پرندہ بنائے بغیر ہی سچ مچ کا پرندہ پیدا فرما دیتے؟ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتے کہ بس یونہی ہوا میں پھونک مار دیا کریں پرندے بن بن کر اڑتے جائیں گے۔ یقیناً اس پر قدرت تھی اور ہے مگر اس سے بھی ایک سبق دینا مقصود تھا کہ صورت بنانا چونکہ آپ کے اختیار میں ہے پہلے وہ بنا لیجیے پھر اس میں روح میں پھونک دوں گا۔

آپ لوگ بھی پہلے ذرا مسلمان کی سی صورت بنالیں پھر اللہ سے یوں دعاء کریں:

''یا اللہ! صورت مسلمان کی میں نے بنالی اب اس میں رُوح تو پھونک دے۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں''

جادوگروں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا اثر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر اپنی رسیاں اور چھڑیاں لے کر آئے انہیں پھینکنے کی دیر تھی کہ وہ سب کے سب سانپ بن گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا پھینکا جو بہت بڑا اژدھا بن گیا اور جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا، یہ معجزہ دیکھ کر تمام جادوگر ایمان لے آئے، ایمان بھی کتنا پختہ کہ فرعون نے جب دھمکی دی کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوادوں گا، تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا تو وہ للکار کر کہتے ہیں:

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاo (۲۰-۷۲)

ارے مردود! تو کس چیز سے ہمیں ڈرا رہا ہے؟ جو چاہے فیصلہ کر دے تو ہمارا کر کیا لے گا؟ زیادہ سے زیادہ ہماری جان لے لے گا دنیوی زندگی ختم کر دے گا اندازہ لگایئے دنیوی زندگی کی قدر و منزلت ان کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ رہی تھی، دنیا کی زندگی ختم بھی ہوگئی تو کیا ہو گیا وطن پہنچ جائیں گے، بس اِدھر ایمان لائے اور اُدھر انہیں اتنا اونچا مقام حاصل ہوگیا، وقت کے سب سے بڑے جابر کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر کہتے ہیں:

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ۔

ہمارا جو چاہے کر لے، جادوگروں کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام عطاء فرمایا، مگر ان کے مقابلہ میں فرعون جو سالہا سال موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہا بلکہ انہیں اپنی گود میں

پالا راندۂ درگاہ ہی رہا۔ ہوتا تو سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے لیکن حضرات مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس کا ایک ظاہری سبب یہ تھا کہ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں آئے تھے۔ اس زمانہ میں یہ مقابلہ کا ایک طریقہ تھا شاید اب بھی دنیا میں کہیں اس کا رواج ہو۔ بہرحال اس وقت یہی دستور تھا کہ مقابلہ کے دونوں فریق ایک لباس میں ہوں۔ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو پابند نہ کرسکتے تھے کہ ہمارے جیسا لباس پہنیں اس لیے انہوں نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا لباس پہن لیا، بس لباس میں مشابہت پر ہی اللہ کی رحمت کو جوش آگیا اور ایک لمحہ میں ہی ان کی کایا پلٹ دی۔ اندازہ لگائیے کہ محبوب کی صورت اختیار کرنے کا کیا اثر ہوتا ہے؟

اب سنیے! جن کے دلوں پر اثر ہوجاتا ہے ان کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟

نیوی کے فوجی افسر کا قصہ:

نیوی کا ایک سپاہی میرے بیان میں آگیا، پہلی ہی بار آیا اور بے چارہ پھنسا، ڈاڑھی کے بارے میں بیان سُنا اور جا کر اپنے افسر کو درخواست دی کہ میں ڈاڑھی رکھنا چاہتا ہوں، یہ ستم بھی دیکھیے کہ رحمٰن کے حکم پر عمل کرنے کے لیے شیطان سے پوچھنا پڑتا ہے، فوج کا قانون ہے کہ افسر سے اجازت لیے بغیر کوئی ڈاڑھی نہیں رکھ سکتا، پہلے تحریری درخواست دو۔ اس نے بھی درخواست دی لیکن افسر نے نامنظور کی، آخر باہمت نوجوان نے بلا اجازت ہی ڈاڑھی رکھ لی جو ہوگا دیکھ لیا جائے گا، افسر سے سامنا ہونا ہی تھا دیکھتے ہی وہ بولا:

''یہ کیا کردیا؟ تمہیں ڈاڑھی رکھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ ابھی فوراً منڈا کر آؤ اور آکر مجھے دکھاؤ ورنہ گولی سے اُڑادوں گا۔''

فوج کے قوانین بڑے سخت ہوتے ہیں۔ اب اس سپاہی کا جواب سنیے، اللہ کرے کہ یہ بات دِلوں میں اُتر جائے، اپنے افسر کو رُوبرو جواب دیتا ہے:

’’یہ گردن تو کٹ سکتی ہے ڈاڑھی نہیں کٹ سکتی۔‘‘

وہی جواب جو ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو دیا تھا:

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ.

وہ خود سر افسر اس جواب کی تاب کہاں لاتا، فوراً اسے فوجی جیل میں بند کر دیا۔ بند کر کے باہر پہرہ بٹھا دیا گیا لیکن قرآن مجید کا اعلان ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً (الآیۃ)(۶۵-۲)

’’جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں۔‘‘

اسباب ظاہرہ کے تحت فوجی جیل میں اس قیدی تک کسی کی بھی رسائی کا کوئی امکان نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے راہ پیدا فرما دی کہ ایک شخص کسی طرح اس سے ملنے میں کامیاب ہو گیا، اس کے حالات دریافت کیے اور مجھے آ کر پورا قصہ سنا دیا میں نے فتویٰ لکھا:

’’جس افسر نے اس سپاہی کو جیل میں رکھا ہے اس کا ایمان جاتا رہا وہ مرتد ہو گیا اب دوبارہ اسلام قبول کرے، اگر شادی شدہ ہے تو نکاح بھی ٹوٹ گیا دوبارہ نکاح کرے اور اس سپاہی کو فوراً رہا کر دے اور اس سے معافی بھی مانگے، اگر یہ افسر یہ کام نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ اسے موت کی سزا دے اور یہ سزائے موت بھی عام طریقے سے نہیں عبرت ناک طریقے سے دے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تمام ذرائع ابلاغ سے اس کا اعلان کرے کہ فلاں تاریخ، فلاں دن اور فلاں وقت میں فلاں کھلے میدان میں ایک ایسے مرتد افسر کو سزائے موت دی جائے گی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت اختیار کرنے پر ایک مسلمان کو سزا دی اور اسلام کے ایک اہم شعار کی توہین کی، پھر وقتِ موعود پر اسے حاضر کر کے تلوار سے اس کی گردن اڑا دی جائے، اگر حکومتِ پاکستان ایسا اقدام نہیں کرتی تو ایسی بے دین

حکومت کو مسلمانوں پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں، حکومت دنیا و آخرت میں اسلام دشمنی کے انجامِ بد اور ذلت و رسوائی کا انتظار کرے۔''

فتویٰ تو لکھ دیا مگر آگے پہنچانے کا مسئلہ تھا بظاہر اس کا بھی کوئی حل نہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دستگیری کی اور یہ لاینحل مسئلہ بھی حل ہو گیا، ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہاں بھیج دیا وہ فتویٰ حاصل کر کے اس تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے وہ فتویٰ فوج کے بڑے افسروں کو دکھا دیا۔ اس نے لکھا:

''میں جب بھی یہ فتویٰ کسی افسر کو دکھاتا وہ بھیگی بلی کی طرح بھاگ جاتا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا رعب ڈال دیا، آخر مقدمہ کا چکر ختم ہو گیا، جیل سے رہائی مل گئی اور ملازمت بھی بحال ہو گئی، سب معاملات اللہ تعالیٰ نے درست کر دیے، دیکھیے ایک فتویٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کام لیے۔ مسلمان سپاہی کے تمام مسائل حل ہو گئے اور ساتھ کے ساتھ بد دماغ افسر کا دماغ بھی ٹھیک ہو گیا۔

بحمد اللہ تعالیٰ! یہاں ''دارالافتاء والارشاد'' میں کسی قسم کی رعایت سے کام نہیں لیا جاتا، اسی قسم کی دوٹوک اور کھری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ ہمارا کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی کام لے رہے ہیں سب ان کی دستگیری ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس فوجی کی سی ہمت اور اس جیسا جذبہ عطاء فرمائیں کہ کسی بڑے سے بڑے جابر سے بھی مرعوب نہ ہوں کوئی دین میں آڑے آئے تو یہ نعرۂ مستانہ بلند کریں:

''گردن کٹ سکتی ہے مگر ڈاڑھی نہیں کٹ سکتی۔''

ڈاڑھی منڈانے کٹانے کی وبا تو آج کل عالم گیر ہے، کیا مسلمان کیا کافر سب یکساں اس کی لپیٹ میں ہیں، لیکن اس گناہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟

ڈاڑھی مُنڈانے کی اِبتداء:

اللہ تعالیٰ نے جن گناہوں کے نتیجے میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ و برباد کیا

ان میں سے ایک کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے کہ وہ لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے، دوسرے بعض گناہوں کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی منڈاتے تھے، ٹخنے ڈھانکتے تھے، گاتے بجاتے تھے اور بھی بہت سی بُرائیوں میں مبتلا تھے۔ (درِمنثور)

یہ ڈاڑھی کیوں منڈاتے تھے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں لڑکوں سے بدفعلی کا مرض عام تھا ان میں جو لوگ یہ کام کراتے تھے وہ ڈاڑھی مونڈ کر رکھتے تھے تاکہ اوباش مردوں کا میلان ان کی طرف باقی رہے، شاید ان میں جو رنڈیوں کی طرح مستقل اس کا پیشہ کرتے ہوں وہ ڈاڑھی منڈاتے ہوں اور جو کبھی کبھار کرتے ہوں وہ ڈاڑھی کٹاتے ہوں۔

لڑکوں سے بدفعلی کی اِبتداء:

اِس ملعون کام کی ابتداء دنیا میں کب سے ہوئی اور کیسے ہوئی؟ ینیے کسی کتاب میں نظر سے گزرا ہے کہ شیطان حسین لڑکے کی صورت بنا کر کسی باغ میں گھس آیا اور چوری کرنے لگا، باغ کے مالک نے پکڑ لیا لیکن منت سماجت کی تو اس نے چھوڑ دیا، دوسرے دن پھر آکر چوری کی اور پکڑے جانے پر منت سماجت کر کے چھوٹ گیا، اسی طرح تیسرے روز، پھر چوتھے روز، غرض بلاناغہ آکر چوری شروع کردی، باغ کا مالک بھی تنگ آگیا کہ اس سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے؟ آخر شیطان نے خود یہ تجویز رکھی:

''اگر باغ بچانا چاہتے ہو اور یہ خواہش رکھتے ہو کہ یہاں آنا چھوڑ دوں تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے، وہ یہ کہ مجھ سے بدفعلی کرو۔''

یہ انوکھی شرط سن کر مالکِ باغ تو ہکا بکا رہ گیا، شیطان بھی طرح طرح سے چکمہ دیتا رہا، آخر اسے آمادگی ظاہر کرنا پڑی، مرتا کیا نہ کرتا، پہلی بار تو ناک منہ بند کر کے اس گٹر میں کودا، یوں اس لعنت کی ابتداء ہوئی۔ شیطان بھی روزانہ حسین لڑکے کی صورت میں پہنچ جاتا اور ڈرا دھمکا کر اس سے مقصد نکالتا، رفتہ رفتہ اس کی نفرت بھی ختم ہوگئی، ناک منہ بند کرنا چھوڑ دیا، آگے چل کر نفرت کی جگہ رغبت نے لے لی۔ سو جو لوگ شیطان کی

یہ سنت ادا کرنا چاہتے ہیں انہیں ڈاڑھی منڈانا پڑتی ہے۔

ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے پر مزید وعیدیں اور تفصیل حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ''ڈاڑھی منڈانا گناہِ کبیرہ ہے اور اس کا مذاق اُڑانا کفر ہے'' اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ''ڈاڑھی کی شرعی حیثیت'' اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ''ڈاڑھی کی شرعی اہمیت'' میں دیکھیے۔

بے پردگی کا سیلاب:

اب لیجیے دوسرا مسئلہ، پردے کے معاملہ میں بھی مسلمانوں میں وہی بے اعتنائی اور بے توجہی ہے ہر طرف بے حیائی اور کھلی بغاوت کا مظاہرہ ہے۔ ڈاڑھی کٹانے کے مفاسد تفصیل سے بتا چکا ہوں، جو وبال اس گناہ پر ہے وہی وبال بے پردگی پر بھی ہے کہ دونوں ایک نوعیت کے گناہ ہیں، دونوں میں اللہ تعالیٰ کی حکومت کے خلاف کھلی بغاوت کا اعلان ہے۔ بلکہ بے پردگی میں ایک بڑی قباحت مزید یہ ہے کہ بقیہ تمام گناہ تو گنہگار انسان کی اپنی ذات تک محدود ہیں لیکن بے پردگی کا گناہ صرف بے پردہ عورت تک محدود نہیں بلکہ ان تمام لوگوں تک پھیلا ہوا ہے جو اس عورت کو بُری نیت سے دیکھ رہے ہیں اور اس کے دیوث رشتہ داروں پر جو اسے ایسی بے حیائی سے نہیں روکتے گویا اکیلی جہنم میں جانے کی بجائے پوری ایک جماعت کو ساتھ لیے جارہی ہے، اس پہلو سے یہ گناہ اپنی شناعت اور بُرائی میں دوسرے گناہوں سے بدر جہا بڑھ کر ہے، اس مسئلہ میں بھی نفس و شیطان نے آج کے مسلمانوں کو عجیب عجیب پٹیاں پڑھا رکھی ہیں، بظاہر اچھے اچھے سمجھدار لوگ بھی یہ کہہ دیتے ہیں:

''بھلا قریبی رشتہ داروں سے کیا پردہ ہے؟''

اور کوئی رسمی پردہ کے بارہ میں کہتا ہے:

''ہمارے گھر میں تو مکمل پردہ ہے۔''

میں نے ''بظاہر سمجھ دار'' کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ ہیں تو یہ بھی بھٹکے ہوئے، شریعت سے دور، لیکن شکل وصورت سے سمجھ دار معلوم ہوتے ہیں ورنہ حقیقت میں سمجھ دار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کبھی نہ کرتے۔

یہ بظاہر سمجھ دار اور عقل مند لوگ جنہیں بھلے بُرے کی پوری طرح تمیز ہے، دوست دشمن کی ٹھیک ٹھیک شناخت ہے ان کی عقلوں پر بھی ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ تعجب سے پوچھتے ہیں:

''کیا قریبی رشتہ داروں سے بھی پردہ ہوتا ہے؟''

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان تمام رشتہ داروں کے نام ایک ایک کر کے گنوا دیے ہیں جن سے عورت کو پردہ نہیں باقی ہر مرد سے اسے پردہ ہے۔

دوسرے یہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ جس مرد سے نکاح ہوسکتا ہے اس سے پردہ بھی فرض ہے، یہ تو اتنی موٹی سی حقیقت ہے جسے سمجھنے کے لیے کسی گہرے علم وبصیرت کی بھی ضرورت نہیں، ہر شخص سوچ کر فیصلہ کر لے کہ جب اس مرد سے نکاح ہوسکتا ہے تو اس سے پردہ کیوں نہیں؟ بات تو دو اور دو چار کی طرح صاف ہے مگر کیا کیا جائے کہ نافرمانی کی نحوست سے عقلیں مسخ ہوگئی ہیں شریعت کی موٹی سی بات سمجھنا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما رہے ہیں کہ قریبی رشتہ داروں سے پردہ اغیار کی بنسبت زیادہ سخت ہے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ قریبی رشتہ داروں سے پردہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پہلی بات تو یہ کہ جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آ گیا تو بس! مطلب سمجھ میں آئے یا نہ آئے مسلمان پر فرض ہے کہ سرِ تسلیم خم کر دے۔

دوسری بات یہ کہ عقل وقیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے پردہ کا زیادہ اہتمام کیا جائے اس لیے کہ ایسا تو کبھی نہیں ہوتا کہ عورت گھر سے نکلی کسی اجنبی کی نگاہ پڑی اور وہ اس سے لپٹ گیا بلکہ بدکاری کا دروازہ کسی کے بار بار آنے جانے اور

ملنے ملانے سے کھلتا ہے، بے روک ٹوک کسی کے گھر آنا جانا شروع کیا، وہاں گھنٹوں گھنٹوں بیٹھ کر مجلس بازی کی، اکٹھے اُٹھتے بیٹھتے رہے، کھاتے پیتے رہے، ایک دوسرے کے جلوے دیکھتے دکھاتے رہے۔ اس قسم کے میل جول سے بدکاریوں کے دروازے بلکہ پھاٹک کھلتے ہیں۔ اب خود سوچ لیجیے کہ اس قسم کا خطرناک میل جول ناواقف اجنبی لوگوں سے ہوتا ہے یا ان قریبی رشتہ داروں سے جن کے آنے جانے پر کوئی روک نہیں، جن کے لیے گھروں کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں، سو جہاں شدید خطرہ ہے وہاں پردہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اور جہاں خطرے کا امکان کم ہے وہاں مکمل پردہ، ماتم کرنا چاہیے ایسی عقل پر۔

چہرہ کا پردہ:

اب ایک نئی بات لندن میں آ کر سُنی، یہ مغربی ممالک چونکہ بہت ترقی یافتہ ہیں اس لیے ترقی کرتے کرتے اب ان کو ''ریورس گیئر'' لگ گیا ہے، یہ ترقی میں ہیں مگر ان کی ترقی اُلٹی ترقی ہے ترقیِ معکوس، یہاں نئی اور عجیب بات سُنی ہے:

''بے شک عورتوں کو پردہ ضروری ہے مگر عورت کا چہرہ پردے میں داخل نہیں۔''

سبحان اللہ! کیا کہنے اس انوکھی تحقیق کے، بلکہ نئے انکشاف کے، دل تو چاہتا ہے کہ شیطان کی ان دسیسہ کاریوں کا ایک ایک کر کے جواب دوں مگر بات ذرا مختصر کرنا چاہتا ہوں تا کہ ساری باتیں آ جائیں، یا اللہ! ان مختصر باتوں میں بھی وہی اثر رکھ دے جو مفصل طریقے سے سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ ایک چھوٹی سی مثال سے اس کو سمجھ لیجیے، ان بے دین لوگوں کے ہاں یہ عام رواج ہے کہ جب رشتہ کرنے لگتے ہیں تو لڑکے والوں کو لڑکی کی تصویر بھیجتے ہیں، تصویر پر جو سخت لعنتیں آئی ہیں وہ تو بعد میں بتاؤں گا ابھی ذرا مثال سمجھ لیں، مثلاً لڑکی ٹورنٹو میں ہے اور لڑکا ہے کراچی میں تو یہاں سے لڑکی کی تصویر بھیج دیں گے، سو ایسے موقع پر اگر لڑکی چہرہ کی بجائے باقی سارے جسم کی تصویر بھیج دے تو بتایئے:

''لڑکا یا اس کے والدین یہ رشتہ قبول کریں گے؟''
کبھی نہیں! وہ تو یہی کہیں گے:

''اصل دیکھنے کی چیز تو چہرہ ہے وہ تو ہم سے چھپالیا، اس تصویر کو ہم کیا کریں گے؟ خواہ ایسی سینکڑوں تصویریں ہوں ان کو رکھو اپنے پاس ہمیں تو چہرہ دیکھنا ہے۔''

اور اگر چہرے کی تصویر تو بھیج دی باقی جسم کا کچھ بھی نہیں بھیجا تو کسی کو اعتراض نہ ہوگا کہیں گے ہاں! ٹھیک ہے۔ ایسے ہی اگر لڑکے کی تصویر مانگی جائے مثلاً لڑکا لاہور یا اسلام آباد میں ہے اور بیگم صاحبہ ٹورنٹو میں ہیں دونوں کی شادی کرنا چاہتے ہیں، لڑکے نے سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کی تصویر بھیج دی مگر چہرہ چھپالیا تو لڑکی والے قطعاً قبول نہ کریں گے، رُوبرو دیکھنے میں بھی چہرہ ہی دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی عقل تو ہے دنیا کے معاملے میں بڑے ہوشیار ہیں لیکن دین کے معاملہ میں یہ عقل کام نہیں دیتی اسے ''ریورس گیئر'' لگ جاتا ہے، شادی کے لیے چہرہ کا دیکھنا ضروری ہے لیکن جب آئے پردے کی بات تو اب چہرے کی کوئی اہمیت نہیں، کوئی عقل کا کورا بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ فتنہ کا مرکز چہرہ ہے، اجنبی نگاہوں کے لیے ساری کشش اور جاذبیت اسی چہرے میں ہے، سو یہ کہنا:

''چہرے کا کوئی پردہ نہیں باقی سارے جسم کا پردہ ہے۔''

کتنی بڑی حماقت ہے، قرآن مجید میں جتنی آیات پردہ کے بارے میں آئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی جتنے ارشادات پردہ کے بارے میں ہیں یہ سب کے سب چہرے سے متعلق ہیں ان سب میں بار بار چہرہ چھپانے کی تاکید ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ بیویاں جو درحقیقت پوری اُمت کی مائیں ہیں، ان سے متعلق بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صاف صاف حکم ہے:

''جب تم ان سے کوئی چیز پوچھنے آؤ تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو، رُوبرو کھڑے ہوکر مت پوچھو۔''

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ. (۳۳-۵۳)

اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے فرمایا:

''جب ضرورت کی بات کرو تو آواز میں نرمی مت پیدا کرو کرخت لہجہ میں بات کرو۔''

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ. (۳۳-۳۲)

ذرا سوچیں پوچھنے والے کون؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جن کا اتنا اونچا مقام کہ ان کے تقدس پر ملائکہ رشک کریں، اللہ کے ایسے مقبول اور برگزیدہ بندے۔ کن سے پوچھ رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے اور ان سے رشتہ کیا ہے؟ وہ پوری امت کی مائیں ہیں:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (۳۳-۶)

کیا پوچھ رہے ہیں؟ دین کی بات۔ ان سب باتوں کے باوجود حکم ہوتا ہے کہ نرمی سے بات مت کرو۔

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ کیا اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے یہ احتمال تھا کہ نزاکت سے چبا چبا کر بات کریں گی؟ قطعاً نہیں! اس بات کا تو دُور دُور تک کوئی احتمال نہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ نرمی سے بات نہ کرو، انسان کو روکا تو اس چیز سے جاتا ہے جس کا کوئی احتمال ہو، جس چیز کا احتمال ہی نہ ہو اس سے روکنے کا کیا فائدہ؟

جواب یہ ہے کہ عورت کی آواز میں خلقۃً پیدائشی طور پر جو نرمی پائی جاتی ہے وہ بھی اختیار نہ کریں، جب ضرورت سے بات کرنا پڑے تو بتکلف آواز میں سختی پیدا کریں۔

بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے یہاں ایسی خواتین بھی ہیں جو اپنے حالات میں لکھتی ہیں:

''ہم نے وعظ میں یہ بات سنی تو اس کے بعد سے یہ معمول بنالیا ہے کہ کبھی

کسی غیر محرم سے بات کرنا پڑے تو ایسے سخت لہجے میں بات کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں یہ عورت تو کوئی چڑیل ہے ڈائن ہے، ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ عورت لڑ ہی نہ پڑے۔''

غیر مَردوں سے چڑیل بن کر بات کریں، یہ جو حکم ہے کہ بات میں نرمی نہ اختیار کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ بات کرتے ہوئے آواز میں بتکلف خشونت اور سختی کا لہجہ پیدا کریں۔

لطیفہ:

ایک لطیفہ یاد آ گیا ایک بار صادق آباد ریلوے اسٹیشن پر ایک اچھے دین دار مولوی صاحب پلیٹ فارم پر کسی سواری کو لینے یا چھوڑنے آئے ہوئے تھے، ریل کے ڈبہ میں ایک عورت کو دیکھا کہ برقع پہنے بیٹھی ہے مگر نقاب اوپر کر کے لوگوں کو جلوے دکھا رہی ہے، مولوی صاحب اس کے پاس گئے، کہنے لگے:

''بی بی! آپ کو سردی لگتی ہے۔''

وہ بولی........ ''نہیں۔''

لیکن مولوی صاحب اصرار سے کہنے لگے:

''نہیں نہیں بی بی سردی لگتی ہوگی۔''

مولوی صاحب بوڑھے تھے، عورت بولی...... ''بابا! کیا بات ہے؟''

مولوی صاحب نے کہا:

''بات یہ ہے کہ اگر آپ کا مقصود پردہ ہوتا تو چہرہ پر نقاب ہوتا، لیکن آپ نے نقاب اُلٹا ہوا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ سردی لگ رہی ہے اسی لیے برقع پہن رکھا ہے، پردہ آپ کا مقصد نہیں۔''

یہاں مغربی ملکوں میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں کوٹ پہن کر جو باہر نکلتی ہیں تو

سردی کی وجہ سے ورنہ پردہ وردہ تو اس میں ہوتا نہیں۔

پردہ تو چہرہ کا ہے، چہرے کے پردہ کی کس قدر تاکید ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ خطاب فرمایا ہے کہ اپنی اپنی نظریں نیچی رکھیں مردوں کی نظر عورتوں پر اور عورتوں کی نظر مردوں پر نہ پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرمادی کہ نظروں کی حفاظت کے بغیر بدکاری سے بچنا مشکل ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۝ (۲۴-۳۰)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا. الآیۃ (۲۴-۳۱)

ایک بار مشہور نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے اس وقت اُمہات المؤمنین میں سے حضرت اُم سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہن اندر موجود تھیں، صحابی نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بیبیوں کو حکم فرمایا کہ ان سے پردہ کرلیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعجب سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ صحابی نابینا نہیں؟ ان سے پردہ کے کیا معنی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افعمیا وان انتما.

''کیا تم بھی اندھی ہو؟''

الستما تبصرانہ؟ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

''کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہی ہو۔''

وہاں تو پردہ کا اتنا اہتمام ہو رہا ہے کہ کسی نابینا اور معذور مرد پر بھی عورت کی نظر نہ پڑے اور یہاں اتنی چھوٹ کہ کوٹ پہن لیا تو بس پردہ ہوگیا۔ شیطان بھی بہت بڑا شریر

ہے اس نے اپنے بندوں کو ایک یہ سبق بھی پڑھا رکھا ہے:

''چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد سے کوئی پردہ نہیں یہ تو بھائی ہیں، بھائی سے کیا پردہ؟ اور بھلا دیور سے بھی پردہ ہوسکتا ہے؟ وہ تو گلے کا زیور ہے۔''

''دیور'' ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''دوسرا شوہر''۔ ایک بھائی کی شادی ہوجائے تو سب بھائیوں کے مزے ہوجاتے ہیں اور بیگم صاحبہ بھی خوش کہ ایک تیر سے کئی شکار۔

''ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا۔''

کس کس بات کا رونا رویا جائے یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ دیور، جیٹھ، نندوئی، بہنوئی، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھا، خالو، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو، شوہر کا بھتیجا، شوہر کا بھانجا، تقریباً وہ تمام قریبی رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے، ان کے بارے میں یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ تو ہمارے اپنے ہی ہیں ان سے کیا خطرہ؟

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں
تو چلائے ہائے گل میں پکاروں ہائے دل

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اگر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا ذرہ عطاء فرمادیں تو دماغ میں عقل بھی آجاتی ہے، یاد رکھیے! دِل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور دماغ میں عقل دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت دِل میں ہوگی تو دِماغ میں بھی عقل آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے دِل

خالی ہے تو لازماً دماغ بھی عقل سے خالی ہوگا۔

حضرت رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں اس کے دماغ میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں، بلکہ لید بھری ہوئی ہے گوبر بھرا ہوا ہے، اسی لید اور گوبر کو عقل سمجھے بیٹھا ہے۔

ان بے دین لوگوں کی یہ منطق:

''چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی ہیں ان سے پردہ کی کیا حاجت؟''

یہ جادو کی ڈبیہ ہے، یہ سارے زادؤں تو بھائی ہیں ان سے پردہ کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن ضرورت پڑنے پر انہی بھائیوں سے شادی بھی کرلیتی ہیں، اگر یہ بھائی تھا تو شادی کیسے جائز ہوگئی؟ یہ جادو کی ڈبیہ ہے ایک طرف دیکھو تو دونوں بھائی بہن ہیں، مگر پلٹ کر دوسری طرف دیکھو تو دونوں میاں بیوی ہیں۔ بیک کرشمہ دو کار! اللہ تعالیٰ کی محبت سے جو دِل خالی ہوتا ہے عقل تو اس میں ہوتی ہی نہیں اس کی مت ماردی جاتی ہے، ہاں اگر دِل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجائے تو عقل بھی لوٹ آتی ہے اللہ تعالیٰ دستگیری فرماتے ہیں۔

ڈاڑھی رکھنے والے فوجی کا قصہ سنایا تھا اب پردہ کے معاملہ میں بھی ایک باہمت خاتون کا قصہ سُن لیجیے۔

انگریزی کی پروفیسر اور شرعی پردہ:

ایک کالج میں انگریزی کی اُستاد نے میرا وعظ ''شرعی پردہ'' پڑھ کر مکمل پردہ کرلیا اور مجھے خط لکھا:

''میں نے وعظ ''شرعی پردہ'' پڑھا جس کا اتنا اثر ہوا کہ میں نے مکمل پردہ کرلیا، جب کالج گئی تو برقع اوڑھ کر گئی (وہ بُرقع یہاں لندن والوں جیسا

فیشنی بُرقع نہیں تھا بلکہ مسلمانوں والا بُرقع تھا جس میں چہرہ چھپ جاتا ہے) کالج میں داخل ہوئی تو سامنے سے اس شعبہ کی ''ہیڈ'' مل گئیں، وہ برقع دیکھ کر انگلش میں کہنے لگیں:

''آپ کا دِماغ خراب ہوگیا ہے۔''

میں نے جواب میں کہا:

''دِماغ تو پہلے خراب تھا اب تو ٹھیک ہوگیا ہے۔''

واقعۃً اللہ تعالیٰ کے نافرمان کا دِماغ خراب ہوجاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آجاتی ہے تو سارا فتور نکل جاتا ہے اور دِماغ ٹھیک ہوجاتا ہے۔ یا اللہ! سب مسلمانوں کے دِماغ ٹھیک کردے۔

اس باہمت خاتون کی ہمت دیکھ کر کالج کے دوسرے کئی شعبوں کی اُستادوں نے بھی پردہ شروع کردیا، اپنی شاگرد لڑکیوں کو بھی چادریں اوڑھادیں، اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھیے کالج کی مسموم فضاء میں رہنے والی خاتون کو شرعی پردہ کی توفیق عطاء فرمائی پھر ''ہیڈ'' کی مخالفت اور طنز وتشنیع کے باوجود ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آتی بلکہ روبرو جواب دے کر اس کا منہ بند کرتی ہیں اور ہمت واستقامت دکھا کر دوسری بہت سی خواتین کے لیے بے مثال نمونہ پیش کرتی ہیں۔ ان کو دیکھ کر وہ بھی پردہ شروع کردیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی ہمت اور ثابت قدمی سب مسلمانوں کو نصیب فرمادیں۔

پردہ کے بارے میں میری دو کتابیں ہیں، ایک مطبوع وعظ ہے ''شرعی پردہ'' اس سے اللہ تعالیٰ نے بہت کام لیا ہے بے شمار خاندانوں کو بے حیائی کے عذاب اور دنیا وآخرت کی رُسوائی سے بچالیا۔ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور صدقۂ جاریہ بنائیں۔

دوسری تصنیف ہے ''پردۂ شرعی''۔

اس وقت تو میں نے بہت مختصر سا بیان کیا ہے تفصیل ان کتابوں میں دیکھیں۔

۳۔مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا:

یہ مرض بھی بہت عام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے:

ما اسفل من الكعبين من الازار في النار (بخاری)

یہ گناہ بھی عورتوں سے مشابہت اور نسوانیت کے شوق ورغبت سے کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا مگر ان کی عقلوں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا یہ وبال پڑ گیا ہے کہ انہیں عورتیں بننے کا شوق ہے، ایسے مردوں پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے:

لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (بخاری)

۴۔تصویر کی لعنت:

تصویر کی حرمت اور اس پر بہت سخت وعیدوں کے بارے میں حدیثیں اتنی زیادہ ہیں کہ صرف ایک کتاب صحیح بخاری میں اس پر مستقل دس باب ہیں جن میں سے اس وقت صرف چند حدیثیں نقل کرتا ہوں:

عن وهب السوائي رضي الله تعالىٰ عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم لعن اكل الربوٰا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصوّر. (رواه الامام البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، جسم گودنے والی پر، گدوانے والی پر اور تصویر ساز پر لعنت فرمائی۔‘‘

قال عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اشد الناس عذاباً عندالله المصوّرون.

’’قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت ترین عذاب تصویر سازوں کو ہوگا۔‘‘

قال ابوهريرة رضي الله تعالىٰ عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقى فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة الحديث.

’’اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو عمل خالقیت میں میرا مقابلہ کرنے لگا، یہ لوگ ایک دانہ یا ایک ذرہ تو پیدا کر کے دکھائیں۔‘‘

قالت عائشة رضي الله تعالىٰ عنها: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من سفر وقد سترت بقرام لى علىٰ سهوة لى فيه تماثيل، فلما راه رسول الله صلى الله عليه وسلم هتكه وقال اشد الناس عذاباً يوم القيٰمة الذين يضاهون بخلق الله.

’’حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے، میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا روزِ قیامت سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفتِ خالقیت میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں۔‘‘

عن ابى طلحة رضي الله تعالىٰ عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولاتصاوير.

’’جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔‘‘

عن عائشه رضي الله تعالىٰ عنها انها اشترت نمرقة فيها تصاوير فقام النبى صلى الله عليه وسلم بالباب فلم يدخل فقلت اتوب الى الله مما اذنبت. قال ما هذه النمرقة؟ قلت لتجلس عليها وتوسدها، فقال ان اصحاب هذه الصّور

یعذّبون یوم القیٰمۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم وانّ الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ الصّور.

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے تصویر دار تکیہ خریدا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ پر رُک گئے، اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے عرض کیا: مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی؟ میں اپنے گناہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: اس مقصد سے لیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت ان تصویر سازوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی مخلوق تصاویر کو زندہ کر دکھاؤ، اور بلاشبہہ فرشتے ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔''

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال سمعت محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من صوّر صورۃ فی الدنیا کلّف یوم القیٰمۃ ان ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ.

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دُنیا میں تصویر بنائی اسے روزِ قیامت مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا۔''

نہ روح پھوک سکے گا نہ ہی عذاب میں تخفیف ہوگی۔

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال وعدالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جبریل فراث علیہ حتیّ اشتد علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخرج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلقیہ فشکا الیہ ما وجد فقال لہ انا لاندخل بیتا فیہ صورۃ ولاکلب.

''حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا مگر وقت پر نہ آئے، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو جبریل علیہ السلام مل گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنے رنج وزحمت انتظار کا شکوئی فرمایا، اس پر جبریل علیہ السلام نے فرمایا جس گھر میں کتا یا تصویر ہو ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی میں یہ دونوں چیزیں اس وقت گھر میں آگئی تھیں، جبریل علیہ السلام نے بتایا تو آپ نے ان کو ہٹوادیا۔

یہ وعیدیں ہر قسم کی تصویر سے متعلق ہیں خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، کپڑے، کاغذ پر بنائی جائے یا در و دیوار پر، سکے پر نقش کی جائے یا نوٹوں پر چھاپی جائے، بہر کیف یہ احادیث میں مذکورہ وعیدوں کا مصداق اور حرام ہے۔

جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے جاتے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں سے آئے گی؟

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے بچپن کا قصہ ہے کہ کوئی خادم آپ کو اٹھائے لے جارہا تھا، اس سے اندازہ کرلیجیے کتنی عمر ہوگی؟ بالکل کمسن بچے ہی تھے لیکن گھر کے پاکیزہ ماحول اور بڑوں کی تربیت کا اثر دیکھیے، سامنے ایک شخص آگیا جو ہاتھ میں کتا لیے جارہا تھا، معصوم بچے نے اسے ٹوکا کہ یہ کتا کیوں لیے پھرتے ہو؟ یہاں (مغربی ممالک میں) تو ہر طرف کتے ہی کتے نظر آتے ہیں، کتوں کا راج ہے، اس لیے رحمت کے کسی فرشتے کا کہیں گزر بھی نہ ہوتا ہوگا، جدھر نظر اُٹھاؤ یوں لگتا ہے کہ یہاں کتے ہی بستے ہیں۔

اس پر ایک قصہ یاد آیا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما تھے کوئی مرید خرگوش شکار کر کے لایا، حضرت کی خدمت میں پیش کیا، اتفاق سے پاس ایک شیعہ بھی بیٹھا تھا ایک کتا وہاں سے گزرا، خرگوش کے قریب آ کر ڈر کے مارے پیچھے کو ہٹ گیا، شیعہ مذہب میں چونکہ خرگوش حرام ہے اس لیے شیعہ نے چوٹ کی، بولا مولانا! آپ وہ چیز کھاتے ہیں جسے کتا بھی نہ کھائے۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نقد جواب دیا، مگر کمال یہ کہ جواب میں کوئی نئی بات کرنے کی بجائے اسی رافضی کا جملہ دُہرا دیا، فرمایا ہاں! درست کہتے ہو کہ اسے ہم ہی کھاتے ہیں کتے نہیں کھاتے (شیعہ نہیں کھاتے)

شاہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ کتا کیوں پالا ہے؟ وہ بولا اس میں کون سا گناہ ہے؟ حضرت شاہ صاحب نے حدیث سنائی:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جہاں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔''

رحمت کا لفظ نہیں کہا صرف فرشتہ کہا، بعض احادیث میں بھی ایسا ہی آیا ہے لیکن مراد رحمت کے فرشتے ہیں، وہ احمق بولا:

''اسی لیے تو یہ کتا پالا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نہ کبھی فرشتہ آئے گا نہ میں مروں گا۔''

اس شیطان کے بندے نے اپنے خیال میں بڑا مدلل اور مسکت جواب دیا کہ فرشتہ کبھی آئے گا ہی نہیں تو مروں گا کیسے؟ لیکن معصوم بچے کا جواب بھی سنیے، بات یہ ہے کہ دل میں اللہ کی سچی محبت ہو تو کمسنی میں بھی عقل کامل ہوتی ہے اور گناہوں کی نحوست سے بڑوں کی عقل پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے، شاہ صاحب نے فرمایا:

''اگر یہی بات ہے تو ایک دن اس کتے کو بھی تو مرنا ہے، بس جو فرشتہ اس کتے کی جان نکالے گا تیری جان بھی وہی نکالے گا گویا تو کتے کی موت مرے گا۔''

کشتی دیکھنے کا شوق:

ایک بار ایک شخص کے مکان میں جانے کا اتفاق ہوا، ویسے تو میرا معمول ہے کہ کسی بھی مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس کے چاروں طرف نظر دوڑا لیتا ہوں کہیں اس میں ایسی چیز تو نہیں رکھی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی لعنت کا سبب ہو اگر ایسی چیز ہو تو پہلے اس کو ہٹوا دیتا ہوں پھر بیٹھتا ہوں لیکن اس مکان میں جاتے ہوئے یہ خیال نہ رہا، مکان میں بیٹھتے ہی ایک جانب تصویریں لگی ہوئی نظر آ گئیں دوسری جانب بیت اللہ کا نقشہ لٹکا ہوا ہے، میں نے صاحبِ مکان سے کہا:

''آپ کشتی دیکھنے کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔''

وہ بولے:........''مجھے تو ایسا کوئی شوق نہیں۔''

میں نے کہا:

''نہیں، نہیں! آپ تو بڑے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔''

جب میں نے کئی بار یہ بات دہرائی اور وہ بھی انکار ہی کرتے رہے تو میں نے کہا:

''دیکھیے ایک طرف تو آپ نے لعنت اور عذاب کے فرشتوں کو دعوت دے رکھی ہے، مگر دوسری جانب رحمت کے فرشتے بھی بلا رکھے ہیں، معلوم ہوتا ہے فرشتوں کو لڑا کر کشتی دیکھنے کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔''

انہوں نے تصویریں ہٹا دیں، یہ بات تو میں نے انہیں سمجھانے کے انداز میں کہہ دی ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس تشریف فرما ہوں وہاں بھی جبریل علیہ السلام وعدہ کے باوجود نہیں آتے تو ایسی جگہ رحمت کے فرشتے کیوں کر آئیں گے؟ خواہ بیت اللہ کے ہزاروں نقشے ہی لٹکا لیں اس سے کچھ نہیں ہوتا، اُصول تو یہ ہے کہ جس جگہ جان دار کی صرف ایک تصویر ہو گی وہاں بھی رحمت کا کوئی فرشتہ نہیں آئے گا، یہ کشتی لڑانے والی بات یونہی مزاح میں کہہ دی، یہ حقیقت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بھی جبریل علیہ السلام نہیں آتے صرف اس لیے کہ کتے کا ایک بچہ غیر شعوری طور پر مکان میں گھس آیا تو خود سوچیے جہاں پورا مکان ہی تصویروں سے اٹا ہوا ہو لعنت کی ایسی بھرمار ہو وہاں رحمت کے کسی فرشتہ کا گزر کیوں کر ہوگا؟

جہالت کا وبال:

بہت سے مسلمانوں کو یہ پتا ہی نہیں کہ یہ تصویر کتنی بڑی لعنت ہے، ایک فوٹو گرافر میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

”مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے میں تو اس کاروبار کو جائز سمجھتا تھا لیکن آج آپ کے بتانے پر پتا چلا کہ یہ حرام ہے مجھے کیا پڑی کہ اتنا بڑا گناہ اپنے سر لوں؟ مجھے تو مزدوری کرنا ہے، مزدوری کر کے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنا ہے جب مقصد محنت ومشقت اور مزدوری ہی ہے تو حرام کی مزدوری کیوں کروں؟ بیوی بچوں کے پیٹ میں حرام کیوں ڈالوں؟ اس کی بجائے میں حلال کی مزدوری کیوں نہ کرلوں؟“

یہ قصہ میں نے اس لیے بتادیا کہ بے چارے عوام میں اب تک کئی لوگوں کو علم ہی نہیں کہ وہ کتنے بڑے گناہ کا شکار ہیں؟ اگر گناہوں سے متعلق ان کو مناسب انداز سے وعیدیں سنائی جائیں تو اس طریقے سے وہ راہِ راست پر آسکتے ہیں۔

تصویر کی حرمت کے دلائل پر میں نے ایک مستقل مفصل رسالہ لکھوایا ہے۔

ٹی وی کی لعنت:

یہ ٹی وی کی لعنت جو آج گھر گھر پھیل گئی ہے میں اسے ”ٹی بی“ کا نام دیتا ہوں یہ ٹی وی نہیں حقیقت میں ”ٹی بی“ ہے، جسم وجان کے لیے بھی ٹی بی، دین وایمان کے لیے بھی ٹی بی، دُنیا وآخرت دونوں تباہ۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. (۲۲-۱۱)

اس ''ٹی وی'' کے نقصان تو بے شمار ہیں، اس معاشرہ میں رونما ہونے والے لاتعداد واقعات اس کے شاہد ہیں۔ میں مختصراً دو قصے بتاتا ہوں جو میرے سامنے گزرے۔

لڑکی اندھی ہوگئی:

جب میں نے چشمہ بنوایا تو آنکھوں کے اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس معاینہ کروانے گیا۔ علماء کو اپنی صحت کا بالخصوص آنکھوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے، ایک عالم اور مفتی کی نظر تو بہت قیمتی چیز ہے، اس میں ذرا سی غفلت بھی بہت نقصان دِہ ثابت ہوتی ہے۔

میں ڈاکٹر کے پاس گیا اسی دوران کچھ لوگ ایک چھوٹی سی لڑکی لے آئے ۸، ۹ سال کی عمر ہوگی، ڈاکٹر نے اس کا بھی معاینہ کیا اور بتایا:

''یہ ٹی وی دیکھ دیکھ کر اندھی ہو رہی ہے اگر اب بھی ٹی وی دیکھنا بند نہ کیا تو مکمل طور پر اندھی ہو جائے گی۔''

سائنس کا فیصلہ:

یہ تو میرے سامنے کی بات ہے اس سے پہلے ایک سائنس دان کا مضمون بھی میں نے خود پڑھا کہ ٹی وی اگر ایک کمرے میں چل رہا ہو تو اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی صحت پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، اس کمرے کا تو کیا کہنا دوسرے کمرے تک بھی اس کا اثر جاتا ہے۔

دِماغ کی رَگ پھٹ گئی:

ایک شخص نے بتایا کہ ان کے خاندان میں ایک لڑکی کے دماغ کی رگ پھٹ گئی، اَمراضِ دماغ کے ماہر اور اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے معاینہ کر کے بتایا:

''لڑکی کی یہ رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے۔''

جس کے دماغ کی رگ ہی پھٹ گئی اس کے زندہ رہنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لڑکی کی جان لے کر ہی چھوڑی۔ خود سوچ لیجیے کہ ''ٹی بی'' ہے یا نہیں؟ دوسرے بہت سے گناہوں کی طرح ''ٹی بی'' سے متعلق بھی نفس وشیطان نے لوگوں کو عجیب عجیب پٹیاں پڑھا رکھی ہیں، جیسے پردہ سے متعلق لوگوں کی باتیں بتا چکا ہوں:

''پردہ بہت ضروری ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں، مگر ہے فقط دُور کے رشتہ داروں سے، قریبی لوگوں سے کوئی حجاب نہیں، کوئی شرم نہیں۔''

ٹی بی سے متعلق بھی بعض ''بظاہر سمجھ دار'' قسم کے لوگ بھی یہ بحث چھیڑ دیتے ہیں:

''اس میں نقصان تو واقعۃً ہے لیکن اگر دیکھنے والا احتیاط سے کام لے، گانے نہ سنے، عورتوں کی تصویریں نہ دیکھے، اور بھی کسی قسم کا فحش پروگرام نہ دیکھے اور زیادہ دیر بھی نہ دیکھے، اپنی صحت کا خیال رکھے تو ان شرطوں سے دیکھنے میں کوئی مضایقہ نہیں، بلکہ فائدے ہیں، بہت سی معلومات ملتی ہیں۔''

ان لوگوں سے متعلق ''بظاہر سمجھ دار'' کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے بباطن یہ بے سمجھ اور کور عقل ہیں، اگر واقعۃً سمجھ دار اور عاقل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجاتے، اس کے لیے ایسے چور دروازے نہ کھولتے، ان کی اس لاحاصل تقریر کا خلاصہ یہ کہ ''ٹی بی'' دیکھتے رہو مگر احتیاط سے، حالانکہ یہ سراسر غلط اور مہلک نظریہ ہے، خود مشاہدات اس کی تکذیب کررہے ہیں، ہزاروں لاکھوں ''ٹی وی پرستاروں'' میں بھی کوئی اس کی پابندی نہیں کرتا، بلکہ خود یہ لوگ بھی جو احتیاط کا درس دیتے ہیں ایسی احتیاط نہیں کرتے، اور کر بھی نہیں سکتے۔ آخر کریں گے بھی کیوں کر؟ مثلاً انہوں نے درس دے دے کر لوگوں کو قائل کرلیا کہ روزانہ ایک گھنٹہ سے زیادہ ''ٹی وی'' دیکھنا سخت نقصان دہ ہے لوگوں نے بھی ان سے اتفاق کرلیا اور احتیاط کا وعدہ کرلیا، مگر اس کے بعد ہی ایک ٹی وی ڈرامہ شروع ہوگیا جو مسلسل تین گھنٹے چلتا ہے تو بتائیے:

''ان سے احتیاط کا وعدہ کرنے والوں میں کون سا احمق ہے جو درمیان سے

ڈرامہ چھوڑ کر اُٹھ جائے۔‘‘

یہ لوگ خود بھی اُٹھنا گوارا نہ کریں گے، سو یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے:

’’جس شخص کو بھی اس ٹی وی کی لت پڑ گئی وہ جان لے کر ہی چھوڑے گی۔‘‘

تجربہ بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ اس قسم کی حدود و قیود کی کوئی شخص بھی رعایت نہیں رکھتا، آپ نے کسی چیز کی اجازت دی مگر دس شرطوں کے ساتھ، تو عوام صرف اجازت کا لفظ یاد کرلیں گے بلکہ پلے باندھ لیں گے اور شرطیں سب کی سب اُڑا دیں گے، کوئی ایک شخص بھی کسی ایک شرط کی بھی رعایت نہ کرے گا، اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنا ہے تو اس کی بغاوت سے باز آجایئے توبہ کرلیجیے اس قسم کی واہیات تقریر سے گمراہی ہی پھیلے گی نافرمانیوں میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

ایک مریدنی کا قصہ:

عوام کی حالت تو یہ ہے کہ ایک خاتون بیس سال سے مجھ سے بیعت تھیں، مگر جوں ہی کسی مولوی کی یہ بے ہودہ تقریر سنی شوہر کے سر ہوگئی کہ مجھے بھی ٹی وی خرید دو، اس نے بہت سمجھایا اس کے نقصان بتائے مگر نہیں مانیں، اسے یہ تقریر ایسی دل کو لگی کہ ٹی وی لے کر ہی چھوڑا۔ میں نے اس کی بیعت ختم کردی۔ مگر پروا نہیں پیر ناراض ہو، شوہر رو کے بلکہ اللہ بھی روٹھ جائے، سب کو چلتا کرو، شروع میں تو مولوی کی تقریر کا حوالہ کہ ان شرطوں سے ٹی وی دیکھنا جائز ہے مگر جب ٹی وی آگیا تو سب شرطیں رخصت! کوئی مولوی ایسی بات کرے تو اس پر قطعاً کان نہ دھریے، کوئی عالم باعمل مستند مولوی تو ایسی بات کبھی نہ کرے گا، کسی مولوی نما بہروپیے سے بھی دھوکا نہ کھایئے، جو لوگ اس قسم کی باتیں کرکے عوام کا دین خراب کرتے ہیں وہ سوچ لیں کتنا بڑا وبال اپنے سر لے رہے ہیں، لوگوں کا جس قدر دین خراب ہوگا، نمازیں برباد ہوں گی، وقت ضائع ہوگا، تصویر،

گانا بجانا اور ٹی وی کے دوسرے گناہوں میں ابتلاء ہوگا، جتنے لوگوں کی صحت کا دیوالہ نکلے گا، اندھے ہوں گے، دماغ کی رگیں پھٹیں گی، پھر ان مریضوں سے یہ متعدی مرض جہاں جہاں تک نسل درنسل منتقل ہوگا، یہ گناہوں کے سارے انبار اس شخص کے سر بھی ڈال دیئے جائیں گے، جو ٹی وی سے متعلق اس قسم کی تقریر کرکے لوگوں کو اس گناہ کی دعوت دے رہا ہے۔

آخر میں پھر سن لیجیے کہ عوام اس قسم کی شرطوں کو خاطر میں نہیں لاتے آپ کسی چیز کی مشروط اجازت دیں، تاکید کے ساتھ دس شرطیں بیان کردیں، دس چھوڑ کر سو شرطیں لگادیں مگر کوئی شخص بھی ان شرطوں کی رعایت نہ کرے گا، بس اتنا یاد رکھیں گے کہ فلاں مولوی صاحب نے اس کام کی اجازت دے دی ہے، اس ''ٹی بی'' کی بیماری سے خود بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں، اس معاملہ میں ذرہ بھر لچک یا نرمی روا نہ رکھیں۔

تنبیہ:

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دیتے ہیں، ٹی وی دیکھنے سے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے تو وہ اس نجاست کو بیچ دیتے ہیں یا کسی کو ہدیہ دے دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں، اس مجسمۂ نجاست سے ملنے والی رقم بھی حرام ہے، دنیا و آخرت کو تباہ کرنے والے اس شیطان کا علاج صرف یہی ہے کہ اسے تباہ کردیا جائے، بہتر یہ ہے کہ اعلان کرکے بہت بڑے مجمع میں اس ''بڑے شیطان'' کو سنگسار کیا جائے پتھر مار مار کر تہس نہس کردیا جائے، اللہ کے بہت سے بندے یہ جہاد کرکے دوسروں کو بھی سبق دے رہے ہیں، توڑنے کے بعد اس کی میت کو جلاتے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سب مسلمانوں کو عبرت کی آنکھ عطاء فرمائیں۔

ٹی وی کے دنیوی و اُخروی مفاسد کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے میرا رسالہ ''ٹی وی کا زہر'' دیکھیں۔

گانا بجانا:

گانے بجانے اور سننے کے بارے میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

الغناء رقیة الزنا (الکشف الالٰہی)

''گانا زنا کا منتر ہے۔''

یہ ایک گناہ نہیں بلکہ کئی گناہوں کا سرچشمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی حرمت بیان فرمائی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر بہت سخت وعیدیں سنائی ہیں جن کی تفصیل میرے رسالہ ''گانے بجانے کی حرمت'' میں ہے۔

سُود کی لعنت:

یہ بھی بہت بڑی بغاوت ہے، سودی لین دین بینک کے ذریعہ ہو یا انشورنس کمپنی کے ذریعہ، سود کھانے کھلانے کی جتنی صورتیں ہیں خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، سب کی سب قطعی حرام ہیں۔ جو لوگ اس گناہ میں براہِ راست ملوث ہیں یا کسی بھی درجہ میں اس میں دخیل ہیں ان سب کے لیے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور اعلانِ جنگ بھی معمولی انداز سے نہیں بلکہ ایسا ناصحانہ و مشفقانہ انداز اختیار فرمایا کہ اگر کسی دل میں ذرا بھی ایمانی رمق اور اسلامی غیرت ہو تو وہ اس حرام خوری سے باز آجائے۔ چنانچہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(۲-۲۷۸،۲۷۹)

اس مقام میں پانچ مختلف انداز اختیار فرمائے۔

① محبت کا انجکشن، **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا**۔

یعنی اگر ایمان دار ہو، محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو آگے مذکور حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔

② تنبیہ، اِتَّقُوا اللّٰہَ.

یعنی اگر دعوائے ایمان میں کچھ نقص ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو تو ان شاء اللہ حکم پر عمل آسان ہو جائے گا۔

③ حکم، وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا.

سُود خوری سے توبہ کرلو۔

④ محبت کا انجکشن، اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ.

حکم کو آسان کرنے کے لیے ایک بار پھر یہ بات سوچ لو کہ تم نے ایمان کا دعویٰ کیا ہے۔

⑤ دھمکی، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

اگر کسی طرح بھی تمہاری کھوپڑی میں بات نہیں اُترتی تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سُن لو۔

یوں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ پر اعلان جنگ نہیں فرمایا، جنگ تو حربی کافر سے ہوتی ہے، مسلمان سے نہیں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے سُود خور مسلمانوں سے بھی وہی اعلان فرمایا جو حربی کافروں کے لیے ہے کہ اس گناہ سے باز آجاؤ، سُود کھانا چھوڑ دو، ہمارے بندے بن جاؤ، ورنہ آخرت کا وبال تو ہے ہی دنیا میں بھی تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں، تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا صاف صاف اعلان جنگ ہے، باز نہیں آتے تو تمہاری گردنیں اڑادی جائیں گی، اللہ کی زمین کو تمہارے ناپاک وجود سے پاک کردیا جائے گا۔

یہ تو تھا قرآن کا اعلان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سُود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے۔'' (احمد، طبرانی، کبیر واوسط)

ایک دِرہم ساڑھے تین گرام چاندی کا ہوتا ہے اور فرمایا:

''سود میں تہتر خرابیاں ہیں ان میں چھوٹی سے چھوٹی خرابی ایسی ہے جیسے کوئی

اپنی سگی ماں سے بدکاری کرے۔" (حاکم علیٰ شرط الصحیحین)

آج کل صرف اتنا ہی نہیں کہ اس گناہ کی ہر طرف گرم بازاری ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس لعنت کو باعثِ عزت وافتخار سمجھا جاتا ہے، بڑے فخر سے کہتے ہیں:

"ہمارا ابا، ہمارا بیٹا بینک منیجر ہے۔"

یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کئی لوگ گندگی کھانے میں مقابلہ شروع کردیں، جو سب سے زیادہ کھاجائے وہ فخر سے گردن اٹھا کر اعلان کرے:

"میں اتنے کلو پاخانہ کھا گیا ہوں، اس مقابلہ میں سب کو مات دے گیا ہوں۔"

مثال تو بھونڈی سی ہے مگر ہے سودخوروں کے بالکل حسب حال، پاخانہ بھی نجس ہے مگر اس کی نجاست سود سے کم درجہ کی ہے اور دیکھیے زنا کیسا بدترین اور گھناؤنا گناہ ہے مگر سود اس سے بھی چھتیس گنا بڑا گناہ ہے، اور ماں سے زنا کا تو کوئی انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، سودخوروں کو یہ سب کچھ گوارا ہے لیکن یہ ایک گناہ چھوڑنا کسی صورت گوارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس قوم کو ہدایت دیں۔

حرام خوری پر وعیدیں:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ○ (۲-۲۷۵)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں) نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر (حیران ومدہوش) یہ (سزا) اس لیے ہوگی کہ ان لوگوں نے

کہا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے، پھر جس شخص کو اس کے پاس اُس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ (حکم آنے سے) پہلے (لینا) ہو چکا ہے وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا اللہ کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ جہنم میں جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت و کل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ بہ. (رواہ احمد والدارمی والبیہقی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے پیدا ہوا وہ جنت میں نہ جائے گا اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوا جہنم کی آگ کا مستحق ہے۔"

عن ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لایدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جسم حرام سے غذاء دیا گیا تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال من اشتریٰ ثوبا بعشرۃ دراھم وفیہ درھم حرام لم یقبل اللّٰہ لہ صلوۃ مادام علیہ ثم ادخل اصبعیہ فی اذنیہ وقال صمتا ان لم یکن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سمعتہ یقولہ. (رواہ احمد)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس شخص نے دس درہموں کے عوض کپڑا خریدا حالانکہ ان میں ایک درہم حرام تھا تو جب تک یہ کپڑا اس

پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائیں گے، پھر اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں داخل کر کے فرمایا کہ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے نہ سُنا ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔‘‘

ابو الطفیل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ رفعہ من کسب مالاً من حرام فاعتق منہ ووصل منہ رحمہ کان ذلک اصرا. للکبیر بضعف
(جمع الفوائد)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حرام سے کچھ مال کمایا پھر اس سے غلام آزاد کیا اور اس سے صلہ رحمی کی تو یہ بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔‘‘

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتیت لیلۃ اسری بی علیٰ قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات تریٰ من خارج بطونھم فقلت من ھؤلاء یا جبریل قال ھؤلاء اکلۃ الربا وفی روایۃ من امتک. (رواہ احمد وابن ماجہ)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات ایک ایسے گروہ پر گزرا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور ان کے اندر سانپ بھرے ہوئے تھے جو پیٹ کے باہر سے دکھائی دیتے تھے، میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔‘‘

عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اٰکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء. (رواہ البخاری ومسلم ولفظ لمسلم)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر، کھلانے

والے پر، سود کا معاملہ لکھنے والے پر اور سود کے معاملہ کے دونوں گواہوں پر، اور فرمایا کہ گناہ میں وہ سب برابر ہیں۔"

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: الربا ثلاثة وسبعون بابا ایسرها مثل ان ینکح الرجل امه (المستدرک ص ۳۷ ج ۲)

قال الحاکم رحمه اللہ تعالیٰ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین.

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود میں تہتر گناہ ہیں جن میں ادنیٰ ترین گناہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے۔"

عن عبداللہ بن حنظلة غسیل الملئکة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم درهم ربوا یأکله الرجل وهو یعلم اشد من ستة وثلثین زنیة. (رواہ احمد والدار قطنی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم جسے کوئی شخص جانتے ہوئے کھاتا ہے چھتیس زنا سے بھی بدتر ہے۔"

سود سے متعلق مزید تفصیل میرے رسالہ "سود خور سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ جنگ" میں ہے۔

غیبت کا عذاب:

غیبت کرنے اور سننے کا مشغلہ بھی ان گناہوں میں سرفہرست ہے جنہیں آج کے مسلمان نے گناہوں کی فہرست سے نکال دیا ہے آج بدقسمتی سے یہ گناہ ہماری مجلسوں کا جزء لاینفک بن چکا ہے، غیبت کے بغیر گویا محفلیں بے رونق اور پھیکی ہیں اس لیے جہاں بھی دو شخص مل بیٹھیں گے کسی تیسرے کی غیبت شروع کر دیں گے، اور مزے لے لے کر

کریں گے، اس طرف خیال تک نہیں جاتا کان پر جوں تک نہیں رینگتی کہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں، ایک تو علانیہ گناہ دوسرے اس کے گناہ ہونے کا احساس تک نہیں، گناہوں کی فہرست سے ہی اسے نکال ڈالا، گناہوں پر گناہ کا ارتکاب ستم بالائے ستم! اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔ ایک تو کسی عام انسان کا گوشت کھانا کتنا بدترین جرم ہے پھر اپنے سگے بھائی کا گوشت اور وہ بھی مردہ بھائی، ذرا تصور تو کیجیے کسی کا بھائی مر گیا، ماتم بپا ہے گھر بھر میں کہرام مچا ہوا ہے، مگر یہ درندہ چھری لے کر مردہ بھائی کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے اور مسلسل کھائے جا رہا ہے ڈکار تک نہیں لیتا۔ یہ ہے اس گناہ کی حقیقت!

غیبت زنا سے بھی بدتر ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الغیبة اشد من الزنا (دیلمی)

''غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔''

اگرچہ اس روایت کو بعض علماء نے موضوع کہا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تخریج حدیث دیلمی میں اس کو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسنداً ذکر فرمایا ہے اور یہ روایت اُصولِ شریعت اور عقل کے بھی موافق ہے۔

عقلی لحاظ سے بھی غیبت کے زنا سے بدتر ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

① غیبت حبِ جاہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور زنا حبِ باہ کی وجہ سے اور حبِ جاہ حبِ باہ سے کئی گنا زیادہ مہلک ہے، کیونکہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، اور کبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ کبریائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ. (۴۵-۳۷)

''اور بڑائی تو صرف اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین میں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة احد فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر

(رواہ مسلم)

''جنت میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے ایک دانہ کے برابر کبر ہو۔''

غیبت کرنے والے کی نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے اسے اپنے عیوب کی رف توجہ نہیں رہتی، اس لیے ان کی اصلاح کی فکر ہی نہیں رہتی جس کی اپنے عیوب پر نظر رہتی ہے اور ان کی اصلاح کی فکر رہتی ہے وہ تو ہر وقت اسی فکر میں گھلتا رہتا ہے اور ڈوبا رہتا ہے کہ معلوم نہیں کل قیامت میں میرا کیا بنے گا، میرا کیا حال ہوگا؟ اس کے دل میں دوسرے کا خیال تو آ ہی نہیں سکتا ۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہوں پہ جب کہ نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

دوسروں کی عیب جوئی کے ایک مریض نے ایک بار حکومت کے عہدہ داروں کے بارے میں یہ مصراع پڑھا ؎

ہر شاخ پہ اُلّو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہوگا

ہر شخص سیاسی مبصر بنا بیٹھا ہے، دوسروں کے عیوب پر نظر رہتی ہے، اپنے عیوب کی طرف کوئی توجہ نہیں، میں نے ان سے کہا:

''اپنے بارے میں بھی یہ سوچ لیا کریں کہ میں بھی ایک شاخ کا اُلّو ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کر لیا کریں یا اللہ! میرے حالات تو ہیں اُلّو جیسے

لیکن تیری رحمت بہت وسیع ہے میرے ان حالات کو اپنے بندوں کے حالات جیسے بنادے۔“

ایک دن ہم فتح باغ سے تفریح کے بعد واپس آرہے تھے سامنے سے ایک گدھا گاڑی آتی دکھائی دی جس میں دو گدھے لگے ہوئے تھے وہ دونوں دور ہی سے زور زور سے چیخنے لگے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

”یہ گدھے تو ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح گدھے ہی ہو، اس لیے کہ گدھا عموماً اس وقت رینکتا ہے جب اسے کوئی دوسرا گدھا نظر آتا ہے، لہٰذا ذرا اپنا محاسبہ اور توبہ و استغفار کرکے انسان بننے کی کوشش کریں۔“

② غیبت کے زنا سے بدتر ہونے کی دوسری وجہ یہ کہ زنا خفیہ گناہ ہے اور غیبت سب کے سامنے علانیہ کی جاتی ہے، اور جو گناہ علانیہ کیا جائے وہ پوشیدہ گناہ سے زیادہ برا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرِیْنَ (صحیح بخاری)

”میری پوری امت لائق عفو ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔“

③ زنا سے توبہ کی امید کی جاسکتی ہے، بالفرض توبہ کی توفیق نہ بھی ہوئی تو کم سے کم اقراری مجرم تو ہے، خود کو گنہگار تو سمجھتا ہے، شاید اسی عجز و انکسار اور جرم کے اقرار سے اس کی مغفرت ہوجائے لیکن غیبت سے توبہ کی امید بہت کم ہے اس لیے کہ غیبت کرنے والا خود کو گنہگار سمجھتا ہی نہیں، بلکہ بہت نیک اور پاک دامن سمجھتا ہے۔

زنا اور بدکاری کو ہر شخص بُرا سمجھتا ہے، اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لیے اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتا تو غیبت جو زنا سے بھی بدتر ہے اسے کیوں برا نہیں سمجھا جاتا اور اس سے بچنے کا کیوں اہتمام نہیں کیا جاتا؟

مال کا ڈاکو زیادہ بُرا ہے یا عزت کا ڈاکو:

شرعاً وعقلاً چار چیزوں کی حفاظت ضروری ہے۔

① ایمان:

سب سے پہلے ایمان کی حفاظت کا درجہ ہے، اس کے لیے خواہ جان، عزت اور مال سب کچھ قربان کرنا پڑے تو بھی ایمان کی حفاظت فرض ہے۔

② جان:

دوسرے نمبر پر جان کی حفاظت ہے۔ یہ عزت اور مال کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔

③ عزت:

رے نمبر پر عزت کی حفاظت ہے۔ عزت کی حفاظت مال کی حفاظت سے مقدم ہے۔

④ مال:

چوتھے نمبر پر جا کر کہیں مال کی حفاظت کا حکم ہے۔

اب سوچیں کہ جو شخص کسی کے مال کو نقصان پہنچاتا ہے اسے بہت بُرا بھلا کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا ظالم ہے، ڈاکو ہے، لیکن جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے وہ اس کی عزت کو قصان پہنچاتا ہے، مالی نقصان پہنچانے والا تو اس کے مال کا ڈاکو ہے، اور غیبت کرنے اس سے زیادہ قیمتی چیز یعنی اس کی عزت کا ڈاکو ہے، سو غور کریں کہ مال کا ڈاکو زیادہ ہے یا عزت کا ڈاکو؟

غیبت کی حقیقت، اس پر سخت عذاب کی وعیدیں، غیبت سے بچنے کے نسخے، ا سے معاف کروانے کے طریقے، یہ سب تفصیل میرے مطبوع وعظ ”غیبت پر میں ہے۔

آخرت کا مفلس:

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا:

''مفلس کون ہے؟''

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

''جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں، میں بتاتا ہوں کہ مفلس کون ہے، قیامت کے روز کچھ لوگ اس حال میں آئیں گے کہ ان کے اعمال نامے نماز، زکوۃ، روزہ، حج، اشراق چاشت، صدقہ وخیرات، غرضیکہ تمام عبادات سے بھرے ہوئے ہوں گے لیکن حساب وکتاب کا وقت شروع ہوگا تو ایک طرف سے ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ یا اللہ! اس نے میری حق تلفی کی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس ظالم کی عبادات سے مظلوم کے نامہ اعمال میں داخل فرمادیں گے، اسی طرح ایک اور شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا، یا اللہ! اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح اس دوسرے مظلوم کے نامۂ اعمال میں بھی اس ظالم کے اعمال صالحہ سے کچھ داخل فرمادیں گے، اسی طرح بہت سے لوگ اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان سب کے حقوق کو اس ظالم کے اعمال اور عبادات سے پورا فرمائیں گے، یہاں تک کہ اس کی تمام عبادات ختم ہوجائیں گی لیکن حقوق کے دعوے ختم نہیں ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو اس کے نامۂ اعمال میں داخل فرمائیں گے جس کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں داخل کیا جائے گا، یہ ہے مفلس۔'' (رواہ مسلم)

ہمت بلند کرنے کا نسخہ:

اب گناہوں کے اس معاشرہ میں رہتے ہوئے اپنی ہمت بلند کرنے اور گناہوں سے بچنے کے لیے چند اشعار سن لیجیے، ہمارے ادارہ کا نام ہے ''دارالافتاء والارشاد'' اسے ''دارالجنون'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں پہنچ کر الحمد للہ! لوگوں کے دل و دماغ کی کایا پلٹ جاتی ہے جو یہاں داخلہ لے لیتا ہے وہ اپنوں سے، پرایوں سے بے گانہ ہو جاتا ہے، دنیا کی نظروں میں پاگل ہو جاتا ہے، دنیا کے سارے عقلاء اور دانشور اسے پاگل کہہ کر پکارتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں کہ پاگل کہیں کے تجھے دنیا میں رہنا نہیں؟ کیا شادی نہیں کرنی؟ آخر دنیا میں کیسے گزارا کرے گا؟ بلکہ زندہ کیسے رہے گا؟ اگر دنیا میں رہنا ہے تو برادری سے، رشتہ داروں سے، اپنے بھائی بندوں سے مل جل کر رہو، سب سے جوڑ پیدا کرو، ورنہ اس معاشرہ میں تمہارا زندہ رہنا ہی محال ہے۔

افسوس! آج کل کے بے دین مسلمان کا عقیدہ یہ بن گیا ہے:

''رحمٰن کی طاقت سے شیطان کی طاقت زیادہ ہے، اس لیے ڈرتا ہے کہ اگر رحمٰن کے بندے بن گئے تو بے یار و مددگار ٹھہریں گے کوئی مدد نہ کرے گا اور دنیا میں جینا محال ہو جائے گا اس لیے شیطان کے بندے بن کر رہو شیطان تمہاری خوب مدد کرے گا، خدانخواستہ رحمٰن کے بندے بن گئے تو دنیا میں جینا دوبھر ہو جائے گا بھلا رحمٰن میں اتنی طاقت کہاں کہ تمہیں زندہ رکھ سکے۔''

گو زبان سے یہ کفریہ کلمات کوئی مسلمان نہیں کہتا مگر عمل سے تو یہی کچھ ثابت ہو رہا ہے، اگر بینک کی ملازمت چھوڑ دی تو زندہ کیسے رہو گے؟ ڈاڑھی رکھ لی، پردہ کر لیا تو اس معاشرہ میں زندہ کیسے رہو گے؟ برادری سے خاندان سے کیسے نبھاؤ گے؟ یہ تو عام لوگوں کی ذہنیت ہے لیکن جو لوگ ہمارے ''دارالجنون'' میں پہنچ جاتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جنون ہو جاتا ہے۔

یہ محض میرے اللہ کا کرم ہے ان کی دستگیری کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور صدقۂ جاریہ بنائیں۔

''دارالجنون'' سے تعلق رکھنے والوں کا حال کیا ہوتا ہے؟ لوگ جب انہیں پاگل کہتے ہیں، طعنے دیتے ہیں تو ان کا جواب ہوتا ہے۔

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

یا نعرۂ مستانہ بلند کر کے کہتے ہیں۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

یہ اشعار تو بتاتا ہی رہتا ہوں، اب ایک نیا شعر سن لیجیے۔

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اُڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

دنیا کی عقل اور اللہ کی محبت کا جنون دونوں میں زوردار مقابلہ ہوتا ہے، جنون عقل وخرد کو جھنجھوڑتا ہے کہ اری دنیا کی لونڈی پیسے کی پرستار! تو جو سمجھتی ہے کہ شیطان کی قوت رحمٰن کی قوت سے بڑھ کر ہے اس لیے دنیا میں زندہ رہنے کے لیے شیطان کا بندہ بننا ضروری ہے، دل کو ان دنیوی علائق اور بکھیڑوں میں ڈالنے سے پہلے ذرا سوچ سمجھ لے۔ ع

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر

اس دلِ دیوانہ کو پابندیوں میں جکڑنے سے پہلے ذرا سوچ لے، جس دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دیوانہ بنالیا اسے کوئی پابند نہیں کرسکتا۔ ع

یہ دیوانہ اُڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یااللہ! ہم سب کو اپنی محبت کا جنون عطاء فرما۔ یہ شعر یاد کرلیجیے اور اس کا وِرد کیجیے ؏

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اُڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کا سوال کیجیے، محبت کی ذرا سی رتی بھی مل گئی تو کام بن گیا، میں کہتا ہوں:

''یااللہ! اِتّی سی محبت عطاء فرمادے۔''

اتنی اور اِتّی میں فرق ہے اتنی تو تھوڑی، بہت مقدار کو کہتے ہیں مگر اِتّی تو ذرا سی چیز ہوتی ہے جو تول میں نہیں آتی، بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِتّی سی محبت بھی مل جائے تو بیڑا پار ہے، یہ ذرا سی محبت بھی ایسی دولت بے بہا ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں ۔

عبث ہے جستجو بحرِ محبت کے کنارے کی
کہ اس میں ڈوب جانا ہی ہے اے دل پار ہو جانا

بحرِ محبت کا کوئی کنارہ نہیں، کوئی انتہاء نہیں، ہاں! ابتداء ضرور ہے، محبت کی ابتداء کیا ہے؟:

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دے، چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔''

نافرمانی کے ساتھ دعوائے محبت اللہ کے یہاں قبول نہیں جیسے بیان کے شروع میں آیت پڑھ کر بتا چکا ہوں، اللہ کا اعلان ہے کہ جو محبت محبوب کی نافرمانی نہیں چھڑواتی ہماری بارگاہ میں وہ محبت قابل قبول نہیں، ایسی کھوکھلی محبت کسی کو جہنم سے نجات نہیں دلوا سکتی، ہاں اگر نافرمانی کے باوجود ایمان ہے تو اتنا ضرور ہوگا کہ جہنم میں غوطے کھلا کھلا کر کبھی نہ کبھی اللہ تعالیٰ نکال دیں گے، لیکن یہ غوطے بھی کتنے سال کتنی مدتیں کھلائے جاتے رہیں گے؟ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے، وہ محبت جو انسان کو جہنم میں

جانے سے بچالے اس کی کم از کم حد یہ ہے کہ محبوب کی نافرمانی چھڑوادے، مگر آج کا مسلمان تو کہتا ہے:

''میں مرجاؤں گا گناہ نہ چھوڑوں گا۔''

عبرت کے دو قصے:

سندھ کی بلّی اور مکہ کا بلا، دونوں کا قصہ اکثر سناتا رہتا ہوں آپ بھی سُن لیں، عبرت کے لیے ان قصوں کو یاد رکھیں، بار بار دہراتے رہیں، دوسروں کو بھی بتایا کریں۔

سندھ کی بلی:

میری ابتداء جوانی کا قصہ ہے تقریباً ۲۴، ۲۵ سال عمر ہوگی، کام کی باتیں بحمداللہ تعالیٰ مجھے یاد رہ جاتی ہیں۔ایک لٹیا میں ہم بچے کے لیے دودھ رکھا کرتے تھے، چونکہ اس میں دودھ کی خوشبو آجایا کرتی تھی اس لیے اس کو خوب اچھی طرح دھو کر رکھا کرتے تھے لیکن اوپر سے ڈھانپتے نہیں تھے تاکہ ہر قسم کو بو نکل جائے پھر صبح دوبارہ دھو کر استعمال کرتے تھے، رات کو یہ خالی لٹیا پڑی رہتی تھی، ایک بار رات کو بلّی آئی وہ دیکھ بھی رہی ہے کہ اس کے اندر کچھ نہیں، بلّی کی نظر بھی خاصی تیز ہوتی ہے، اندھیرے میں بھی اس کو اچھی طرح نظر آتا ہے، اس کی آنکھیں غور سے دیکھیں تو بتی کی طرح چمکتی ہیں، سو وہ دیکھ بھی رہی ہے کہ لٹیا میں کچھ نہیں لیکن ذراسی بو محسوس ہوئی بس اسی کی ہوس میں مست ہوگئی، جیسے آج کا مسلمان مال کی محبت میں مست ہے، بلی اس میں منہ ڈالنے لگی تو وہ گھس نہیں رہا تھا، اس لیے کہ لٹیا کا منہ تنگ تھا۔آخر زور سے منہ گھسیڑ ہی دیا، مگر اب نکل ہی نہیں رہا، اچھل کود رہی ہے کھٹ کھٹ کی آواز سُن کر ہم بھی پریشان ہوئے، دیکھا تو بلی رقص کررہی ہے۔اس کو پکڑا اور کھینچ کر بڑی مشکل سے نکالا ہم نے سوچا اب اس کو اچھی خاصی سزامل چکی ہے دوبارہ یہاں نہ آئے گی لیکن دوسری رات پھر پہنچ گئی اور اسی طرح سر گھسیڑ کر پھنسالیا، اب ہم نے سوچا اسے بقدر ضرورت سزاملنی چاہیے یوں

باز نہ آئے گی۔

جو شخص بنوٹ جانتا ہو وہ مارنے کا بھی تجربہ رکھتا ہے، پوری طرح ناپ تول کر مارتا ہے نہ کم نہ زیادہ۔

میں نے بھی تول کر پورے اندازہ سے اسے چند تھپڑ رسید کیے کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ آیندہ کسی کو نہ ستائے، لیکن تیسری رات وہ پھر آگئی اور وہی تماشا شروع کیا، ہم لوگ حیران کہ اسے قدرت کی طرف سے بار بار سزا مل رہی ہے ہم بھی گوشمالی کر دیتے ہیں مگر پھر بھی باز نہیں آتی، آخر ہم نے ہی ہار مان لی اور لٹیا کی جگہ تبدیل کر دی وہاں سے ہٹا کر دوسری جگہ چھپا کر رکھنا شروع کیا تو کہیں یہ مصیبت ٹلی۔

جن لوگوں کو گناہ کی چاٹ لگ گئی ان کی ایک رگ چھوڑ کر دماغ کی ساری رگیں پھٹ جائیں، بھیجا نکل جائے لیکن ٹی وی دیکھنا نہیں چھوڑیں گے، بینائی چلی جائے اندھے ہو جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ اندھا کر کے پھر بینائی دے دیں جب بھی ٹی وی کی چاٹ نہیں جائے گی، ایک بار کیا ہزار بار بینائی مل جائے ہر بار ٹی وی پر اسے قربان کرتے رہیں گے، اللہ اس قوم کو ہدایت نصیب فرمائے۔

مکہ کا بلا:

اب مکے کے بلے کا قصہ بھی سن لیجیے یہ تو ابھی آٹھ دس سال کی بات ہے میں مسجدِ حرام سے اپنے میزبان کے گھر آ رہا تھا وہ مجھے گاڑی پر لاتے تھے راستے میں دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے قریب آئے تو دیکھا کہ ایک بلا لوٹے میں سر پھنسائے اسی بلی کی طرح اچھل کود رہا ہے لوگ اسے دم سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں وہ نکل ہی نہیں رہا، عجیب تماشا بنا ہوا ہے، میزبان صاحب نے گاڑی روک لی کہنے لگے:

"اس قسم کے واقعہ پر عرب حضرات عجیب اور نئے الفاظ بولتے ہیں، ان کی لغت سیکھنے کے لیے یہ کلمات میں ڈائری میں لکھ لیتا ہوں اسی لیے گاڑی

روک لی ہے۔''

میں نے کہا:

''ٹھیک ہے آپ وہ الفاظ سیکھ لیں میں بھی اس واقعہ سے ایک نیا سبق سیکھ رہا ہوں۔''

سندھ کی بلی اور مکہ کے بلے سے مسلمان کی ہوس کا اندازہ کر لیجیے اس کی ہوس بلے اور بلی سے بھی کہیں بڑھ کر ہے، اسے کچھ بھی ہو جائے، مر جائے، دنیا کے لوٹے میں اس کا سر پھنس جائے، گلا کٹ جائے، دماغ کی رگیں پھٹ جائیں، خواہ کچھ بھی ہو جائے یہ ٹی وی دیکھنے سے باز نہیں آئے گا۔

گناہ چھڑانے کا آسان نسخہ:

اب نہی عن المنکر سے متعلق ایک اہم بات سمجھ لیجیے، یہاں دو چیزیں ہیں ایک ہے گناہوں سے روکنا، دوسری ہے لوگوں کو گناہوں سے متعلق بتانا، یعنی گناہ کا گناہ ہونا بتایا جائے، دونوں میں بہت فرق ہے۔ روکنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اسے کہا جائے یہ کام مت کرو مثلاً کسی کو ٹی وی دیکھتے ہوئے پایا تو اس گناہ سے روک دے کہ یہ سخت نقصان کی چیز ہے تمہارے دماغ کی رگیں تک اس سے پھٹ سکتی ہیں، بینائی بھی جا سکتی ہے، یا خطاب خاص کی بجائے عمومی انداز میں لوگوں کو منع کرتا رہے یہ روکنے کا کام کچھ مشکل ہے، کسی کو اس کی قدرت ہوتی ہے کسی کو نہیں ہوتی، یہ فریضہ ادا کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ جس جگہ روکنے کی قدرت نہیں یا مخاطب سے بات ماننے کی توقع نہیں وہاں روکنا ضروری نہیں، روکنے کے مختلف درجات ہیں موقع ومحل دیکھ کر اس کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہاں ہاتھ سے روکنا سود مند ہوگا یا زبان سے روکنا، یا یہ کہ زبان سے روکنا بھی خلاف مصلحت ہے، غرض ہر شخص اس کا اہل نہیں۔

دوسرا کام ہے صرف بتانا، کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں

روکنے کی بجائے صرف اتنا بتادیتے ہیں کہ یہ کام جو آپ کررہے ہیں گناہ ہے، سخت گناہ، اس گناہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ یہ وعیدیں ہیں، نیز اس میں یہ یہ دنیوی مفاسد اور طبی نقصان بھی ہیں۔

یہ دو چیزیں ہوگئیں، اب بتائیے! آپ صرف زبان سے بتانے پر قدرت رکھتے ہیں یا نہیں؟ روکنے کا مسئلہ تو دوسری نوعیت کا ہے، مگر زبان سے بتانے سے گناہ کو گناہ کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ اس میں بھی اگر آپ کوتاہی کرتے ہیں تو یہ کوئی عذر نہیں بلکہ جرم ہے، پہلی امتوں کی ہلاکت و بربادی کا سبب بھی یہی تھا کہ ان کے نیک افراد منکرات پر خاموش رہتے تھے، کسی کو کچھ نہ بتاتے، نتیجہ یہ کہ معاصی میں مبتلا ان بدکردار لوگوں نے گھسیٹ گھسیٹ کر نیک کردار لوگوں کو بھی معاصی میں شریک کرلیا، دونوں فریق ہم پیالہ و ہم نوالہ بن گئے، نیک و بد میں کوئی تمیز نہ رہی، آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ ان کے عبادت گزار اور صالح لوگوں کی مداہنت اور مجرمانہ سکوت نے بُرے لوگوں کو اس قدر جری اور بے باک بنادیا کہ ان کے سر ہوگئے کہ گناہوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوجاؤ اور یہ صوفیانہ باتیں چھوڑ دو، ورنہ شہر بدر کردیں گے، یہاں تمہیں جینے کا حق نہیں۔

اس امت پر ابھی تک یہ وقت نہیں آیا اور اللہ تعالیٰ یہ وقت نہ لائیں۔

منکرات دیکھ دیکھ کر تماشا بینوں کی طرح خاموش کھڑے رہنا بھی ایک بدترین منکر ہے، اگر ہاتھ یا زبان سے روک سکتے ہیں تو روک دیں، ورنہ صرف بتادینے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں، مناسب انداز سے بتادیجیے کہ یہ کام حرام ہے، اس سے مخاطب کو کوئی گرانی بھی نہ ہوگی، اور آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہوجائیں گے، اگر آپ کے بتانے پر وہ گناہ سے باز آگیا تو بہتر! ورنہ کم از کم اسے جائز یا ناجائز اور حلال و حرام کا علم تو ہوگیا، اب اگر غلطی کرے گا بھی تو غلطی سمجھ کر۔ یہ بھی بڑی بات ہے کہ مسلمان کو گناہ کا احساس ہوجائے، گناہ کو گناہ سمجھ کر ہی کرے، اس احساس سے اسے کسی وقت ندامت ہوگی اور

توبہ وانابت کا دروازہ کھلے گا، اگر بالفرض توبہ نہ بھی کی تو کم از کم دل میں احساس تو رہے گا، ندامت تو ہوگی ہی کہ گناہ کر رہا ہوں، خود کو گناہ گار تو سمجھے گا، اب یہ باغی مجرم نہیں ہوگا، اقراری مجرم ہوگا شاید اسی اقرار جرم پر ہی اللہ کی رحمت متوجہ ہو جائے، سو کم از کم مسلمان کے علم میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ یہ گناہ ہے۔

بہت موثر تدبیر:

بہشتی زیور میں کبیرہ گناہوں کی فہرست موجود ہے اسے کاغذ پر نقل کر لیجیے پھر فوٹو کاپیاں کروا کر لوگوں میں تقسیم کیجیے اور عام مجالس میں یہ فہرست پڑھ کر سنائیے لوگوں کو ذہن نشین کروانے کے لیے نمبروار پڑھ کر سنائیے کہ کبیرہ گناہوں میں نمبر ایک یہ ہے نمبر دو یہ ہے اور نمبر تین یہ...... اس کا فائدہ ضرور ظاہر ہوگا، اور نہیں تو لوگوں کے علم میں تو یہ باتیں آ جائیں گی، ورنہ آج تو حالت یہ ہے کہ کسی بڑے سے بڑے کبیرہ سے متعلق بھی لوگوں کو بتایا جائے تو وہ بڑی معصومیت سے کہتے ہیں:

''اچھا! ہمیں تو اب تک یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہ بھی کوئی کبیرہ گناہ ہے، ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ یہ گناہ ہے ہی نہیں یا یہ کہ معمولی سا گناہ ہے۔''

موقع کی مناسبت سے یہاں بھی چند واقعات سن لیجیے:

① کسی تبلیغی بھائی نے مجھے خط لکھا:

''میں نے کئی ملکوں میں وقت لگایا اور سمجھے بیٹھا تھا کہ گناہوں سے میری زندگی پاک ہوگئی، ایک گناہ بھی باقی نہیں رہا، مگر اب آپ کے متعلقین میں سے کسی نے بتایا کہ دیور سے بھی پردہ ہے، یہ سن کر میں سخت پریشان ہوں اتنے بڑے گناہ میں مبتلا رہا اور گناہ کو گناہ تک نہ سمجھا۔''

سوچیے وہ اتنی مدت غلط فہمی میں کیوں مبتلا رہا؟ اسی لیے نا کہ اسے مسئلہ کا علم نہ تھا۔

② دور کیا جائیے ہمارے دارالافتاء کے قریب ہی رہنے والے ایک شخص نے لکھا:

''میں تیس سال سے تبلیغ میں لگا ہوا ہوں اندرون و بیرون ملک کئی طویل تبلیغی سفر کر چکا ہوں لیکن دارالافتاء کبھی آنے کا اتفاق نہیں ہوا، آخر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی ایک بار اندر آ ہی گیا، بیان سنا تو پہلی بار احساس ہوا کہ پردہ کس قدر مؤکد اور مہتم بالشان حکم ہے، اور میں تبلیغ میں عمر صرف کر دینے کے باوجود اب تک کتنے بڑے کبیرہ گناہ میں مبتلا رہا اور خود کو پارسا سمجھتا رہا۔''

③ یہاں مغربی ممالک میں چونکہ نوجوان طبقے میں ڈاڑھی منڈانے کی لعنت عام ہے اس لیے اس موضوع پر متعدد بیان ہوئے ہیں جن میں ڈاڑھی کی عظمت اس کی شرعی حیثیت اور ڈاڑھی منڈانے یا کٹانے پر وعیدیں کھول کھول کر بیان کی گئیں جس کے نتیجے میں متعدد نوجوانوں نے ڈاڑھی رکھ لی اور اس کبیرہ گناہ سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو گئے، کئی نوجوانوں نے چہرے پر ڈاڑھی سجانے کے بعد آ کر اپنی صورتیں دکھائیں اور برملا کہا:

''ہمیں اب تک معلوم ہی نہ تھا کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے جو بغاوت کے ذیل میں آتا ہے، ورنہ ہم کب کے اس سے تائب ہو گئے ہوتے۔ ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ڈاڑھی رکھنا بس سنت ہے۔''

دیکھیے! ایک طرف تو جہالت کا کرشمہ کہ اتنے بڑے سنگین اور مہلک گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھتے تھے اور مدتوں اس میں مبتلا رہے۔

دوسری طرف نہی عن المنکر کی برکت کہ اتنے لوگ ایسے قدیم گناہ سے ایک دم تائب ہو گئے، اگر کوئی سمجھانے والا نہ ملتا تو یونہی زندگی بھر اس کبیرہ گناہ اور علانیہ بغاوت میں مبتلا رہتے۔

④ کراچی ہی کے کسی علاقہ سے ایک بار فون آیا:

''یہاں ایک امام مسجد ہیں جو ڈاڑھی منڈے کو فاسق کہتے ہیں آپ انہیں سمجھائیں کہ ایسی گستاخی سے باز آ جائیں، یہ ہمیں کس دلیل سے فاسق

کہتے ہیں جب کہ ہم حج اور عمرے کرتے ہیں، صدقہ خیرات کرتے ہیں،
ان کی اقتداء میں نمازیں اداء کرتے ہیں، ہمارا پورا خاندان ہی دین میں
بہت آگے ہے۔''

مجھے اس کی بے ہودہ تقریر سُن کر صدمہ تو ہوا مگر دوسرے پہلو سے خوشی بھی ہوئی کہ یہ سر پھرا امام کہاں سے آگیا جو کسی کی رورعایت کیے بغیر ایسی کھری کھری سنا رہا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ یہ امام صاحب کون ہیں؟ تو وہ بولا:

''یہ امام صاحب آپ کے ہاں آتے جاتے ہیں۔''

میں نے کہا: ...... ''بس! بس! مسئلہ حل ہو گیا۔''

دیکھیے! ان مولوی صاحب نے کسی کو گالی تو نہیں دی، کوئی بے دلیل اور غلط بات بھی نہیں کہی، ایک صاف اور سچی بات کہہ دی:

''اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب صورت سے نفرت کرنے
والا مسلمان اللہ تعالیٰ کا نافرمان ''فاسق'' ہے۔''

مگر چونکہ ایسی بات کہنے سننے کا عام دستور نہیں، ائمہ حضرات کا پورا زورِ بیان عموماً فضائل ومناقب یا اس قسم کے مسائل پر صَرف ہو رہا ہے جن کا عوام کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے وہ حاجی صاحب ایسی بات سننے کی بھی تاب نہ لا سکے، فضائل سننے کے ہی عادی تھے اس لیے ایسی کڑوی بات سن کر تلملا اُٹھے۔

اگر اس قسم کی باتیں کہتے سنتے رہیں تو اولاً تو بہت سے لوگ سُن کر توبہ کرلیں اور گناہوں سے باز آجائیں، اگر توبہ نہ کریں تو کم سے کم علم تو ہو جائے گا کہ غلط راستہ پر جارہے ہیں، یہ تو نہیں ہوگا کہ جارہے ہوں جہنم کے راستہ پر اور سمجھتے رہیں کہ جنت مل گئی، ایسے لوگوں پر تو ہدایت کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ کہنے سننے کے نتیجے میں کم از کم اس خطرناک گمراہی سے تو بچ جائیں گے، میں بجز دعاء ومشورہ کے اور کیا کر سکتا ہوں؟ مشورہ یہی جو دے چکا کہ بہشتی زیور سے کبیرہ گناہوں کی فہرست تیار کریں اور مجالس

میں پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں، اور بہشتی زیور ہی کے حوالے سے پڑھیں، اپنی طرف سے کوئی ایک لفظ بھی نہ ملائیں، یہ بھی نہ کہیں کہ یہ کام گناہ ہے، بس پڑھ پڑھ کر سنا دیجیے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائیں، اپنی ہر نافرمانی سے بچائیں، دل میں اپنی اتنی محبت پیدا فرمادیں کہ چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔

منکرات سے نہ روکنے پر وعیدیں:

افسوس آج علماء اور مشائخ تک نہی عن المنکر کے اہم فریضہ کو یکسر فراموش کر بیٹھے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ آج ہر گناہ وباء عام کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی کا سیلاب تمام بند توڑ چکا ہے، ٹی وی کی لعنت نے گھر گھر سینما ہال کھول دیے، برائیوں کے معاملہ میں لوگوں کی بے حسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ بہت سے کبائر کو وہ گناہوں کی فہرست سے ہی خارج کر چکے ہیں، بعض علماء کی مداہنت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ حضرات نہ صرف یہ کہ یہ سب کچھ خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں بلکہ ان گناہوں میں خود شریک ہو ہو کر لوگوں کے حوصلے بڑھا رہے ہیں، اور اپنے اس رویہ سے عوام کی نظر میں ان کبائر کا جواز ثابت کر رہے ہیں، ان کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کس قدر سنگین اور بھاری جرم ہے اس کا اندازہ ان آیات اور احادیث سے کیجیے:

① وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ (۳-۱۰۴)

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔''

② كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥ (۳-۱۱۰)

''تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔''

③ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ٥ (۳-۱۱۴)

''اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں۔''

④ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ٥ (۵-۶۳)

''کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے، وہ بہت ہی برے عمل کر رہے ہیں۔''

اُمتوں کی تباہی کا سبب یہی چیز بنتی ہے کہ مشائخ و علماء لوگوں کو گناہوں میں مبتلا دیکھ کر گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔

⑤ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ٥ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ٥ (۵-۷۸،۷۹)

''ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل میں کے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم

کی، یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔ آپس میں منع نہ کرتے برے کام سے جو وہ کر رہے تھے، کیا ہی برا کام ہے جو کرتے تھے۔"

اس آیت کی تفسیر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ آگے نمبر ۲۱ کے تحت مندرج حدیث میں ہے۔

⑥ **اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ** (۷-۱۵۷)

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔"

⑦ **وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ○ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ ۭ بَئِیْسٍۭ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○** (۷-۱۶۴، ۱۶۵)

"اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے رُوبرو عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔ پھر جب وہ بھول گئے اس کو جو ان کو سمجھایا تھا تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو برے عذاب میں بسبب ان کی

نافرمانی کے۔"

پہلی آیت میں تین قسم کے لوگوں کا بیان ہے:

① اللہ کے نافرمان لوگ۔

② صالحین جو خود تو نافرمانیوں سے بچتے تھے مگر دوسروں کو نہ روکتے تھے۔

③ خود بھی نافرمانیوں سے بچنے والے اور دوسروں کو بھی روکنے والے۔

دوسری آیت میں پہلی اور تیسری قسم کے انجام کا بیان تو ہے کہ نافرمانوں کو تباہ کر دیا اور برائیوں سے روکنے والوں کو عذاب سے بچالیا، مگر دوسری قسم یعنی جو لوگ خود برائیوں سے بچتے تھے مگر دوسروں کو نہ روکتے تھے، ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا کہ عذاب سے بچ گئے یا تباہ کر دیے گئے۔

قرآن وحدیث کی دوسری نصوص کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے۔

ان لوگوں کے بارے میں دو احتمال ہیں:

① گناہوں سے روکنے کی استطاعت کے باوجود نہ روکتے تھے۔

اس صورت میں یہ بھی ظالم اور مجرم ٹھہرے اس لیے ان کو بھی تباہ کر دیا گیا۔

② جبراً روکنے کی استطاعت نہ تھی اور زبانی نصیحت کے قبول کی امید نہ تھی۔

اس صورت میں تبلیغ کرنا فرض نہیں، افضل ضرور ہے مگر سکوت بھی جائز ہے، اس لیے ان لوگوں کو بچالیا گیا۔

اس صورت میں بھی گناہوں سے بچنے کی تبلیغ کرنے والوں کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے آیت میں صرف ان کی نجات کا ذکر کیا گیا، دوسری قسم کا ذکر چھوڑ دیا۔

پہلی آیت کے ظاہر سے دوسرے احتمال کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، یعنی یہ لوگ امید قبول نہ ہونے کی وجہ سے نصیحت نہ کرتے تھے، چونکہ اس صورت میں تبلیغ فرض نہیں، اس لیے ان کو بھی عذاب سے بچالیا گیا، مگر افضل طریقہ چھوڑ دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر کو چھوڑ دیا۔

⑧ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝ (۸-۲۵)

''اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔''

⑨ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝ (۹-۷۱)

''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔''

⑩ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۹-۱۱۲)

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع اور سجدہ کرنے والے نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے۔''

⑪ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ۝ (۱۱-۱۱۶، ۱۱۷)

''سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے رہے تھے، اور تھے گنہگار، اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں۔''

یہ پچھلوں کا حال سنا کر امت محمدیہ کو ابھارا گیا ہے کہ ان میں ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کرنے والے بکثرت موجود رہنے چاہئیں، گزشتہ قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ عام طور پر لوگ عیش و عشرت کے نشہ میں چور ہو کر جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور بڑے بااثر لوگ جن میں کوئی اثر خیر باقی تھا انہوں نے منع کرنا چھوڑ دیا، اس طرح کفر و عصیان اور ظلم و طغیان سے دنیا کی جو حالت بگڑ رہی تھی اس کا سنوارنے والا کوئی نہ رہا، چند گنتی کے لوگوں نے ''امر بالمعروف'' کی کچھ آواز بلند کی مگر نقار خانہ میں طوطی کی صدا کون سنتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ منع کرنے والے عذاب سے محفوظ رہے باقی سب قوم تباہ ہوگئی۔

⑫ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (۲۲-۴۱)

''یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔''

⑬ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (۳۱-۱۷)

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت فرما رہے ہیں:

''بیٹا! نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر، یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

بیٹے کو یہ تنبیہ بھی فرمادی کہ برائیوں سے روکنے پر لوگ دشمن ہو جائیں گے، طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا، ساتھ ہی صبر وتحمل کا نسخہ بھی بتادیا کہ اللہ کی راہ میں پہنچنے والی مصیبتیں برداشت کرنے کے لیے ہمت کو بلند کریں۔

⑭ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (۱۰۳-۱تا۳)

''قسم ہے زمانہ کی (یعنی زمانے کی تاریخ اور دنیا میں نیک وبد کے انجام کے واقعات شاہد ہیں) کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو اعتقادِ حق (پر قائم رہنے) کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔''

حاصل یہ کہ دنیا وآخرت کے خسارہ وعذاب سے صرف وہی انسان بچ سکتا ہے جو چار کام کرے:

① اپنے عقائد درست کرے۔
② اپنے اعمال درست کرے، ہر قسم کی نافرمانی سے بچے۔
③ دوسروں کو عقائدِ صحیحہ کی تبلیغ کرے۔
④ دوسروں کو ترکِ منکرات کی تبلیغ کرے اور اس پر جو مصائب پہنچیں ان پر صبر کرنے کی وصیت کرے۔

⑮ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ

فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان (رواہ مسلم)

''تم میں جو شخص گناہ کی بات دیکھے اس پر فرض ہے کہ اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روک دے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے روکے، اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔''

دل سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں درد اٹھے کہ اگر قدرت ہوتی تو میں اس برائی کو مٹا کر چھوڑتا، اس درد کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو، جیسا کہ نمبر ۲۳ کے تحت مندرج حدیث میں ہے۔

⑯ والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم. (رواہ الترمذی)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دیں گے پھر تم اس سے دعاء کرو گے تو دعاء قبول نہ ہوگی۔''

⑰ ان الناس اذا راوا الظالم فلم یاخذوا علیٰ یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب وقال عمرو عن ھشیم وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن قوم یعمل فیھم بالمعاصی ثم یقدرون علیٰ ان یغیروا ثم لا یغیروا الا یوشک ان یعمھم اللہ منہ بعقاب. (رواہ ابوداؤد)

''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں اور اسے ظلم سے باز نہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کو عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔''

⑱ مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علیٰ ان یغیروا علیہ فلا یغیرون الا اصابھم اللہ بعذاب من

قبل ان یموتوا. (رواہ ابوداؤد)
''کسی قوم میں ایک شخص گناہوں کا ارتکاب کرے اور قوم قدرت کے باوجود اسے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے پہلے اس قوم کو عذاب میں مبتلا کردیتے ہیں۔''

⑲ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم یعمل فیھم بالمعاصی ھم اعز منھم وامنع لا یغیرون الا عمھم اللہ بعقاب.**
(رواہ ابن ماجہ)
''اللہ تعالیٰ عام لوگوں پر خاص خاص مجرمین کی بدعملی کے سبب اس وقت تک عذاب مسلط نہیں کرتے جب تک کہ وہ برائی کو اپنے درمیان ہوتے ہوئے دیکھ کر قدرت کے باوجود روک ٹوک نہ کریں، جب یہ کیفیت ہو تو اللہ تعالیٰ (بلا امتیاز نیک و بد) عوام و خواص کو عذاب میں مبتلا کردیتے ہیں۔''

⑳ **عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: دخل علیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعرفت فی وجھہ ان قد حضرہ شیٔ فتوضأ وما کلم احدا ثم خرج فلصقت الحجرۃ اسمع ما یقول فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال: یا ایھا الناس ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول لک مروا بالمعروف وانھوا عن المنکر قبل ان تدعونی فلا اجیبکم وتسألونی فلا اعطیکم وتستنصرونی فلا انصرکم.** (رواہ ابن حبان فی صحیحہ وابن ماجہ)
''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، چہرۂ انور دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرما کر مسجد تشریف لے گئے اور کسی سے کلام نہ فرمایا، میں نے حجرہ کے قریب آکر سُنا تو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ارشاد فرمارہے تھے، لوگو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو پہلے اس سے کہ مجھے پکارو تو میں تمہاری پکار کا جواب نہ دوں، مجھ سے مانگو تو میں تمہیں عطا نہ کروں اور مجھ سے مدد چاہو تو میں تمہاری مدد نہ کروں۔"

(۲) عن امرأة من الانصار قالت دخلت علی أم سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها فدخل علیها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کأنه غضبان فاستترت منه بکم درعی فتکلم بکلام لم افهمه فقلت یا أم المؤمنین کأنی رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل وهو غضبان فقالت نعم او ما سمعت ما قال قلت وما قال قالت قال ان الشر اذا فشا فی الارض فلم یتناه عنه ارسل اللّٰہ عزوجل بأسه علی اهل الارض قالت قلت یا رسول اللّٰہ وفیهم الصالحون قالت قال نعم وفیهم الصالحون یصیبهم ما اصاب الناس ثم یقبضهم اللّٰہ عزوجل الیٰ مغفرته ورضوانه او الیٰ رضوانه ومغفرته. (رواہ احمد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور چہرۂ انور پر غصہ کے آثار تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا برائیاں جب زمین میں عام پھیل جائیں اور ان پر روک ٹوک نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ تمام اہل زمین پر اپنا عذاب بھیج دیتے ہیں۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا:

"کیا ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے ان کو بھی وہی عذاب پہنچے گا جو عام لوگوں کو پہنچے گا پھر (مرنے کے بعد) انہیں اللہ تعالیٰ اپنی بخشش اور

خوشنودی کی طرف کھینچ لیں گے۔"

تنبیہ:

آخرت میں بخش دیے جانے والوں سے وہ مداہن لوگ مراد نہیں جو استطاعت کے باوجود برائیوں سے نہ روکتے تھے، اس سے اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے مراد ہیں جو حتی المقدور برائیوں سے روکنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے مگر پھر بھی لوگ باز نہ آتے تھے۔

۴۲ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نھتھم علماء ھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم واکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتیٰ تاطروھم اطرا. (رواہ الترمذی وابوداؤد) **وفی روایۃ قال کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتاخذن علی یدی الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علیٰ بعض ثم لیلعنکم کما لعنھم.** (مشکوٰۃ)

"جب بنی اسرائیل گناہوں میں گرفتار ہوئے تو اُن کے علماء نے انہیں روکا لیکن وہ باز نہ آئے پھر علماء نے خود بھی ان کی ہم نشینی اختیار کرلی اوران کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوگئے، آخر اللہ تعالیٰ نے بھی (ان کے ساتھ

یکساں سلوک اختیار کرتے ہوئے) ان میں بعض کے دل بعض کے ساتھ ملا دیے، ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبانی لعنت بھیجی، یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ یہ فرما کر اٹھ بیٹھے پھر ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم بھی اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک ان ظالموں کو گناہوں سے منع نہ کرو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا ہے (کہ مداہنت کرتے ہوئے نجات پا جائیں) اللہ کی قسم! نیکی کا حکم کرتے رہو برائی سے منع کرتے رہو، ظالم کا ہاتھ پکڑے رہو اس کو حق کی طرف مائل کرو اور حق پر روکے رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دل بعض کے ساتھ ملا دیں گے اور تم پر بھی ایسی ہی لعنت کریں گے جیسی بنی اسرائیل پر کی۔"

﴿۴۳﴾ **عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوحی اللّٰہ عزوجل الیٰ جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا قال فقال یارب ان فیھم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال فقال اقلبھا علیھم فان وجھہ لم یتمعر فی ساعۃ قط.** (رواہ البیہقی)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دیں۔

انہوں نے عرض کیا اے رب! ان لوگوں میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لحظ بھی کبھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص پر اور دوسرے لوگوں پر شہر کو اُلٹ دو اس لیے کہ میری وجہ سے ایک لحہ بھی اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا۔"

کھلے بندوں لوگ میری نافرمانی کرتے رہے مگر اس کے چہرے پر تیوری تک نہ

آئی، مداہن بن کر صرف اپنی عبادت میں مگن رہا۔

(۴) **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل القائم علیٰ حدود اللہ عزوجل والواقع فیھا کمثل قوم استھموا علی سفینۃ فاصاب بعضھم اعلاھا وبعضھم اسفلھا فکان الذی فی اسفلھا اذا استقوا من الماء مروا علی من فوقھم فقالوا لوا انا خرقنا فی نصیبنا خرقا ولم نوذمن فوقنا فان یترکوھم وما ارادوا ھلکوا جمیعا وان اخذوا علیٰ ایدیھم نجوا جمیعا.** (رواہ البخاری)

''حدود اللہ پر قائم رہنے والے اور حدود اللہ میں پڑنے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو باہم قرعہ اندازی کر کے ایک کشتی پر سوار ہوئے بعض اس کی نچلی منزل پر اور بعض اوپر کی منزل پر بیٹھ گئے، نچلی منزل والے پانی لینے کے لیے اوپر والوں پر گزرتے رہے جس سے انہیں ایذاء پہنچتی، اس لیے نچلی منزل والوں نے کلہاڑا لے کر کشتی میں سوراخ کرنا شروع کیا، اوپر والوں نے آکر اس کا سبب دریافت کیا تو بولے کہ ہماری وجہ سے تمہیں ایذا پہنچ رہی ہے اور ہمیں پانی کے بغیر چارہ نہیں، اب اگر اوپر والے انہیں نہ روکیں تو سب غرق ہوں گے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑلیں تو سب بچ جائیں گے۔''

یہ بطورِ نمونہ چند آیات اور احادیث پیش کی گئی ہیں، انہیں دیکھ کر علماء اور دینی مقتدیٰ اندازہ کرلیں کہ ان حالات میں ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ اور کس حد تک وہ اس سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں؟

ایک غلط خیال کی اصلاح:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فساق وفجار کو اچھی مجالس اور نیک صحبت میں لانا بھی منکرات سے روکنے کا ایک طریقہ ہے، اچھی صحبت کے اثر سے کچھ کہے بغیر ہی گناہ

چھونے لگتے ہیں۔

اس طریقہ میں اتنی بات تو صحیح و مسلّم ہے کہ اچھی صحبت کا اچھا اثر ہوتا ہے مگر صرف اسی پر اکتفاء کرنا اور گناہوں کی تفصیل اور ان پر عذاب و وعیدیں نہ بتانا مداہنت ہے، اس میں کئی فسادات ہیں:

① اگر منکرات سے روکنے کی اس تدبیر کو کافی سمجھ لیا جائے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ معاذ اللہ! اس حکمتِ عملیہ کا اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد چودہ سو سال تک پوری امت میں سے کسی کو بھی علم نہ تھا، معاذ اللہ! قرآن، حدیث اور فقہ کے ذخائر میں امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا ذکر اور اس میں مداہنت پر وعیدیں سب بے کار ہیں اور حکمتِ عملیہ کے سراسر خلاف ہیں۔ جہاد، تعزیرات اور حدود و قصاص کے تمام احکام بالکل بے معنی اور سراسر ظلم ہیں۔

② حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی صحبت و نصیحت سے زیادہ موثر کوئی چیز نہیں ہوسکتی اس کے باوجود بھی سب لوگوں کی ہدایت کے لیے کافی نہ ہوئی، اکثر نے قبول نہ کیا، اس لیے تعزیرات، حدود و قصاص اور جہاد کے احکام نازل کیے گئے۔

③ اچھی صحبت میں آنے کے باوجود کئی گناہوں کے گناہ ہونے کا جب علم ہی نہ ہوگا تو ان سے توبہ کیونکر کرے گا؟ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ تبلیغی جماعت میں عمریں صرف کردینے والے کئی حضرات کو علم نہ تھا کہ شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا اور ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا گناہ ہے، وہ اتنے بڑے کبیرہ گناہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علانیہ بغاوت کو ہلکا تو کیا صغیرہ گناہ بھی نہ سمجھتے تھے۔

④ اگر کوئی اچھی صحبت کے اثر سے ایسے گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس کو صرف بہتر حالت سمجھتا ہے اس لیے وہ اس سے پہلے جو ان کبائر اور علانیہ بغاوتوں کا ارتکاب کرتا رہا ان سے توبہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا حتیٰ کہ اسی حالت میں یعنی کبیرہ گناہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی بغاوتوں سے توبہ کیے بغیر موت آجاتی ہے۔

⑤ اگر اچھی صحبت میں پہنچتے ہی محبت، نرمی اور دل سوزی سے ترکِ منکرات کی تبلیغ بھی خطابِ عام کی صورت میں جاری رکھی جائے تو شاید سننے والا پہلے روز یا چند دنوں کے بعد توبہ کرلے ورنہ کم از کم اس کے دل میں ندامت تو پیدا ہو ہی جائے گی اور خود کو اقراری مجرم سمجھنے لگے گا، یہ ندامتِ قلب بھی بہت بڑی دولت ہے۔ ترکِ منکرات کی تبلیغ نہ کرنے کی صورت میں اگر کسی کو محض اثرِ صحبت سے کچھ مدت کے بعد توبہ کی توفیق ہو بھی گئی تو توبہ سے قبل جتنا وقت گناہوں میں گزرے گا اس کا عذاب اور وبال ان مداہن لوگوں پر بھی ہوگا جو اس کی تبلیغ نہیں کرتے اور اگر توفیقِ توبہ سے قبل ہی موت آگئی تو ایک مسلمان کو جہنم میں پہنچانے کی ذمہ داری ان مداہن لوگوں پر ہوگی جنہوں نے اسے ترکِ منکرات کی تبلیغ نہ کی۔

بچوں کی صحیح تربیت کا اہتمام:

جو دین دار مسلمان خود منکرات ومعاصی سے بچے ہوئے ہیں، گھروں کے ماحول کو بچائے ہوئے ہیں، اگر وہ دین داری کو نسلوں تک باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کا پورا اہتمام کریں، ٹی وی، وی سی آر اور معاشرے کے دوسرے گناہوں سے ان معصوم ذہنوں کو یوں بچائیں جیسے دہکتی آگ سے، بچے کی سب سے پہلی اور سب سے بنیادی تربیت گاہ گھر کی چار دیواری ہے، جو لوگ گھروں کو شیطانی اثرات سے پاک کیے بغیر بچوں کو پاک دیکھنا چاہتے ہیں، ان کی دینی نشو ونما چاہتے ہیں، وہ نادان خود فریبی کا شکار ہیں، خود دین دار بنے بغیر، گھروں کا ماحول درست کیے بغیر بچوں کو دین دار بنانا مشکل ہے، گھر کا ماحول درست ہو تو بچوں کی ذہنیت کیسی بنتی ہے؟ ان کی اٹھان کیسی ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ چند واقعات سے لگائیے:

① پہلا قصہ حضرت شاہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا سنا چکا ہوں کہ بالکل معصوم بچے

ہیں لیکن کسی بڑے کے ہاتھ میں کتا دیکھ کر اسے نصیحت کرتے ہیں کہ یہ گناہ کا کام چھوڑ دے، وہ اس گناہ کی تاویل کرتا ہے تو اسے مُسکت جواب دیتے ہیں۔

② دوسرا قصہ میری بچی کا ہے، ایک بار اسے تقریباً دو سال کی عمر میں بخار ہو گیا تو میں ڈاکٹر کے پاس لے گیا، ڈاکٹر کی میز پر پلاسٹک کا مرغ رکھا ہوا تھا، بچی بڑے غور سے اسے دیکھنے لگی، ڈاکٹر نے اس کا شوق دیکھا تو مرغ اسی کو پکڑا دیا، میں نے سوچا معصوم بچی ہے، بیمار ہے اور گھر سے بھی باہر ہے اگر اسے کہوں کہ مت لو تو شاید رونے لگے، لیکن جیسے ہی مطب سے نکلے بچی کہتی ہے:

''ابا جی! اس کی گردن توڑ دوں۔''

میں نے کہا:............''ہاں! ہاں! توڑ دو۔''

اس نے فوراً گردن توڑ کر پھینک دیا، اب معلوم ہوا کہ پہلے بھی گھور گھور کر اسی لیے دیکھ رہی تھی کہ یہ میری دسترس سے تو دور ہے اس کی گردن کیسے توڑ دوں؟

③ تیسرا قصہ مکہ مکرمہ کا ہے، میں اپنے میزبان کے گھر بیٹھا تلاوت کر رہا تھا پاس ہی ان کا معصوم سا بچہ بیٹھا رسالے اُلٹ پلٹ رہا تھا، اچانک چیخ پڑا:

''صُورَۃ''

چیخ اس زور سے لگائی جیسے کہیں سے شیر آ گیا ہو یا سانپ نکل آیا ہو۔

پھر جلدی سے گیا قلم لا کر تصویر مٹادی حالانکہ بڑی خوبصورت رنگین تصویر تھی اور بچہ بھی اس قدر کمسن معصوم کہ اسے اپنی عمر کا بھی پتا نہیں تھا، میں نے اس سے پوچھا:............**کم سنک؟**

''آپ کی عمر کتنی ہے؟''

بولا:............**اربع۔** ''چار''

میں نے کہا:............**اربع سنین او اربعۃ اشھر ام اربعۃ ایام؟**

وہ بولا:............**لاادری۔**

''مجھے معلوم نہیں۔''

نیک والدین کی تربیت کا اثر دیکھیے کہ تصویر دیکھتے ہی اتنا ننھا سا بچہ بھی بے چین ہو جاتا ہے اور اسے منائے بغیر چین نہیں لیتا۔

اس بچے کے والد کی قربانی دیکھیے کہ یہ امریکا میں ایک بڑے منصب پر فائز بہت بڑی تنخواہ پا رہے تھے، ان کی معصوم بچی کو وہاں کسی عورت نے گڑیا دے دی، اس کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے کہ یہاں ہمارے بچوں کی صحیح تربیت ناممکن ہے، بچے اس ماحول میں بگڑ جائیں گے، اپنا اور بچوں کا دین بنانے کے لیے انہوں نے اپنی دنیا قربان کی، بڑا منصب اور بڑی تنخواہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ آ گئے، یہاں منصب بھی نسبۃً چھوٹا اور تنخواہ بھی کم، لیکن بحمد اللہ دین کامل ہے۔

بچوں کے دل و دماغ تو خالی تختی کی طرح ہیں صاف تختی پر جو چیز لکھ دی جائے وہ نقش ہو جائے گی، قرآن مجید کی آیات لکھ دیں یا گالیاں لکھ دیں۔ بچوں کے بننے یا بگڑنے کا سبب ان کے والدین ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مامن مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه. (متفق علیہ)

''ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

بچے تو پیدائشی طور پر مسلمان ہوتے ہیں ان کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار والدین ہیں، اگر بچوں کی صحیح دینی تربیت کریں تو یہ بچے ان کے لیے ذخیرۂ آخرت ہیں، آنکھوں کی ٹھنڈک اور وسیلۂ نجات ہیں، اور اگر دین سے انہیں بیگانہ رکھیں خواہ ان کی دنیا پوری طرح بنا سنوار دیں تو یاد رکھیے یہی اولاد قیامت کے روز والدین کا گریبان پکڑے گی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے خلاف استغاثہ دائر کرے گی۔

ہر فساد کا علاج جہاد:

حقیقت یہ ہے کہ ہر قسم کے فتنہ وفساد کا علاج صرف جہاد ہے، قرآن وحدیث کے علاوہ زمانہ کی تاریخ بھی شاہد ہے کہ جب تک جہاد کے ذریعہ کفر وشرک اور فسق وفجور کی کمر نہیں توڑ دی جاتی اس وقت تک دنیا میں امن نہیں قائم ہوسکتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے قتال کا حکم فرمایا ہے:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (۸-۳۹)

''اور ان سے قتال کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پورا دین اللہ کا ہو جائے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ سنادیا۔

من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علیٰ شعبۃ من نفاق.
(رواہ مسلم)

''جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔''

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے دل میں نفاق کی موت سے بچنے کی فکر اور اللہ کی زمین پر صرف اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے جہاد میں نکل کر اللہ کے لیے جان لینے اور جان دینے کے جذبات پیدا فرمائیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العلمین.

خلفاء مجازین بیعت

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے اجازتِ بیعت سے متعلق درج ذیل مضمون خود اپنے قلمِ مبارک سے تحریر فرمایا:

”اجازتِ بیعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خلیفۂ مجاز درجۂ کمال تک پہنچ گیا ہے، بلکہ اس بناء پر بیعت کی اجازت دی جاتی ہے کہ اس میں اپنی ذات میں صلاح و تقویٰ، دوسروں کی اصلاح کی اہلیت' اور ان دونوں اوصاف میں بقدرِ ضرورت رسوخ کا ظنِ غالب ہے' اور اگر اس نے غفلت نہ کی بلکہ کام میں لگا رہا تو اوصافِ مذکورہ میں کمال کی توقع ہے۔

بغرضِ تسہیل بیانِ مذکور کا حاصل نمبروار درج کیا جاتا ہے:

۱۔ اوصافِ مذکورہ میں بقدرِ ضرورت رسوخ کا ظنِ غالب ہے' یقین نہیں اور یقین ہو بھی نہیں سکتا۔

۲۔ یہ ظنِ غالب حالتِ موجودہ کے پیشِ نظر ہے، آئندہ خدانخواستہ کسی کی حالت میں تغیر آگیا تو اجازت از خود منسوخ ہو جائے گی۔

۳۔ اگرچہ فی الحال اوصافِ مذکورہ میں رسوخ بدرجۂ کمال نہیں مگر قوی امید ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس رسوخ کا درجۂ کاملہ بھی حاصل کر لے گا، اگر خدانخواستہ اس نے اپنی غفلت اور ناقدردانی سے خود ہی اپنی اس صلاحیت کو ضائع کر دیا تو اجازت از خود منسوخ ہو جائے گی۔

تفصیلِ مذکور کی روشنی میں ہر اجازت یافتہ کو بھی خوب سمجھ لینا اور اس کا استحضار رکھنا لازم ہے کہ اجازتِ بیعت اس کے کمال کی سند نہیں کہ اب مطمئن ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ اس سے اس کی تشجیع وہمّت افزائی مقصود ہے، تاکہ اس میں اپنی ذمہ داری کے احساس میں مزید ترقی ہو، اور وہ مزید ہمّت سے کام لے۔

خلفاء مجازین میں سے اگر کوئی اطلاعِ احوال کا سلسلہ قائم نہیں رکھے گا تو اس کی اجازت منسوخ کر دی جائے گی۔

اگر آئندہ کسی کی اجازت منسوخ کر دی گئی تو اس کے بعد شائع ہونے والی فہرست سے اس کا نام حذف کر دیا جائے گا۔"

اصولِ مذکورہ کے مطابق حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے جن حضرات کو اجازتِ بیعت عطاء فرمائی ہے اُن کی فہرست درجِ ذیل ہے:

فہرست خلفاء مجازین بیعت

① قاری فتح محمد شیخ القراء۔ ص ب ۱۴۴۳ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
② مفتی عبد الرحیم نائب رئیس جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
③ مفتی محمد مسعود اظہر قائد الجہاد العالمی واسیر کشمیر
④ مفتی محمد صدیق۔ مہتمم مدرسہ محمدیہ سچیڈنو دریاہ براستہ ٹنڈو آدم۔
⑤ مفتی غلام مصطفیٰ۔ استاذ و مفتی ضیاء العلوم۔ باغبانپورہ۔ لاہور
⑥ مفتی خالد۔ استاذ و مفتی عین العلوم۔ گشت۔ سراوان۔ ایران
⑦ مولوی عبد اللطیف۔ خطیب مسجد میڈیکل کالج جام شورو۔ ضلع دادو
⑧ مفتی عبد القادر۔ استاذ و مفتی دار العلوم کبیر والا۔ ضلع ملتان

⑨ مولوی محمد انور۔ استاذ عین العلوم گشت۔ سراوان۔ ایران
⑩ محمد اسد اللہ۔ ص ب ۱۶۷۔ ینبوع۔ سعودیہ عربیہ
⑪ مولوی محمد۔ استاذ عین العلوم گشت۔ سراوان۔ ایران
⑫ مفتی محمد ابراہیم مدیر و مفتی جامعہ محمودیہ گلشن عزیز کالونی صادق آباد ضلع رحیم یار خان
⑬ مفتی محمد عبد اللہ۔ استاذ و مفتی دار العلوم کراچی نمبر ۱۴
⑭ سیّد قمر الدین احمد۔ ناظم جائیداد خیر المدارس۔ ملتان
⑮ مفتی سیّد عبد القادر نشتیفان۔ خواف۔ تربت حیدریہ۔ خراسان۔ ایران
⑯ محمد رمضان المقری۔ استاذ مدرسۃ العلوم الشرعیہ ص ب ۷۰۶۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
⑰ الدکتور محمد عبد الواحد السید۔ استاذ جامعۃ ام القری۔ ص ب ۸٤٤ مکۃ المکرمۃ
⑱ مولوی عبد الرحیم۔ خطیب مسجد حقانی۔ محلہ پاٹولی۔ ٹنڈو اللہ یار۔ ضلع حیدر آباد
⑲ مولوی جہانگیر۔ سی ۱۷-۱۔ بلاک ۲/۱۳ گلشن اقبال۔ کراچی نمبر ۴۷
⑳ مفتی محمد اسمٰعیل۔ ناظم جمعیۃ العلماء برطانیہ۔ صوبہ لندن۔ ۷ کونسبیچ وڈ کلپٹن ۹ کیو، جے۔ لندن۔ ای ۵۔ انگلینڈ
㉑ مفتی محمد قاسم۔ استاذ و مفتی دار العلوم خیابانِ خیام۔ زاہدان۔ ایران
㉒ مولوی دین محمد۔ ص ب ۳۶۶۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
㉓ مفتی عبد الواحد مفتی و استاذِ حدیث جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
㉔ مولوی خان حلیم۔ مہتمم المدرسۃ الحلیمیہ فی الدروس القرآنیہ۔ دریہ خیل۔ ڈاکخانہ میران شاہ۔ شمالی وزیرستان
㉕ مفتی محبوب اللہ۔ استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الشرعیۃ۔ ویسٹریج بیکری چوک، راولپنڈی

(۲۶) مفتی محمد موسیٰ مفتی واستاذِ حدیث جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
(۲۷) مولوی علی محمد۔ استاذ سراج العلوم۔ کزور۔ ایران
(۲۸) مولوی فیض اللہ۔ استاذ جامعہ محمدیہ۔ وانہ کیمپ۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
(۲۹) مولوی محمد رفیق۔ خطیب عالمگیر مسجد۔ عالمگیر روڈ۔ کراچی
(۳۰) مولوی احمد حسن۔ خطیب جامع ہیڈ آفس۔ پاکستان اسٹیل ملز۔ کراچی
(۳۱) مولوی محمد اشرف۔ اللہ جان کلے۔ ٹانک۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
(۳۲) مولوی محمد ظریف۔ صدر المدرسین جامعہ دار العلوم العربیۃ۔ قلعہ عبد اللہ
(۳۳) مفتی محمد خالد مدیر و مفتی دار العلوم الاسلامیہ ہالا۔ ضلع حیدر آباد
(۳۴) مفتی شہید اللہ مدیر و مفتی جامعہ رشیدیہ۔ ضلع فینی۔ بنگلہ دیش
(۳۵) مفتی عبد الباری۔ استاذ و مفتی مدرسہ قاسم العلوم منگچر مستونگ۔ ضلع قلات۔ بلوچستان
(۳۶) مولوی محمد ابراہیم دامنی۔ استاذ جامعہ حقانیہ۔ ایرانشہر
(۳۷) مفتی کمانڈر عبد الحلیم قاضی مرافعہ (ہائی کورٹ) صوبہ خوست و مہتمم جامعہ منبع الجہاد۔ خوست۔ افغانستان
(۳۸) مولوی خالد۔ مشرف جامعۃ الرشید۔ احسن آباد۔ کراچی
(۳۹) مفتی محمد قاسم مفتی واستاذِ حدیث جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
(۴۰) مفتی میر قاسم خان۔ استاذ و مفتی جامعہ سفینۃ العلوم۔ رزمک۔ شمالی وزیرستان
(۴۱) مولوی احتشام الحق حضروی۔ مدرس دار العلوم معارف القرآن۔ مدنی مسجد۔ ہزارہ روڈ بالمقابل سول ہسپتال۔ حسن ابدال۔ ضلع اٹک
(۴۲) مفتی عمران احمد۔ مفتی مدرسہ رحیمیہ کلور کوٹ۔ بھکر
(۴۳) مفتی محمد معصوم افغانی رکن شورائے عالی تحریکِ اسلامی طالبان و سفیر مملکت اسلامیہ افغانستان اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۳-۲۶)

"شاید آپ اس غم میں اپنی جان ہی دے دیں گے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے"

پھنکتا ہوں شب و روز پڑا بستر غم پر
ہوتی ہے بری ہائے لگی آگ جگر کی

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کو ابتداء محرم سن ۱۴۲۰ھ سے لاحق ہونے والے آواز بیٹھنے کے طویل عارضہ پر لکھی گئیں حضرت اقدس کی چھ تحریریں سمیت چند اہم تحریروں کا گرانقدر مجموعہ جن میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت وفکر آخرت کا بہت ذخیرہ جمع کروا دیا ہے اس لئے حضرت اقدس کے بقول اگر کسی کو حضرت اقدس سے محبت ہے تو وہ اس رسالچے کو زیادہ سے زیادہ شائع کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسباقِ معرفت

① یہ مرض ایک دنیا بھر میں بہت مشہور مقوی مشروب سے شروع ہوا، نفع کی بجائے نقصان، یہ سبب ظاہری تھا سبب باطنی کی تفصیل تحریر نمبر ۵ میں ہے۔

② تقریباً آٹھ ماہ تک اعتدال سے مختلف حکیموں اور ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا مگر کسی دواء سے کوئی فائدہ نہ ہوا، بالآخر حضرتِ اقدس کی نظرِ انتخاب ہومیو پیتھی کی ایک بہت ہلکی پھلکی دواء کی طرف گئی، اللہ تعالیٰ نے اس سے شفاء عطاء فرمادی۔

③ پھر چھ ماہ بعد ایک مشہور ڈاکٹر نے ایک بہت مقوی مشروب کا مشورہ دیا جس سے مرض پھر لوٹ آیا۔

④ پھر تقریباً آٹھ ماہ بعد حضرتِ اقدس کے قلبِ مبارک میں خواب میں منجانب اللہ ایک ہومیو پیتھک دواء کا القاء ہوا جو چند روز کھانے سے پچھتر فیصد آواز کھل گئی اور مزید فائدہ ہو رہا تھا۔

⑤ اسی دوران ایک بہت مشہور حکیم صاحب کے اصرار پر ایک عام مقوی مشروب شروع کر دیا جس سے آواز پھر بیٹھ گئی، اسے چھوڑنے سے صحت کافی بہتر ہو رہی ہے۔

حاصل:

۱ــــ ماہرینِ فن کے منتخب مقوی مشروبات سے بہت سخت نقصان پہنچا۔

۲ــــ مجموعہ تقریباً سولہ ماہ مختلف حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ ایک حکیم صاحب کے علاج سے بہت نقصان ہوا۔

۳ــــ حضرتِ اقدس کی خود تجویز فرمودہ معمولی سی دواء سے فائدہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے یہ تصرفات سبق دے رہے ہیں کہ حکیموں اور ڈاکٹروں کا علم اور دواؤں وغذاؤں کا اثر سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

مُرتّب

۷/ محرم ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے

آواز بیٹھنے کے عارضہ سے متعلق کچھ وضاحت

عرض مرتب:

محرم سنہ ۱۴۲۰ھ کی ابتداء میں حضرت اقدس کو آواز بیٹھنے کی شکایت شروع ہوئی حسب معمول معتدل علاج سے فائدہ نہ ہوا بلکہ مسلسل وعظ و تقریر کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے اس عارضہ نے ایسی شدت اختیار کرلی ہے کہ وعظ اور ٹیلیفون پر مسائل بتانے کا سلسلہ بند کرنا پڑ گیا ہے۔ احباب حضرت اقدس کی آواز بیٹھنے کی خبر سن کر بہت پریشان ہورہے ہیں اس لئے حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے ایک وضاحت تحریر فرمائی ہے جو درج ذیل ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میری صحت بہت بہت بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے سکون و راحت سے نوازا ہے کہ شاید ہی دنیا میں کسی کو میسر ہو، رہا آواز بیٹھنے کا عارضہ تو اس سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ذرا سی بھی پریشانی نہیں، اس کی دو وجہیں ہیں:

① میرے اللہ نے مجھے اپنی ہر تقدیر پر رضائے کامل کی نعمت سے نوازا ہے "ماقدر اللہ" پر ایمان کامل عطاء فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ! میں اس نعمت سے بے نیازی کا دعویٰ کر رہا ہوں، میں تو سراسر بندۂ محتاج ہوں اور اپنے رب کی رحمت کا طلبگار۔ مقصد یہ ہے کہ اس رب کریم کی طرف سے جو حالت بھی گذر رہی ہے بحمد اللہ تعالیٰ مجھے اس سے کوئی پریشانی نہیں، اس میں بھی میرا کوئی کمال نہیں محض انہی کی عطاء ہے، ولاحول ولاقوۃ الا بہ۔

② اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے میرے مواعظ کی کتابیں، کیسٹیں اور جہاد کا علمبردار "ضرب مؤمن" پوری دنیا میں پھیلا دیئے ہیں، اگر میری آواز بیٹھ گئی تو کوئی فکر کی بات نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ "صوت الرشید" کو پوری دنیا میں پہنچا رہے ہیں اور یہی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور تاقیامت صدقۂ جاریہ بنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دے کر کہا:

لن یجمع اللہ علیک موتتین۔ ــــــ "اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں ہرگز جمع نہ کریں گے۔"

مطلب یہ کہ آپ پر تو موت آگئی مگر آپ کے ذریعہ امت تک پہنچنے والی ہدایات پر موت نہیں آئے گی، وہ قیامت تک زندہ رہیں گی، مجھے بھی اپنے اللہ پر یقین ہے کہ اس نے محض اپنی رحمت سے مجھ جیسے ناکارہ سے اپنے دین کی جو خدمات لی ہیں وہ انہیں قیامت تک جاری رکھیں گے، وماذلك عليه بعزيز.

حکمت:

اس عارضہ میں اللہ تعالیٰ کی پوری حکمتوں کو تو وہی جانتا ہے لیکن دو حکمتیں بہت واضح ہیں:

① تحریرات علمیہ کے لئے فرصت مل گئی۔

② متعلقین کو قدر ہو، اپنی اور دوسروں کی زیادہ سے زیادہ اصلاح کی فکر ہو۔

مُتعلّقین کو وصیّت:

دنیا میں نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا، اس لئے میں اپنے سب متعلقین کو بہت تاکید سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر انہیں واقعۃً مجھ سے محبّت ہے تو میری کسی تکلیف پر یا میری موت پر رنج وغم کرنے کی بجائے ان ہدایات پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے میری زبان اور قلم سے اُمت تک پہنچائی ہیں، میرے مواعظ کی کتابوں، کیسٹوں اور جہاد کے علمبردار "ضرب مؤمن" کو زیادہ سے زیادہ شائع کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی یاد رکھیں:

من كان منكم يعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن يعبد الله وحده فان الله حي لا يموت.

"تم میں سے اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو وہ تو وفات پا گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ ہمیشہ زندہ رہے گا، کبھی بھی نہیں مرے گا۔"

اس سے قبل میں نے "وصیت کا پیغام عُلماءِ امت کے نام" لکھا تھا جو "ضرب مُؤمن" میں اور الگ سے مستقل بھی شائع ہو چکا ہے اسے زیادہ سے زیادہ شائع کریں، اس کے مطابق خود بھی جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور دُوسروں کو بھی زیادہ سے زیادہ جہاد میں لگانے کی کوشش کریں ——— میرے لئے دُعاء کا معمول بھی جاری رکھیں۔

رشید احمد

یوم الأحد ۲۴ محرم ۱۴۲۰ھ

علاج سے متعلق حضرت اقدس کا وعظ "علاج یا عذاب؟" پڑھ کر دنیا و آخرت کا سکون حاصل کریں۔

وصیت کا پیغام علماءِ اُمت کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی لحاظ سے کسی مشہور شخصیت کے انتقال کے موقع پر رنج وغم اور مناقب شائع کرنے کا دستور ہے، میں اس کی بجائے یہ وصیت کرتا ہوں:

① نسخۂ صبر وسلون:

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیء عند اللہ باجل مسمی (نسائی)

"بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو کچھ اس نے دیا اور اللہ کے نزدیک ہر چیز کا وقت معین ہے۔"

② درسِ عبرت:

درد انگیزی کی بجائے ایسے سوانح سے عبرت حاصل کرکے اپنی حیات کے بقیہ لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے اپنی مساعی اور جد وجہد کو تیز کردیں، باہمی اختلافات کو بھلا کر سب متحد ہوکر دنیا سے فسق وفجور، منکرات و بدعات کو مٹانے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے موقع پر اظہارِ رنج وغم اور رسمی تعزیت کی بجائے میرا یہی مضمون زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے۔

رشید احمد

غرۂ محرم ۱۴۲۰ھ

آواز بیٹھنے کا عارضہ (تحریر ۲)

آواز بیٹھنے کے عارضہ کو اگر علاج کے باوجود جلدی فائدہ نہ ہو تو یہ کوئی تشویش کی بات نہیں، ایسے کئی قصے سننے میں آرہے ہیں کہ کسی کو بہت اونچے علاجوں کے باوجود چھ مہینے کے بعد اور کسی کو انگلینڈ اور امریکا سے علاج کروانے کے باوجود ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی معمولی سی چیز سے صحت عطاء فرمادی۔ بعض حضرات نے میری رضا کے بغیر حلق کے اسپیشلسٹ کو بلوالیا میں نے بادلِ نخواستہ مروّۃً اجازت دے دی۔ اسپیشلسٹ صاحب نے بتایا کہ کوئی تشویش کی بات نہیں، میں نے کہا پہلے تو کوئی تشویش کی بات نہیں تھی مگر ایلو پیتھک علاج مجھے موافق نہیں آتا اس لئے اب تشویش ہوگئی کہ خدانخواستہ پھر وہی وظیفہ نہ پڑھنا پڑے: کیف لم أمت وفی بطنی حبۃ الدکتور. "میرے اللہ کی قدرت کہ میرے پیٹ میں ڈاکٹر کی گولی چلی گئی میں پھر بھی نہیں مرا۔" (یہ ایک اعجوبۂ قدرت کی طرف اشارہ ہے، اس کی تفصیل بلکہ اس سے بھی بہت بڑے بہت سے عبرت آموز عجائبِ قدرت کی تفاصیل وعظ "علاج یا عذاب؟" میں ہے۔ مرتب) مجھے دَواء کھانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی لیکن بعض مخلصین کے کہنے پر شروع کردی مگر نفع کی بجائے نقصان۔ دو ہفتے کی دَواء دی تھی بڑی مشکل سے نو دن کھا کر چھوڑ دی۔ مجھے ایلوپیتھی کی دَواء کے تصور سے ہی وطن یاد آنے لگتا ہے۔ دواء کے استعمال کے دوران روزانہ کئی بار کہتا رہا، لبیك اللّٰھم لبیك مطلب یہ کہ دواء سے وطن جانے کا ٹکٹ تو مل گیا ہے میرے اللہ! میں تیار ہوں۔ دُعاء کیجئے کہ جب تک حیات مقدر ہے اللہ تعالیٰ خدمتِ دین سے محروم نہ فرمائیں۔

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر زندگی ہو تو بردرِ محبوب

میں سمجھتا ہوں کہ یہ نقصان ٹیلیفون سے پہنچا ہے، ایک گھنٹا صبح اور آدھا

گھنٹاروں کو فون پر مسلسل بولنا پڑتا ہے ایک لمحہ بھی توقف نہیں ہوتا، پھر فون بھی کارڈلیس ہے جس کے بارے میں بعض کا کہنا ہے کہ اس سے کانوں کو نقصان پہنچتا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ کان تو صحیح ہیں، فون کرنے والے بھی جذبۂ محبت میں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی کرتے ہیں۔ اندھی کے بچہ ہوا اس نے چوم چوم کر مار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری اس ذراسی تکلیف کو ایک ہومیو پیتھک ہسپتال اور کالج کے پورے ماحول بلکہ ان کے جاننے والے بے شمار لوگوں کی بھی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے ع

سینکڑوں کو دخترِ رز نے مسلماں کر دیا

یہ سودا بہت سستا ثابت ہوا ع

متاعِ جانِ جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

میں علاج کے سلسلہ میں یہ قاعدہ بتاتا رہتا ہوں:

''معمولی علاج سے فائدہ ہو جائے تو دو نفل شکرانے کے پڑھیں فائدہ نہ ہو تو دو نفل توبہ کے پڑھیں۔ اونچے علاج سے فائدہ ہو جائے تو دو نفل توبہ کے پڑھیں، فائدہ نہ ہو تو دو نفل شکرانے کے پڑھیں۔''

مجھے معمولی علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو دو نفل توبہ کے پڑھے، پھر اسپیشلسٹ کے علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو دو نفل شکرانے کے پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ کسی معمولی چیز سے فائدہ ہو جائے گا تو پھر دو نفل شکرانے کے پڑھوں گا۔

واذا مرضت فھو یشفین۔

رشید احمد

یوم الاحد ۱۴ صفر ۱۴۲۰ھ

آواز بیٹھنے کا عارضہ (تحریر ۳)

علاج میں مزاج شناسی کی اہمیت

بعض مخلصین نے ایک مشہور حکیم صاحب کو بُلالیا، انہوں نے غذاء تبدیل کردی، جس سے اصل مرض کو تو کوئی افاقہ نہ ہوا، مزید ہاضمہ کی کچھ تکلیفیں پیدا ہوگئیں۔

میری اغذیہ معتادہ کو تبدیل کرنا ایسا ہے جیسے اسبابِ حیات کو منقطع کرنا، صورت تبدیل میں ذاتی تجربہ کی بناء پر ضرر یقینی ہے اور تبدیل نہ کرنے میں طبیب کی رأی میں جو ضرر ہے وہ ظنی ہے، دواء اور غذاء کے سلسلے میں مریض کے تجربہ کو طبیب کی رأی پر ترجیح ہے۔

میرا ایک خاص مزاج ہے، دوسرے معمولات کی طرح خور و نوش بھی ایک خاص نظم و ضبط کے تحت ہیں، جو معالج بھی میرے اس خاص نظم طبعی کی رعایت نہیں کرے گا، اس کے علاج سے مجھے نفع کی بجائے نقصان ہوگا۔

آگاہ نہ تپ درون را
نشتر چہ زنی رگ جنون را

ہومیوپیتھک علاج میں کبھی کوئی چیز خلاف مزاج پیش نہیں آئی، شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

”ضعفِ ایمان“ کے مُہلک مرض میں مُبتلا مریضوں کا علاج

بعض ضعیف الایمان لوگ میری آواز بیٹھنے کے عارضہ کے بارے میں خبریں اُڑا رہے ہیں کہ کسی نے جادو کر دیا ہے، ان کا یہ خیال سَراسر باطل

ہے، اس بارے میں دو باتیں :

① بحفظ اللہ تعالیٰ مجھ پر کسی کا کوئی جادو قطعاً نہیں چل سکتا، اس پر اشکال وجواب اور تفصیل "انوار الرشید" جلد ثانی کے باب "کشف وکرامات" میں ہے۔

② دین کے جس فتنے کے بارے میں بھی جو کچھ بھی کہنے کی ضرورت تھی اور مجھے اس بارے میں جو کچھ بھی کہنا تھا وہ بعونِ اللہ تعالیٰ خوب کھول کھول کر کہہ چکا ہوں اور وہ سب کچھ بحمد اللہ تعالیٰ میری کتابوں، مطبوعہ مواعظ اور کیسٹوں میں محفوظ ہے جو پوری دنیا میں شائع ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک شائع ہوتا رہے گا، اس لئے اب کسی شیطانی تصرف سے میری للکار سننے سے بچ گئے تو کیا فائدہ؟ دین میں اُبھرنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کے علاوہ طالبینِ ہدایات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بہت کچھ کہلوا دیا، محفوظ کروا دیا اور پوری دُنیا میں پھیلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو خدمات مقدّر فرمائی تھیں بظاہر ان میں سے بلند آواز سے متعلق کوئی اہم کام باقی نہیں رہا البتہ تحریری خدمات کی ضرورت باقی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عارضہ کو ان کے لئے فرصت کا ذریعہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ کام لے لیں، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں، اُمّت کے لئے نافع بنائیں اور تا قیامت صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آخر دم تک خدماتِ دینیہ سے محروم نہ فرمائیں ؎

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر
زندگی ہو تو بر درِ محبوب

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.

یہ دوسری بات تو میں نے محض "ضعیف الایمان" لوگوں کی خاطر کہہ دی ورنہ حقیقت وہی ہے کہ بحفظ اللہ تعالیٰ مجھ پر کسی بڑے سے بڑے شیطان اور کسی بڑے سے بڑے خبیث کا کسی بھی قسم کا کوئی جادو قطعاً نہیں چل سکتا، اگر کسی خبیث شیطان میں اتنا حوصلہ ہے تو اپنے شیاطین کے تمام لشکروں کو ساتھ لے کر سامنے آئے۔ اس سلسلہ میں وعظ "آسیب کا علاج" ضرور پڑھیں اور اپنے "ضعفِ ایمان" کے بہت خطرناک اور دین و دنیا دونوں کو تباہ کر دینے والے مُہلک مرض کے علاج کے لئے "انوار الرشید" بار بار بہت غور سے پڑھیں اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مہلک مرض سے شفاء کامل نہیں عطاء فرما دیتے۔

رشید احمد

جمعہ ۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ

آواز بیٹھنے کا عارضہ (تحریر ۴)

انتخابِ معالج کے بارے میں ھدایت

دوسرے معاملات کی طرح علاج کے سلسلہ میں بھی دیندار معالج منتخب کرنا چاہئے، اگر خدانخواستہ اس سے فائدہ نہ ہو اور معالج بدلنا پڑے تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ دوسرا معالج پہلے سے دینداری میں کم نہ ہو، اس لئے کہ اگر اس سے فائدہ ہوگیا تو اس میں یہ قباحتیں ہیں:

① دیندار پر بے دین کی فوقیت۔

② دینداروں کی حوصلہ شکنی اور بے دینوں کی حوصلہ افزائی۔

③ یہ قصہ سن کر لوگوں کا رجوع بے دین معالج کی طرف زیادہ ہوگا تو دیندار معالج کی بنسبت بے دین کی شہرت، عزت اور مال میں ترقی ہوگی بالخصوص جبکہ دونوں معالج ایک ہی طریقِ علاج سے تعلق رکھتے ہوں تو دیندار اور بے دین کے درمیان تقابل زیادہ واضح ہے اس لئے یہ زیادہ قبیح ہے (اس بارے میں حضرت اقدس کے ایک بہت ہی عبرت آموز معمول کی تفصیل جواہر الرشید جلد اوّل کے جوہرہ ۲۷ میں ہے)

میری آواز بیٹھنے کے عارضہ کی خبر سن کر لندن سے فون آرہے ہیں کہ ہم نے یہاں ماہر ڈاکٹروں سے بات کرلی ہے، یہاں آجائیں۔ ان لوگوں نے یہ نہیں سوچا کہ جب میں یہاں رہتے ہوئے بے دین معالج سے بچتا ہوں اور زیادہ اونچے علاج سے بھی احتراز کرتا ہوں تو وہاں کافروں کے ملک میں کیسے جاسکتا ہوں؟ البتہ اگر میرے علاج کے خواہشمند ڈاکٹر اسلام قبول کرکے محاذ پر چلّہ لگائیں پھر میرے علاج کے لئے یہاں آنے کی اجازت چاہیں تو اس پر میں غور کرسکتا ہوں۔

رشید احمد

۱۸ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

(صدر رام ریکا کا قصہ جواہر الرشید جلد اول کے جوہرہ ۳۹ میں دیکھیں۔ جامع)

آواز بیٹھنے کا عارضہ (تحریر ۵)

ایک مشہور ہومیو پیتھک ڈاکٹر نے میرے لئے غم و فکر سے پیدا ہونے والے عوارض کی مشہور دواء "اگنیشیا" تجویز کی، ڈاکٹر صاحب کی یہ تشخیص بالکل صحیح ہے؛

مجھے دو چیزوں کی فکر نے نڈھال کر رکھا ہے:

میری حیات ہی میں پوری دنیا پر میرے اللہ کی حکومت قائم ہو جائے، اس مقصد کے لئے اللہ کے دشمنوں پر جھپٹنے اور اس کی راہ میں جان لینے دینے کے بہت شدید جذبات مجھے قرار نہیں لینے دیتے۔

خود کو اور پوری امت کو دنیا و آخرت کی جہنم سے بچانے کی فکر، جہاد کے جذبات بھی اسی لئے بھڑک رہے ہیں کہ اس کے سوا دنیا سے فسق و فجور کا خاتمہ ناممکن ہے؛ اپنے بھائیوں کو جہنم میں گرتے ہوئے دیکھ کر مجھے ناقابلِ برداشت صدمہ ہوتا ہے، پھر اس سے یہ صدمہ اور بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ بہت سے بظاہر دیندار لوگ بھی میری باتیں سن کر چیخ رہے ہیں کہ یہ لوگوں کو جہنم سے نکالنے کی اتنی کوشش کیوں کر رہا ہے بس "لعلّك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین"[1] (۲۶-۲) سوچ سوچ کر زندہ ہوں۔

چنانچہ اس بارے میں کئی ہفتوں سے مسلسل وعظ "دردِ دل" چل رہا تھا، وعظ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ درمیان میں ہی اسی "دردِ دل" کے اثر سے آواز بیٹھنے کا عارضہ لاحق ہو گیا، بتوفیق اللہ تعالیٰ میں نے بذریعہ تحریر اس وعظ "دردِ دل" کی تکمیل کر دی ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہر قسم کے فسق و فجور سے توبہ کر کے دنیا و آخرت کی جہنم سے بچنے کی فکر عطاء فرمائیں اور مسلح جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

رشید احمد

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

---

[1] اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ کہیں امت کے غم میں آپ اپنی جان ہی نہ دے دیں۔

جہاد کا پیغام اُمّتِ مُسلمہ کے نام

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (۸-۳۹)

"اور اُن سے قتال کرو حتّٰی کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پُورا دین اللہ کا ہوجائے۔"

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ. رواه مُسلم

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نِفاق کے شعبہ پر مرا۔"

من این عِلم و فراست باپرِ کاهی نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را

بغیر نرخ این کالا بگیری سُود مند اُفتد
بضربِ مؤمنِ دیوانہ دہ اِدراک رازی را

"جو عِلم و فراست مردِ غازی کو تیغ و سپر سے بیگانہ کردے، میرے نزدیک اس کی قیمت گھاس کی خشک پتی جتنی بھی نہیں۔ پُوری دنیا کی دولت لُٹا کر اس خزانے کو حاصِل کرلے تو بھی سودا سستا ہے، مؤمنِ دیوانہ کی ضرب سے ان مولویوں کو بھی سبق پڑھا دو جو بزعمِ خود امام رازی بنے بیٹھے ہیں۔"

رشید احمد
دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

لیلۃ السبت ۸ ر ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے

محبّت کا پیغام تبلیغی بھائیوں کے نام

تبلیغی بھائیوں کے بارے میں بعض خرابیوں کی خبریں بہت مشہور ہیں اس لئے اس سے قطع نظر کہ یہ خبریں کہاں تک صحیح ہیں صرف ازراہِ محبّت اس طرف متوجہ کرنا مقصود ہے کہ اگر کسی میں ایسی کوئی خرابی ہو تو اپنی اصلاح کی فکر کرے۔ اس سلسلے میں ان ہدایات پر عمل کریں:

① جہاد کی مخالفت نہ کریں۔

② مسلح جہاد کے بارے میں قرآن و حدیث کے کھلے اور واضح ارشادات کو توڑ مروڑ کر تبلیغی جماعت پر چسپاں نہ کریں۔

③ جوڑ پیدا کرنے کی خاطر کوئی ناجائز کام نہ کریں۔ مثلاً جس مجلس میں گناہ کا کام ہو رہا ہو وہاں نہ جائیں۔

④ صرف اور صرف اپنی ہی جماعت کے بارے میں یہ دعویٰ نہ کریں کہ یہی جماعت نہجِ رسالت پر ہے۔

⑤ جس خلوص و محبّت سے فضائل کی تعلیم کرتے ہیں بالکل اسی طرح ترکِ منکرات کی بھی تبلیغ کریں۔

⑥ اپنے بیوی بچوں کی اصلاح کی بھی فکر کریں۔

⑦ اہلِ حقوق کے حقوق ضائع نہ کریں۔

رشید احمد

دار الافتاء والارشاد۔ ناظم آباد۔ کراچی

لیلۃ السبت ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

اصلاحِ امت کے دو طریقے:

① عوام کے لئے عمومی وعظ و تذکیر یعنی بیان کا مروّجہ طریقہ۔
② خاص اہلِ سلسلہ کے لئے خانقاہی نظام۔

اہلِ سلسلہ کے لئے وعظ کے مروّجہ طریقہ کی ضرورت نہیں، بلکہ باضابطہ اصلاحی تعلق رکھنا، بتائے گئے طریقِ کار اور اس کے اصول و ضوابط کی مکمل پابندی کرنا لازم ہے۔ وعظ کے عام مروّج دستور سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

وعظ کے مروجہ طریقہ کے ذریعہ عوام کو وعظ و تذکیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ سے ہر موضوع پر اتنا کام لیا ہے کہ کوئی ضروری بات باقی نہیں رہی، سوچنے پر بھی کوئی ایسی بات خیال میں نہیں آرہی جس کے کہنے کی ضرورت باقی ہو، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور تا قیامت صدقۂ جاریہ بنائیں، اللہ تعالیٰ نے میرے یہ سب مواعظ کیسٹوں اور کتابچوں میں محفوظ کروادیئے ہیں؛ مجھ سے استفادہ کی طلب رکھنے والوں کے لئے یہی کیسٹیں اور مطبوعہ مواعظ کافی ہیں؛ اس لئے یہاں یہی سنانے کا سلسلہ رہے گا۔ اگر کسی کو براہِ راست بیان سننے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہو تو وہ کہیں براہِ راست بیان والی مجلس میں چلے جایا کریں، مقصد تو دینی فائدہ ہے اس لئے جس کو جہاں فائدہ ہو وہ وہیں تعلق رکھے۔ یہ تفصیل ان عوام کے لئے ہے جن کا مجھ سے اصلاحی تعلق نہیں، اصلاحی تعلق رکھنے والوں کے لئے یہ اُصول ہے کہ اپنے مُصلح کے سوا کسی دوسری جگہ جانا جائز نہیں، اس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے، اصلاح کا اصل طریقہ یہی ہے کہ کسی ایک شیخ سے باضابطہ اصلاحی تعلق رکھا جائے، عام وعظ و تذکیر سے بھی اصل مقصد یہی ہے کہ عوام میں کسی شیخ سے اصلاحی تعلق رکھنے کا شعور پیدا ہو، اس کے بغیر مکمل ہدایت نہیں ہوسکتی۔ وعظ "بیعت کی حقیقت" غور سے پڑھیں

رشید احمد

یوم الاحد ۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ

(۸-۳۹)

اور اُن سے قِتال کرو حتّٰی کہ فساد نہ رہے

اور پوری حکومت اللہ کی ہو جائے
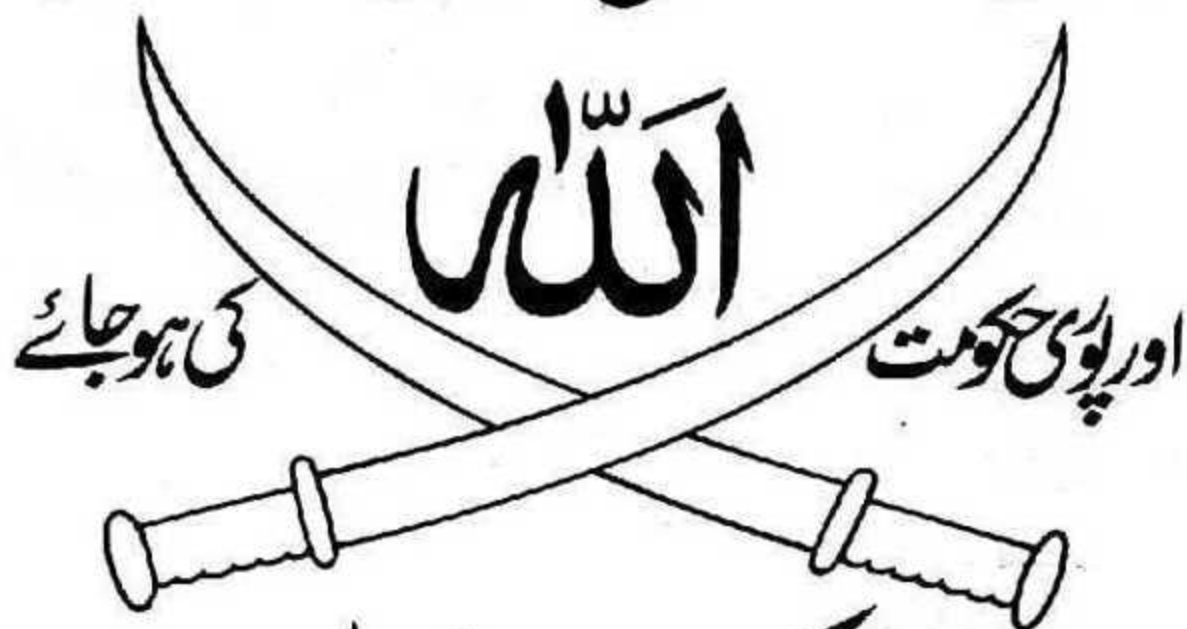
ترکِ جہاد

ہر فساد کی بُنیاد

ضمیمہ

مُبشّراتِ مَنامیّہ

(۶۶) قبولِ جہاد کی بشارت:

میں جمعہ کے دن تقریباً دس بجے صبح ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس کا نام "تب وتابِ جاودانہ" ہے، اس میں غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے انگریز کے خلاف تاریخی فتویٰ کا ذکر تھا، جب میں یہ سارے واقعات پڑھ کر فارغ ہوا تو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے مجھے نیند آگئی، اچانک خواب میں غزوۂ اُحد کا سارا نقشہ میرے سامنے آگیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ کے قریب تھے اور پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک خاص جگہ پر تقرر فرمایا تھا لیکن جب فتح ہونے لگی تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے خالد بن ولید اپنے دستے کے ساتھ آپہنچے اور مسلمانوں کو سخت تشویش کا سامنا ہوا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا، میں نے دیکھا کہ بعینہ بالکل اسی موقع پر اُحد کے قریب جبکہ میدانِ کارزار گرم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھڑے ہیں پھر دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرتِ اقدس اپنی شان و شوکت کے ساتھ زرہ پہنے ہوئے کھڑے ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ترغیب دے رہے تھے اور چند صحابہ کرام آپ کی حفاظت کے لئے آپ کی طرف آنے والے تیروں کو روک رہے تھے خصوصاً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک صحابی اور تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت فرمارہے تھے بعینہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کھڑے ہوئے ترغیب دے رہے ہیں اور حضرت سعد اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہما آپ کی طرف آنے والے تیر روک رہے ہیں اور جو کافر آپ کی طرف بڑھتا ہے اس سے تلوار سے مقابلہ کرتے ہیں۔

﴿۶۷﴾ فتوحات کی بشارت:

میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس نے دوسری شادی کرلی ہے اور مجھ سمیت ۱۰ یا ۱۲ افراد تقریباً نکاح میں شریک ہیں، لڑکی ایران کی ہے اور نکاح ایران کے کسی وزیر نے پڑھایا۔

تعبیر:

میں سب کو بتاتا رہتا ہوں کہ میری شادی یہ ہے کہ میری حیات میں امریکا، ایران، روس اور ہندوستان فتح ہوجائیں۔ اور میری رخصتی یہ ہے کہ پوری دنیا پر میرے اللہ کی حکومت قائم ہوجائے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (۶-۵۷)

”حکومت صرف اللہ کی ہے۔“

اس خواب میں ان فتوحات کی بشارت ہے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (۱۴-۲۰)

”اور یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔“

دار الافتاء والارشاد والجہاد

جلالِ قیصری بخشا جمالِ خانقاہی کو
سکھائے فقر کے آداب تو نے بادشاہی کو

﴿۶۸﴾ مقامِ مقربین :

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ (۷۶-۲۱)

"اور ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا (جس میں نہ نجاست ہوگی نہ کدورت)۔

اس سورۃ میں اہلِ جنّت کے لئے تین طرح کا مشروب تین طریقوں سے پینے کا ذِکر ہے، سب سے پہلے فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○ (۷۶-۵)

"بے شک اَبرار ایسے جامِ شراب پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی"۔

اِس آیت میں خود پینا مذکور ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ○ (۷۶-۱۷)

"اور وہ جنت میں ایسا جامِ شراب پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی"۔

اس میں خُدّام کے پلانے کا ذِکر ہے پھر تیسری وہ آیت ہے جس کا وُرود ہوا:

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ (۷۶-۲۱)

اس میں خود ربّ العٰلمین کی طرف پلانے کی نسبت ہے۔

ان تینوں مواقع میں شراب کی جو نوعیت اور پینے کے طریقے مذکور ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آخری قسم خاص مقربین کے لئے ہے۔ پینے کے

طریقے کی فضیلت اس طرح ہے کہ انہیں خود رب العٰلمین پلائیں گے اور شراب کی نوعیت کی فضیلت اس طرح کہ کافور اور سونٹھ کے چشمے خواص کے لئے ہوں گے، عام ابرار کو جو شراب ملے گی اس کی لذت بڑھانے کے لئے خاص چشموں سے آمیزش کی جائے گی اور خاص مقربین کے لئے خاص قسم کی اعلیٰ وعمدہ شراب ہوگی جسے عام شراب میں نہیں ملایا جائے گا بلکہ خالص عمدہ قسم کی ہوگی۔

(۶۹) بشارتِ قبولیت:

ایک بار خطرۂ اِستِدراج کی حالت میں یہ بشارت وارد ہوئی:

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا۝

(۷۶-۲۲)

"بے شک یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (جو دُنیا میں کرتے تھے) مقبول ہوئی۔"

(۷۰) غیر اللہ سے اِستِغناء کی برکات:

اس آیت کا وُرود بکثرت ہوتا ہے:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۝ (۲۸-۲۴)

"میرے رب! تو مجھے جو نعمت بھی دے میں اس کا محتاج ہوں۔"

یہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی دُعاء ہے جس میں تعلق مع اللہ کا اظہار ہے کہ میں کسی پر احسان کر کے اس سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا صرف تیرے ہی

در کا فقیر ہوں۔ اس پر نعم دنیا کی بارشیں شروع ہوگئیں۔

(۷۱) آفات سے حفاظت:

إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝ (۶۹ — ۱۱، ۱۲)

"ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تمہیں کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کردیا) تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے یادگار (اور عبرت) بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں"۔

اس میں طوفانِ نوح علیہ السلام کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو کشتی کے ذریعہ بچالیا اور باقی پوری قوم کو غرق کر دیا۔ اللہ کے حکم کے مطابق کشتی بنانا، پھر اس کشتی میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں اور دنیا کی ہر قسم کی مخلوق میں سے ایک ایک جوڑا جمع ہونا، پھر اتنے بڑے طوفان سے کشتی کا بچ جانا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

(۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سند:

نوشہرہ کے ایک صاحب نے حضرتِ اقدس کی خدمت میں لکھا:

"ایک رات میں نے خواب دیکھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آج کل اچھے لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھے تین لوگوں کے نام بتائے جن میں سے پہلے دو مجھے بالکل یاد نہیں تیسرے نمبر پر آپ کا نام لیا۔ اس کے بعد سے میرے دل و دماغ میں اب تک طوفان بپا ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے ساتھ اصلاحی تعلق قائم کروں۔"

﴿۴۳﴾ اللہ مددگار ہے:

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝ (۷-۱۹۶)

"بیشک میرا مددگار اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہ صالحین کی مدد کرتا ہے۔"

اس سے پہلے عالمِ کفر کو یوں للکارا ہے:

قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ (۷-۱۹۵)

"تو کہہ دے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو اور مجھے ڈھیل نہ دو۔"

﴿۴۴﴾ دشمنانِ اسلام سے حفاظت:

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔

"اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔"

پوری آیت یوں ہے:

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ

النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (۵-۶۷)

"اے رسول! پہنچا دے جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا، بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔"

مذکورہ بالا ۷۳ اور ۷۴ کے وُرود کے وقت میں انہیں صرف اپنے خلاف عالَمِ کفر کی افواج کے بارے میں سمجھتا تھا مگر دو تین روز بعد مزید سبب وُرود یہ معلوم ہوا کہ افغانستان میں حکومتِ اسلامیہ نے بُتوں کو توڑنا شروع کر دیا ہے جس سے پوری دُنیائے کفر چلّا رہی ہے اور طرح طرح کی بہت سخت دھمکیاں دے رہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ خُذۡھُمۡ اَخۡذَ عَزِیۡزٍ مُّقۡتَدِرٍ۔

"یا اللہ انہیں زبردست صاحبِ قدرت کا پکڑنا پکڑ۔"

قرآن مجید میں قومِ فرعون پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کا یوں بیان ہے:

فَاَخَذۡنٰھُمۡ اَخۡذَ عَزِیۡزٍ مُّقۡتَدِرٍ ۝ (۵۴-۴۲)

"پھر ہم نے انہیں زبردست صاحبِ قدرت کا پکڑنا پکڑا۔"

۷۵ راہِ نجات:

میں نے علومِ اسلامیہ بریلوی مکتبِ فکر سے حاصل کئے، طبیعت میں بہت زیادہ سختی تھی، علماءِ دیوبند کو گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا تھا اور جہاں تک ہوسکا ان کو پریشان کئے رکھا، تبلیغی جماعت کو کبھی بھی اپنی مسجد میں داخل نہ ہونے دیتا، الغرض علماءِ دیوبند کو ہر طرح سے تکلیف دینا باعثِ اجر و ثواب سمجھتا تھا، یہ ساری گمراہی بریلوی اساتذہ کی وجہ سے تھی۔

ایک بار رات کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلفاءِ اربعہ اور علماءِ دیوبند میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، حضرت سید انور شاہ کشمیری تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا:

"یہ تمہارے بزرگ ہیں۔"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں تو ان کو آپ کا گستاخ سمجھتا ہوں۔"

فرمایا:

"ہرگز نہیں یہ میری بارگاہ کے مقبول ہیں۔"

میں نے عرض کیا:

"ان کی گستاخانہ عبارات کے بارے میں لوگوں کو کیا کہوں؟"

فرمایا:

"کتاب سیفِ یمانی پڑھو۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بدگمانی سے بچو اور کثرت کے ساتھ دُرود شریف کو اپنا معمول بناؤ، ان اکابر سے وابستہ ہو جاؤ، ان کا دامن تھامے رکھنا، ان کا دامن میرا دامن ہے۔"

پھر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا:

"خواہ مخواہ کسی کو کافر اور گستاخ کہنا بہت بڑا جرم ہے، اپنے دل کو صاف رکھو، حضرت مفتی رشید احمد کو سلام کہنا اور

بولنا اپنا مشن جاری رکھو۔"

خواب سے بیدار ہوا تو عجیب کیفیت تھی، صبح اٹھ کر مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی کتاب "سیف یمانی" گوجرانوالا سے خریدی. بار بار مطالعہ کیا، عقیدے کی بالکل اصلاح ہو چکی ہے اور آہستہ آہستہ عوام الناس کو بھی اصلاح کی طرف راغب کر رہا ہوں، ابھی مجھے بہت سے لوگوں کو کفر و شرک اور بدعت کے گھٹا اندھیرے سے نکالنا ہے، اپنے گناہوں کی تلافی کرنا ہے جو اکابر علماءِ دیوبند کو گالیاں دیتا تھا، آپ میرے لئے دُعاء فرمائیں اور میری رہنمائی فرمائیں حضرتِ اقدس تھانوی کے سلسلے سے رُوحانی وابستگی کیسے اختیار کروں؟ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطاء فرمائیں، آمین۔

۷۶ امریکا کو تباہ کرنے کا عزم:

بندہ نے آج بوقتِ سحر خواب دیکھا کہ کراچی میں بہت سارے امریکی جنگی اڈے موجود ہیں، دوسری جانب حضرتِ اقدس انتہائی اہتمام کے ساتھ اپنے دستِ مُبارک سے گولا داغتے ہیں جو بالکل درست نشان پر لگتا ہے جس سے ایک امریکی اڈا تباہ ہو جاتا ہے یہ منظر بہت صاف اور واضح نظر آرہا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ کام (گولہ داغنا) حضرتِ اقدس نے بہت اہتمام کے ساتھ اپنے ذمہ لیا ہے اور حضرتِ اقدس پُرعزم ہیں کہ سب کو تباہ کروں گا۔

تیسری جلد ختم باقی دو جلدیں

جواہر الرشید کی گیارہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں

۱۳ شعبان ۱۴۳۵ھ